نصرة میگزین

شمارہ نمبر 10: جنوری/فروری



لا إله إلا الله محمد رسول الله



قیمت: 30 روپے

جمہوریت کا خاتمہ اور خلافت کا قیام قریب ہے

پاکستان کے موجودہ حکمران نئے انتخابات،انتخابی اصلاحات اور انتخابات میں شمولیت کے حوالے سے بہت بیانات دے رہے ہیں۔وہ لوگ جو موجودہ حکمرانوں کی جگہ امریکی غلامی اور امت سے غداری کی یقین دہانی پر اس گدی پر بیٹھنا چاہتے ہیں، انتخابات پر کڑوڑوں پیسے پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔ان کے نزدیک یہ ایک اچھی ''سرمایہ کاری'' ہے کیونکہ کڑوڑوں کے بدلے انھیں انتخابات میں کامیابی کی صورت میں عوام کی دولت کو لوٹ کر اربوں روپے کے نفع کی امید ہے۔ہمیشہ کی طرح امریکی استعمار دور بیٹھ کر انتخابات کے انعقاد کی تعریف اور حوصلہ افزائی کر رہا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ صرف چہرے تبدیل ہوں گے لیکن پالیسیاں،قوانین اور نظام ویسے ہی چلتا رہے گا۔لہذا ایک اور جمہوری دور کے پورے ہونے کے گن گائے جا رہے ہیں جبکہ یہ وہ نظام ہے جو انسان کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام اور حکمران ایسے قوانین بنائیں جن کے ذریعے وہ اپنے اور اپنے امریکی آقاوں کے مفادات کی تکمیل اور تحفظ کر سکیں۔

لیکن یہ نیا سال یعنی 1434 ہجری امت کے لیے ایک بہت عظیم امید کے ساتھ آیا ہے۔پوری مسلم دنیا مین مسلمان جمہوریت کی حقیقت جان گئے ہیں۔وہ جان گئے ہیں کہ یہ جمہوریت ہی ہے جس کے ذریعے استعماری طاقتیں پچھلی کئی دہائیوں سے مسلمانوں کا استحصال کر رہیں ہیں اور جمہوریت ہی امت کی موجودہ افسوسناک اور ذلت آمیز حالت کی ذمہ دار ہے۔اب مسلمانوں کی پکار اسلام ، قرآن ہمارا آئین ،شریعت اور خلافت ہے۔اب ان کے ہاتھوں میں اسلامی ریاست خلافت کے کلمہ طیبہ سے مزین سیاہ اور سفید جھنڈے ہیں۔اب لوگ محض چہروں کی تبدیلی سے بہلنے والے نہیں بلکہ وہ نظام میں ،قوانین میں اور آئین میں حقیقی تبدیلی چاہتے ہیں۔مسلم حکمران امت کے شدید دباؤ میں ہیں کیونکہ امت نے اللہ کے سوا کسی بندے کی حاکمیت اعلیٰ کو ماننے سے انکار کر دیا ہے اور وہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ یعنی شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔مغربی کافر حکومتیں ان ''اسلامسٹ'' کے یقینی اقتدار میں آنے کی دہائی دے رہی ہیں جنھوں نے مغرب کی جانب سے ہر طرح کی مصلحت اور مدد کو مسترد کر دیا ہے اور صرف اپنے رب کی مدد پر ہی بھروسہ کیا ہے۔ جمہوریت کا خاتمہ اور خلافت کا قیام اب قریب ہے۔

جو چیز اس منزل کو پانے کے لیے باقی رہ گئی ہے وہ ان لوگوں کی فیصلہ کن حرکت ہے جنھوں نے اب تک اس کرپٹ حکمرانی کو قائم رکھا ہے یعنی مسلمانوں کی افواج۔کئی دہائیوں سے چاہے جمہوری حکمران ہوں یا آمر، ہر ایک نے اقتدار میں رہنے کے لیے انھیں استعمال کیا ہے کیونکہ موجودہ دور میں افواج ہی اقتدار اور طاقت کا اصل سرچشمہ ہیں۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسلم افواج بھی امت میں اٹھنے والی بیداری کی لہر سے متاثر ہوئیں ہیں کیونکہ وہ بھی اسی امت کا حصہ ہیں۔اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ خوفزدہ حکمران اسلام سے محبت رکھنے والے افسران کو فوج سے نکالنے کے لیے انھیں ادھر ادھر تلاش کرتے پھر رہے ہیں جو کہ ایک لاحاصل کوشش ہے کیونکہ تمام کی تمام فوج اسلام کے عقیدے پر مضبوطی سے کھڑی ہے۔بس جو چیز باقی رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ فوج آگے بڑھے اور اپنا دینی فریضہ ادا کرنے کے لیے عملی اور فیصلہ کن قدم اٹھائے اور خلافت کے قیام کے لیے نصرۃ فراہم کرے۔

کرپٹ لیڈر کرپٹ نظام
نجات کا راستہ: خلافت کا قیام

پاکستان کی سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غداروں کے خلاف عوام کا غصہ شدت کی انتہاء کو پہنچ چکا ہے۔ ان کی معاشی صورتحال اس قدر خراب ہو چکی ہے کہ وہ بڑی مشکل سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں، جبکہ گیس، بجلی، صحت اور تعلیم کی سہولتیں اُن کی پہنچ سے باہر ہو چکی ہیں۔ دوسری طرف پاکستان کی خارجہ صورتحال اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ پوری دنیا کے سامنے ہماری بے عزتی کی جاتی ہے، امریکہ ایبٹ آباد اور سلالہ پر فوجی حملہ کر کے ہماری فوج کو ذلیل ورسوا کرتا ہے، جبکہ امریکہ کی نام نہاد 'دہشت گردی کے خلاف جنگ' کے نتیجے میں ہمیں سنگین جانی اور مالی نقصانات اٹھانا پڑ رہے ہیں۔ اور اگرچہ اللہ نے پاکستان کو بے پناہ قدرتی وسائل، طاقتور افواج اور غیور لوگوں سے نوازا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں، لیکن ان تمام تر نعمتوں کے باوجود جنرل کیانی، اس کے فرنٹ مین صدر زرداری اور ان کے حواریوں نے ہمارے ملک کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ ''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے ناشکری کی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا'' (ابراھیم: 28)۔

بقیہ صفحہ نمبر 38

''اسلام پسند اور جمہوری نظام حکومت تجربات اور رجحانات'' کے موضوع پر ہونے والی کانفرنس کی مذمت

عرب مرکز برائے تحقیق اور سیاسی تجزئیات نے دوحہ، قطر میں پیر 22 ذی القعدہ 1433 ہجری بمطابق 8 اکتوبر 2012 کو ''اسلام پسند اور جمہوری نظام حکومت......تجربات اور رجحانات'' کے موضوع پر اپنی کانفرنس کے اختتام کا اعلان کیا۔اس کانفرنس میں کئی ایک ''اسلام پسند''، محققین، ماہرین اور سیاست دانوں نے اسلام اور جمہوریت کے موضوع خاص کر عرب بہار کے مرحلے کے دوران اس کا احاطہ کیا۔اس کانفرنس کا مقصد عرب دنیا میں جمہوری اقدار، آزادی اور گڈ گورننس کے قیام کے لیے بہترین راستہ تلاش کرنا تھا۔

تحقیق کے لیے عرب مرکز کی ویب سائٹ کے مطابق کانفرنس میں جو کچھ کہا گیا اس کا واضح مقصد جمہوری فکر کی اشاعت، اس کو اختیار کرنے اور اس کی ترویج ہے جس کے لیے مختلف ذرائع کو استعمال کیا جائے گا جو کہ مختصراً یہ ہیں:

1۔ دین اور ریاست کا تعلق: کانفرنس کے منتظمین کی نظر میں دین ''روحانیت اور عقیدے کا مسئلہ ہے، جبکہ جمہوریت حکمرانی کا نظام ہونے کی وجہ سے ایک سیاسی مسئلہ ہے''۔یعنی دین کو زندگی سے الگ کرنے کی دعوت ہے (نیا سیکولر دین) جو کہ اسلامی شریعت کو چار دیواری (مسجد) میں قید کرنے اور معاشرتی اور سیاسی معاملات میں اس کی دخل اندازی پر قدغن لگانے کا تقاضا کرتا ہے۔

2۔سیکولرازم دلکش اور پُرکشش کر کے دکھانا اور اسلام اور اس کے درمیان موجود تناقض کو اس دعوے کے ذریعے کم سے کم کر کے پیش کرنا کہ ''سیکولرازم تو اقتدار اور حکمرانی کے نظام کو منظم کرنے کا ایک طریقہ کار ہے''۔یہ کوئی ملحدانہ فلسفہ نہیں جو انسان کو اپنے خواہشات اور شہوات کے مطابق قانون سازی کا حق دیتا ہو۔

3۔جمہوریت کو دلکش بنانا: اس کا مطلب ان کے ہاں ''ایسا سیاسی نظام بنانا ہے جس میں نمائندگی اور انتخابات کے ذریعے نمائندے منتخب کرنے کا موقع میسر ہو، ساتھ ہی منتخب نمائندوں کی نگرانی (چیک اینڈ بیلنس) اور منتخب نمائندوں کے لیے مقررہ مدت کا تعین ہوتا کہ اقتدار جبر و استبداد میں نہ بدلے''۔ساتھ ہی اس بات پر بھی زور دیا کہ جمہوریت دین کے بارے میں کوئی نقطہ نظر نہیں بلکہ یہ حکمرانی کے بارے میں نقطہ نظر ہے یوں اسلام اور جمہوریت کے مابین کوئی تعارض اور تناقض نہیں۔بعض نے تو یہ دعوی بھی کیا کہ اسلام میں کوئی ایسی چیز نہیں جو دوسری اقوام کی حکمت سے اقتباس (اخذ کرنے) سے منع کرتی ہو، دوسری اقوام کی حکمتوں (دانائیوں) میں سے ایک عوامی جمہوری ریاست کی بات، (مرد عورت کی) برابری، ملٹی کلچرل ازم اور کئی ایک جماعتوں کا ہونا ہے۔جامعہ الازہر کی طرف سے شائع کی گئی ایک دستاویز کا بھی حوالہ دیا گیا جس کو جمہوریت، برابری، کثیر الجہتی تہذیب کی دستاویز کہا جاتا ہے۔اس کا مقصد الازہر کے جمہوریت پراجیکٹ کو عملی جامہ پہنانا اور اس الازہر کی اس دستاویز کو اس دستاویز سے مشابہت دینا ہے جو اسلام کے صدر اول میں تیار کی گئی تھی۔

4۔اِس سب کی بنیاد پر اس خام خیالی کا بھی اظہار کیا گیا کہ ''اسلام پسندوں کی ایک بڑی تعداد جمہوریت سے مطمئن ہے اور مسلمانوں کا بھی ایسی عوامی جمہوری ریاست پر اعتماد بڑھ رہا ہے جس میں ریاست اپنی قانونی حیثیت عوام سے لیتی ہو۔ کانفرنس کے منتظمین کے مطابق '' کانفرنس کے پیپرز سیاسی اسلام کے تمام عناصر تک پہنچائے گئے''۔

5۔بعض نے جمہوریت کے موجودہ ماڈل پر اسلامی سیاسی تحریکوں کا مطالبہ کیا۔کئی ایک محققین نے اس بات پر زور دیا کہ ''اسلامی تحریکوں کو اپنی فکری سطح کو بلند اور اپنی کاوشوں کو عملی شکل دینے کے لیے جمہوری تبدیلی، صاف ستھری سیاسی مسابقت، اقتدار کی منتقلی، دستور کا اور اختلاف رائے کا احترام کافی نہیں۔ایک محقق نے اس پر یوں بحث کی کہ جمہوریت کو ٹکنیکل طریقے سے سمجھنے کا یہ مطلب ہے کہ جمہوریت کی طرف منتقلی کے مرحلے میں اسلامی تحریکیں جمہوریت کی تعریف اور ماہیت کا احاطہ کریں اور آزادی اور مساوات کے مسئلے کو ان کے فلسفیانہ معنی میں ہی مرکزیت دیں۔

6۔''شہریت اور جمہوری تبدیلی'' کانفرنس کے مضوعات میں سے ایک اہم ترین موضوع تھا۔شرکاء، جن میں اسلامی تحریکوں کے نمائندے بھی تھے، نے تقریباً اس بات پر اتفاق کیا کہ عرب ممالک میں جمہوری تبدیلی جمہوری ریاست (بعض کے بقول عوامی جمہوری ریاست) کی سمت میں ہونی چاہیے اگر چہ اقتدار اسلام پسندوں کے پاس ہو، سب اس بات پر زور دے رہے تھے کہ'' آزادی، عدل اور مساوات اس ریاست کی بنیادیں ہونی چاہئیں''۔

یہ تھے اس گفتگو اور آراء کے بڑے عنوانات جو پوری ''منصوبہ بندی'' کے ساتھ منعقد کی جانے والی اس کانفرنس میں پیش کیے گئے۔یہ امت مسلمہ کے خلاف مغربی فکری حملے کے سلسلے ہی کی ایک کڑی تھی جو بدستور خالص توحید اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کی اور کسی چیز کو حرام اور حلال قرار دینے کا حق صرف اللہ تعالی کے پاس ہونے کی بنیاد پر قائم اسلامی عقیدے میں دراڑیں ڈالنے کے درپے ہیں۔اس کا مقصد اسلام کی ابدی شریعت پر حملہ کرنا ہے جو کہ اللہ کی معجزانہ اور ابدی کتاب میں محفوظ ہے، جس کو اللہ تعالی نے تمام بشریت کے لیے ہر

جگہ اور ہر وقت کے لیے محفوظ کر دی ہے۔

ہم **حزب التحریر** میں اس معاملے کو اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم امت مسلمہ کے سامنے ان کے دین، ان کے رب کی شریعت اور عقیدے کے خلاف اس سازش کی کڑی کو بے نقاب کریں اس حوالے سے ہم یہ اعلان کرتے ہیں:

1۔ اسلام ملحدانہ سیکولرزم کی ہر شکل اور تفصیل سے بری ہے۔ سیکولرازم کو خوبصورت اور دلکش بنانے اور اس کے عیوب کو چھپانے کے لیے بہانے بنانا ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ دین کے زندگی سے جدا ہونے کی بنیاد پر اللہ کی شریعت کو معطل کرنے کی کوئی دعوت یا اسلام کے پیغام کو مسخ کر کے اس کو کاہنوں والا پیغام بنا کر پیش کرنے کی دعوت جو مسجد کے دیواروں کے اندر ہی قید ہو اور ایک فرد کے ضمیر سے باہر نہ نکلے اور معاشرے پر اس کے تمام امور میں حکمران نہ ہو، یہ اللہ کے دین میں افترا کی گئی بدعت ہے جس کی کوئی اساس نہیں اور اس کے جواز کے لیے کوئی شبہ دلیل بھی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''...... **ومن احدث فی دیننا ما لیس منه فهو رد** '' جو ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات لایا جو اس میں سے نہیں تو وہ مسترد ہے''۔ یہ ایک جھوٹا دعوی ہے کہ سیکولرازم ایک غیر جانبدار خود کار آلے کی طرح ہے جس میں بھلائی ہی بھلائی ہے یہ کسی دینی رجحان کے برعکس نہیں، دین تو ایک آدمی کا ذاتی معاملہ ہے، اس لیے یہ '' دینداری'' مسلمان کو بقول ان سیکولرز کے سیکولرازم کو اختیار کرنے سے نہیں روکتا۔ یہ بہت بڑا جھوٹ اور سیکولرازم کی حقیقت کے بارے میں غلط بیانی ہے جو کہ انسان کو قانون ساز قرار دیتا ہے، یعنی اس کو حاکم اور رب کا درجہ دیتا ہے جو حرام اور حلال کے فیصلے کرتا ہے، یوں یہ ایک ایسا ''دین'' ہے جو اپنی شکل اور تفصیل میں اسلام سے متصادم ہے۔

2۔ اسلامی شریعت تمام مسلمانوں پر انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر چھوٹی بڑی چیز میں اپنے رب کی شریعت سے احکامات لینے کو فرض قرار دیتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿**ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون** ﴾ ''حکم تو اللہ ہی کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اس کی عبادت کرو یہی صحیح دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''، ﴿**یقولون هل لنا من الامر من شیء قل انّ الامر کله لله**﴾ '' وہ کہتے ہیں کہ کیا ہمارے پاس بھی کوئی اختیار ہے کہہ دیجیے کہ اختیار صرف اللہ کے پاس ہے''، ﴿**ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام** ﴾ ''اور اپنے طرف سے جھوٹ بول کر کسی چیز کو حلال اور حرام مت کہہ دو''، ﴿ **وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ** ﴾ '' اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ وحی کے ذریعے فیصلہ نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں''، ﴿ **وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ** ﴾ '' اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ وحی کے ذریعے فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ ظالم ہیں''، ﴿ **وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ** ﴾ '' اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ وحی سے فیصلے نہیں کرتے ہیں وہی لوگ فاسق ہیں''۔

3۔ یہ دعوی کرنا کہ اسلام دوسری اقوام کے تجربات سے استفادہ کرنے اور ان میں سے مفید چیزوں کو اپنانے سے نہیں روکتا، ایک فریب ہے اور جھوٹ اور سچ کو ملانے کی کوشش ہے۔ ہاں اُس چیز میں دوسروں سے استفادہ کرنے سے مسلمانوں کو نہیں روکا گیا ہے جو سائنس وٹیکنالوجی اور مادی اشکال کے دائرے میں آتے ہیں اور ان کا حرام اور حلال سے کوئی تعلق نہیں۔ جہاں تک قانون سازی کے امور کا تعلق ہے، جس میں حرام اور حلال ہے، اسلامی شریعت کے آنے کے بعد سابقہ انبیاً کی شریعتوں سے بھی احکام لینا جائز نہیں کیونکہ اسلام نے سب کو اپنے اندر سمو دیا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے ﴿......**والذی نفسی بیده ،لو کان موسی حیا ما وسعه الا ان یتبعنی**﴾ ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر موسی علیہ السلام بھی زندہ ہوتے میری اطاعت کے علاوہ ان کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا''۔ اس لیے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسلام گزشتہ انبیاً کی شریعتوں سے احکام لینے سے تو مسلمانوں کو منع کرے اور انسان کی محدود عقل کے تراشے ہوئے احکامات کو اخذ کرنے کو مباح قرار دے،؟؟ سبحان اللہ کتنا بڑا بہتان ہے۔

4۔ اس سے پہلے بھی **حزب التحریر** نے الازہر کے اس بدنام زمانہ دستاویز کے بارے میں شرعی حکم کو بیان کر دیا تھا کہ یہ دستاویز شریعت کی صریح مخالفت تھی اور یہ دعوی کر کے امت کو فریب دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ اسلام اور جمہوریت میں کوئی تضاد نہیں۔ ہم متعلقہ لوگوں کی توجہ اسی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ ہم مزید یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ نہ کرے کہ اگر آج کوئی سود کے جرم کو مباح قرار دینے پر اجماع کرے تو یہ اجماع قرآن کے قطعی نص سے ثابت حرمت کو ختم نہیں کر سکتا خواہ جھوٹ گھڑنے والے اس کے لیے نصوص سے کس قدر بھی کھیلیں۔ بہر حال جس تأویل کی گنجائش نہیں وہ نہیں دی جا سکتی۔ اس کے باوجود اللہ نے اس امت کو حق گو اور زبردست علماء سے مالا مال کیا ہے جو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے، جن میں سے کئی ایک نے الازہر کی دستاویز کو اللہ کے دین کے خلاف جسارت قرار دیا۔ ہمیں اللہ کے وعدے پر مکمل اعتماد ہے کہ جھاگ بیٹھ جائے گی اور جس طرح سرکش مجرموں کے ستون گر گئے جنھوں نے ایک عرصے سے اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا تھا، اللہ کے دین کو کاروبار بنانے والوں کے بت بھی ملیا میٹ ہونے والے ہیں۔ ان کا یہ جھوٹا دعوی کہ '' کانفرنس کو تمام سیاسی اسلامی جماعتوں کے اندر بھی پذیرائی ملی'' بہتان اور کھلم کھلا جھوٹ ہے...... ہاں چند ایسی آوازیں ضرور ہیں جو ''انکل سام'' کی تہذیب میں رنگے ہوئے ہیں اور اس کو خوش کرنے کے لیے اپنا دین وایمان کا بھی سودا کر کے اس کے پیچھے ہانپ رہے ہیں۔ لیکن یہ گمان کرنا حقیقت سے کوسوں دور ہے کہ یہ امت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ امت کے نمائندے صرف حق بات کہنے والے لوگ ہیں چاہے ان کی تعداد کم ہو یا

زیادہ۔امت کے دشمنوں سے مدد لینے والوں کا کوئی وزن نہیں چاہے ان کے پاس مادی وسائل جس قدر بھی ہوں اس حق کے مقابلے میں اس کا کوئی وزن نہیں جس پر زمین وآسمان قائم ہیں۔

5۔پانچویں نکتے میں جس کو ہم نے اوپر نقل بھی کیا ہے کہ کانفرنس میں ''اسلامی'' تحریکوں کو دعوت دی گئی کہ وہ جمہوریت کے فلسفے اور عقیدے کو اپنائیں اس سے اس کانفرنس کے پس پردہ مقاصد بھی بے نقاب ہوگئے،(اس سے پہلے اور اس کے بعد کی کانفرنسوں میں یہ کہا گیا کہ اسلام اور جمہوریت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں) ہم ان لوگوں کو خبردار کرتے ہیں جو اسلام کے شعائر کو بلند کرتے ہیں کہ وہ کہیں بھٹک نہ جائیں،ہم ان کو اللہ کا واسطہ دے کر خواب غفلت سے بیدار ہونے اور سچی توبہ کر کے حق کے کلمے کو بلند کرنے والوں اور اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں کی صفوں میں شامل ہونے اور جمہوریت اور سیکولرازم کے بتوں سے برأت کے اعلان کی دعوت دیتے ہیں،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِناً عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ وَلاَ تَتَّبِعْ أَهْوَاءهُمْ عَمَّا جَاءكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجاً وَلَوْ شَاء اللّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَـكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُم فَاسْتَبِقُوا الخَيْرَاتِ إِلَى الله مَرْجِعُكُمْ جَمِيعاً فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ. وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ وَلاَ تَتَّبِعْ أَهْوَاءهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللّهُ إِلَيْكَ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللّهُ أَن يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ .أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّهِ حُكْماً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ. فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَن تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُواْ عَلَى مَا أَسَرُّواْ فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ﴾

''اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنی سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔اس لیے آپ ﷺ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ حکم کیجئے۔اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے۔تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کر دی ہے۔اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو،تم سب کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں ہر ایک چیز بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔آپ ﷺ ان کے معاملات میں اللہ کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی حکم کیا کیجئے،ان کی خواہشوں کی تابعداری نہ کیجئے اور ان سے ہوشیار رہیے کہ کہیں یہ آپ کو اللہ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے ادھر ادھر نہ کریں،اگر یہ لوگ منہ پھیرلیں تو یقین کریں کہ اللہ کا ارادہ یہی ہے کہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا دے ہی ڈالے اور اکثر لوگ نافرمان ہی ہوتے ہیں۔کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں۔یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ تعالی سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟۔اے ایمان والو !تم یہود ونصاری کو دوست نہ بناؤ،یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے،ظالموں کو اللہ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے،ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے،بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالی فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی چیز لائے،پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر نادم ہونے لگیں گے۔

(المائدہ:52-48)

6۔عوامی جمہوری ریاست کی دعوت دینا

سیکولرازم کی ایک سوچی سمجھی دعوت ہے اس لیے ہم امت کے بیٹوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین اور اپنے عقیدے کے خلاف ہونے والی اس سازش کو سمجھیں۔امام احمد نے اپنے مسند میں العرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار ہمارے سامنے ایک ایسا وعظ فرمایا کہ جس سے آنکھیں نم ہوگئیں اور دل دہل گئے ۔ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ تو کوئی الوداعی وعظ لگ رہا ہے آپ ﷺ ہم سے کوئی عہد لینا چاہیں گے؟فرمایا:(**قد ترکتکم علی البیضاء لیلها کنهارها لا یزیغ عنها بعدی الاّ هالک ومن یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا،فعلیکم بما عرفتم من سنّتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدین،وعلیکم بالطاعة،وانْ عبدا حبشیا عضّوا علیها بالنواجذ،فانما المومن کالجمل الانف حیثما انقید انقاد**)''میں تمہیں ایک ایسے واضح راستے پر چھوڑ چکا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح ہے میرے بعد اس سے کوئی ہلاک ہونے والا ہی بھٹک جائے گا،جو تم میں زندہ رہا بہت سارے اختلافات دیکھے گا،تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت میں سے جو کچھ جانتے ہو اس کی پابندی کرو،اطاعت تم پر لازم ہے،اگر چہ ایک حبشی غلام کی کرنی پڑے،اپنے دھڑوں سے اس (اطاعت) کو پکڑے رکھو،کیونکہ مومن ایک مانوس اونٹ کی طرح ہوتا ہے جہاں چھوڑ دیا جائے وہیں ہوتا ہے،،۔الاحمد کی روایت ہے۔

(والله غالب علی امره ولکن اکثر الناس لا یعلمون)

عثمان بخاش
ڈائریکٹر میڈیا آفس
حزب التحریر

□□□□

ترکی کا حکومتی ماڈل: کیا یہ امت کے احیاء کے لیے ایک حقیقی متبادل بن سکتا ہے

تحریر: جنید خان

پاکستان میں موجودہ حکومتی ماڈل کی ناکامی، جمہوریت اور اس کے ثمرات کے مشاہدے، روز بروز بڑھتی ہوئی کرپشن اور مسائل اور عوام کی موجودہ نظام پر بڑھتی ہوئی بد اعتمادی نے پاکستان کے دانشور طبقے اور میڈیا میں اس بحث کو دوبارہ سے جنم دیا ہے کہ پاکستان میں ایک نئے حکومتی ماڈل کی ضرورت ہے۔اس بحث میں جن متبادل ماڈلز کے حوالے سے آراء آئیں ہیں ان میں ”ٹیکنو کریٹ ماڈل“ یعنی تکنیکی ماہرین جیسے کہ معیشت دان، قانون دان اور ماہرینِ تعلیم وغیرہ کی ایک ایسی حکومت جو سیاسی جماعتوں اور ان کے مخصوص ایجنڈوں سے ہٹ کر ملک وقوم کی ترقی اور خوشحالی کے لیئے کام کرے۔اس کی مثالیں یورپی یونین کے کچھ ممالک جیسے کہ یونان وغیرہ میں معاشی بحران کے بعد نظر آئیں۔اسی بحث میں ایک اور متبادل ”ترک ماڈل“ کو بھی پیش کیا جارہا ہے۔

ترک ماڈل کی یہ بحث صرف پاکستان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ Arab Spring کے بعد اس ماڈل کو ان عرب ریاستوں کے لیے بھی ایک موزوں ماڈل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جنہوں نے دہائیوں پر محیط ظالمانہ جابرانہ طرزِ حکمرانی سے نجات حاصل کی۔آج عرب دنیا کی سڑکوں اور گلیوں میں اسلام اور اسلامی طرزِ حکمرانی کی تڑپ اور خواہش بڑھ رہی ہے۔الشعب یرید اسقاط االنظام کے نعرے اب الشعب یرید الشریعة اللہ اور الشعب یرید الخلافه بالجدید میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ان امنگوں اور آوازوں کو دبانا اب ممکن نہیں رہا۔اب اسلام اور سیاست کو جدا رکھنے کی مغربی پالیسی پر نظرِ ثانی ضروری ہو چکی ہے۔اسی لیے ترک ماڈل کی اس بحث کو فروغ دینے میں مغربی مفکرین اور پالیسی ساز اداروں کا بھی ایک فعال کردار ہے جو کہ مستقبل کے مشرقِ وسطیٰ کو reshape ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

ترکی کے موجودہ حکومتی ماڈل کو سیاسی اسلام اور جمہوریت کے ایک حسین امتزاج کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔اس تجربے کو سیاسی اسلام اور مغربی تہذیب کا ایک کامیاب مرکب قرار دے کر مغرب اور مسلم دنیا کے درمیان ایک پل کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔امریکی عہدہ دار جن میں سیکٹری خارجہ ہلری کلنٹن بھی شامل ہے، ترکی کو عرب اور شمالی افریقی ممالک کے لئے ایک ماڈل اور مثال کے طور پر دیکھتے ہیں۔صدر اوباما نے بھی ایک اطالوی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔انہوں نے کہا،

”یہ بات کہ ترکی ایک جمہوری ریاست ہے اور ایک اسلامی ملک ہے اس کو اسی خطے کے باقی مسلم ممالک کے لئے ایک انتہائی اہم ماڈل بنا دیتی ہے۔“

امریکی اخبار The New york Times نے حال ہی میں کہا،

”کسی اور شخصیت سے زیادہ، اس نئی سوچ کے نمائندہ، ترکی کے وزیر اعظم رجب طیب اردگان ہیں۔اس بات کا اعادہ کر کے کہ قدامت پسند اسلام انفرادی آزادیوں کے ساتھ ہم آہنگ ہے، اردگان نے اپنی ثقافتی طور پر قدامت پسند مگر معاشی طور پر لبرل سیاسی جماعت کو نئے مشرق وسطیٰ کے لئے ایک روشن مثال بنا دیا ہے“۔

یہ تصور کہ آیا اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب اکٹھے ہم آہنگ ہو کر سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر ایک فعال انداز میں چل سکتے ہیں کوئی نئی بحث نہیں۔یہ درحقیقت تہذیبوں کے تصادم یا عدم تصادم کی وہی فکری بحث ہے جو صدیوں سے جاری ہے۔مغربی دنیا میں آنے والے فکری اور سیاسی انقلاب اور اسلامی خلافت کے فکری اور سیاسی زوال کے ساتھ ہی یہ بحث جنم لے چکی تھی۔مشرق وسطیٰ میں اصلاح پسند مسلمان مفکرین جیسے جمال الدین افغانی، محمد عبدہ اور عبدالرازق جب کہ برصغیر میں علامہ اقبال نے اس تصور کو پیش کیا۔اقبال نے تو خلافت کے خاتمے کے بعد ترکی میں قائم ہونے والی سیکولر جمہوری ریاست اور پارلیمان کو دورِ جدید کا اجتہاد قرار دے دیا۔

ترک ماڈل کیا ہے، کیا یہ امتِ مسلمہ کے لئے ایک حقیقی متبادل بن سکتا ہے جو انہیں نشاطِ ثانیہ کی طرف گامزن کرے اور کیوں آج مسلم دنیا اور مغرب کے پالیسی ساز ادارے اور دانشور اس ماڈل کے راگ الاپ رہے ہیں؟ آج ہم ان سوالوں کے جواب ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔

ترکی 1924 سے پہلے:

1453 میں قسطنطنیہ کی فتح کے 450 سال بعد تک ترکی خلافت کا مرکز رہا۔اس دور میں ترکی نے عالمی غلبے اور سیاسی اثر رسوخ کی وہ بلندی دیکھی ہے جسے آج بھی نہ تو ترک مسلمان بھولے ہیں اور نہ ہی یورپ۔یہ وہ دور تھا جب ترکی میں حکومت کرنے والے خلفاء ویانا، ہنگری، روس اور فرانس کی سیاست پر گہرے اثرات رکھتے تھے۔بحیرہ روم کے پانیوں پر خلافت کے جہازوں کا راج تھا۔آج بھی استنبول کی سلطان محمد فاتح مسجد اور دیگر نشانیاں ترکوں کو اس سنہرے دور کی یاد دلاتی ہیں۔جب وہ یورپ کی طرف نہیں بلکہ یورپ ان کی طرف دیکھتا تھا۔ترک مسلمان 95 سال بعد بھی اس تابناک ماضی کو بھول نہیں پائے۔اسی لیے آج بھی اسلام اور اسلامی ریاست کے سائے میں زندگی گزارنے کی خواہش ان میں زندہ ہے۔

کمال ازم:

1924 میں خلافت کے انہدام کے بعد مصطفیٰ کمال نے ترکی کی اسلامی شناخت اور تشخص کو مسخ کرنے کے کئے ایک ایسی مہم کا آغاز کیا جس کا مقصد ترکی کو سیکولر بنیادوں پر استوار کرنا تھا۔اس نے ترکی میں خلافت کے خاتمے کا اعلان کر کے ترکی کو ریپبلک قرار دے دیا، خلیفہ عبدالمجید کو ملک

بدر کر دیا، مساجد میں عربی زبان میں اذان پر پابندی لگادی گئی، خواتین کے حجاب اور خمار کو کالعدم قرار دے کر مغربی لباس کو فروغ دیا۔ عربی رسم الخط کو ختم کر کے ترکی رسم الخط کو اپنایا گیا۔ غرض یہ کہ سیکولرازم کی انتہائی شکل یعنی ہائیپر سیکولرازم یا کمال ازم کو نافذ کیا گیا جس کا مقصد ترکی کی اسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب سے بدلنا تھا۔ ترکی کی فوج کو اس کمال ازم یا ہائیپر سیکولرازم کا نظریاتی محافظ بنایا گیا اور اسے وسیع تر اختیارات اور اثر ورسوخ دیا گیا۔ چونکہ مصطفیٰ کمال خود بھی برطانیہ کے زیر اثر تھا اور برطانیہ کی ہی مدد و معاونت سے اس نے خلافت کا خاتمہ کیا تھا، نتیجتاً ترکی کی فوج میں برطانوی وفادار آج تک موجود ہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد جب امریکہ نے برطانیہ سے سب سے بڑی عالمی طاقت ہونے کا اعزاز چھینا تو دیگر خطوں کی طرح اس نے ترکی میں بھی اپنے اثر ورسوخ کو بڑھانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ امریکہ بخوبی جانتا تھا کہ ترکی میں حقیقی اقتدار فوج کے ہاتھ میں ہے۔ اسی لئے اس نے ترکی کے سب سے مضبوط ادارے یعنی فوج کو اپنا ہدف بنایا۔ متعدد کوششوں کے باوجود وہ برطانیہ نواز فوج کی وفاداریوں کو تبدیل نہ کر سکا۔ اسی بنا پر امریکہ نے ترکی کی فوج میں براہ راست اثر ورسوخ کے ایجنڈے کو ترک کر کے سول حکمرانی ، جمہوریت اور فوج کے اثر ورسوخ کو کم کرنے کی مہم کا آغاز کر دیا۔ ترکی کی سیاسی جماعتوں نے خود کو مضبوط کیا جس کے شواہد 80 کی دہائی میں ترگت اوزال کے دورِ حکمرانی میں نظر آتے ہیں جو 1983 میں وزیراعظم بنا۔ اوزال اسلامی جذبات رکھتا تھا اور نقشبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لئے اسے عوام میں مقبولیت حاصل تھی۔ اس نے فوج کے مقابلے میں پولیس کے ادارے کو بہت مضبوط کیا، اسلامی حجاب اور خمار سے متعلق کچھ اقدامات کیے اور 1989 میں وہ ترکی کا صدر بھی بن گیا جو کہ فوج اور سیکولر عناصر کے لئے ایک لمحہ فکریہ تھا۔ نتیجتاً اوزال کو رستے سے ہٹا دیا گیا اور اس کی Motherland Party کو مسعود یلماز کے حوالے کر دیا گیا جو کہ برطانوی وفادار تھا۔ اوزال اور امریکہ سے قریب پارٹی اراکین کو جماعت سے بے دخل کر دیا گیا جنہوں نے پھر رفاع پارٹی میں شمولیت اختیار کر لی اور یہ جماعت تونسے چیلر کی True Path Party ، جو خود بھی امریکہ کے قریب تھی، کے ساتھ اتحاد بنا کر 90 کی دہائی میں ایوان اقتدار تک پہنچ گئی۔ اس بڑھتے ہوئے امریکی اثر ورسوخ کو بھانپتے ہوئے ترکی کی فوج نے 28 فروری 1997 کو حکومت کا تختہ الٹ دیا، رفاع پارٹی کو کالعدم قرار دے کر Virtue Party بنادی گئی اور رفاع پارٹی میں موجود امریکی عناصر کو نکال باہر کیا گیا۔

AKP (Justice & Development Party):

رفاع پارٹی سے نکالے گئے ان ارکان میں دو نام انتہائی اہم تھے۔ ایک رجب طیب اردگان اور دوسرا عبداللہ گل۔ انہی نے مل کر امریکی اشیرباد کے ساتھ AKP یعنی Justice And Development Party کی بنیاد رکھی اور یہی دونوں ہیں جو آج ترکی کی وزارت عظمی اور صدارت کی کرسیوں پر براجمان ہیں۔ AKP نے 2002 کے انتخابات میں ایک بڑی اور فیصلہ کن کامیابی حاصل کی۔ انہوں نے اپنی انتخابی مہم میں سیکولر پالیسیوں کے ساتھ اسلامی جذبات کو بھی ملایا جو کہ ترکی کی عوام میں اسلام کی بڑھتی ہوئی چاہت کو بھانپتے ہوئے کیا گیا تھا اور اسی بدولت ترکی کی سیکولر جماعتوں کو ایک بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ AKP کی اقتدار پر یہ گرفت آج دس سال گزرنے کے بعد بھی جاری ہے۔

گزشتہ نصف صدی سے زائد عرصے پر محیط کشمکش سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ درحقیقت یہ استعمار کے اثر ورسوخ کو بڑھانے اور ترکی کی طاقت کو استعمار کے عزائم و مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنے اور ترکی کو ایک وفادار اور فرمانبردار ایجنٹ بنانے کی حد تک ہی محدود ہے۔ کبھی اس رسہ کشی میں برطانیہ کا پلڑا بھاری رہا اور کبھی امریکہ کا۔ ترکی میں طاقت کے توازن کو بدلنے کا یہ کھیل دوسرے جنگ عظیم کے بعد سے جاری ہے۔ ترکی کی فوج اور آئینی عدالت (Constitutional Courts) برطانیہ کے قریب ہی رہی ہیں جب کہ پارلیمان اور سیاسی حلقوں کا جھکاؤ کبھی امریکہ اور کبھی برطانیہ کی طرف رہا ہے۔ اسی تناظر میں ترک ماڈل اور AKP کی حکومت کی موجودہ پالیسیوں کو پرکھا جائے تو صورت حال واضح ہو جاتی ہے۔

آج ترکی کے حوالے سے امت میں موجود خلط فہمیوں کا مطالعہ کیا جائے تو دو طرح کے تصورات نظر آتے ہیں۔

1) سیکولر پسندوں کا ترک ماڈل:

سیکولرازم کا راگ الاپنے والے دانشور ترکی کے ماڈل کو اسلامی دنیا میں سیکولرازم اور جمہوریت کی فتح کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ترکی میں آئینی اور سیاسی طاقت کا ایک ایسا توازن موجود ہے جس کے ذریعے سیکولر اور لبرل اقدار کی حفاظت بھی ممکن ہے اور قدامت پسند مسلمان بھی ایک جمہوری انداز میں اپنی آراء اور احساسات کا اظہار کر سکتے ہیں یعنی سیاسی اسلام اور سیکولرازم کا ایک ایسا ملاپ جو معاشرے سے انتہا پسندی اور شدت پسندی کا خاتمہ کر کے معاشرے کو Pluralistic اور جمہوری بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔

2) اسلام پسندوں کا ترک ماڈل:

خلافت کے خاتمے کے بعد امت کے احیاء کیلئے اٹھنے والی تحریکیوں میں سے کچھ نے تدرج یعنی gradualism کی راہ اپنائی۔ آج بھی امت میں موجود ایسی سیاسی جماعتیں ہیں جو ترکی کے ماڈل کو اس تدریجی سوچ کی کامیابی اور دیگر مسلمان ممالک کے لئے مستقبل کا لائحہ عمل سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ترکی کا ماڈل اسلامی دنیا کے لیے جمہوریت کا وہ کامیاب تجربہ ہے جس کو باقی مسلم دنیا میں اپنایا جا سکتا ہے۔ وہ آج ترکی کی جارحانہ خارجہ پالیسی، اس کی پنپتی ہوئی معیشت، مضبوط دفاع اور داخلی طور پر ایک فعال اسلامی

جماعت کی حکومت اور سول اور فوجی اداروں پر کنٹرول کوتحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اُن کی نظر میں جب قومی ریاستوں کی شکل میں موجودہ نظام کو بتدریج تبدیل کر کے اسلامی خدوخال دیے جا سکتے ہیں تو پھر خلافتِ اسلامیہ اور دولہ اسلامیہ پر اصرار کیوں کیا جائے ۔اسلام اور کنزرویٹو ڈیموکریسی اکٹھے چل سکتے ہیں اور ہم آہنگ ہیں۔پھر کیوں تمام مسلمانوں کی ایک ریاست یعنی خلافت کے لئے ایک مشکل اور صبر آزما جدوجہد کی جائے۔جبکہ ترک ماڈل کی صورت میں منزل قریب اور ہدف آسان ہے۔

اِن غلط فہمیوں کا جواب دینے کیلئے جہاں لازمی ہے کہ ہم AKP کی حکومت کی خارجہ،معاشی اورداخلی پالیسی پرایک گہری نظرڈالیں وہیں اُس فکر ی اساس کوبھی ملحوظ خاطر رکھیں جو اسلام، اسلامی نظام اور اسلامی تہذیب کومغربی نظام اور تہذیب سے منفرد کرتا ہے۔

ترکی کی خارجہ پالیسی:

ترکی جغرافیائی لحاظ سے ایک ایسی جگہ موجود ہے جہاں وہ ایک طرف یورپ کے دروازے پر دستک دے رہا ہےتو دوسری طرف مشرق وسطیٰ اور وسطی ایشیا کے ساتھ منسلک ہےاور یہ محل وقوع ترکی کی خارجہ پالیسی میں ہمیشہ ایک اہم عنصر رہا ہے۔ خلافت کے خاتمے کے بعد ترکی نے مشرق یعنی اسلامی دنیا سے خود کو الگ کر کے مغرب کی طرف اپنی نگاہوں کومرکوز کیا۔کمالسٹ اصلاحات اور پالیسیوں نے ترکی کومغرب کےقریب کرنے کی کوشش تو کی مگر یورپ اپنے ان زخموں کو بھلانہیں سکا جوخلافت عثمانیہ کے دور میں اس کو ملے۔اسی وجہ سے جب یورپی یونین کا قیام ہوا تو ترکی کواس میں وہ جگہ اور مقام نہیں ملا جس کی اسے تلاش تھی اور ترکی برسوں یورپ کے دروازے پر یورپی یونین میں شامل ہونے کی بھیک مانگتا رہا۔ برطانیہ ہمیشہ سے ترکی کو یورپی یونین میں فعال کردار دلانے کا خواہاں رہا ہے مگر جرمنی ، فرانس اور دیگر یورپی مما لک نے اس کی مخالفت کی۔

ترکی میں امریکی اثرورسوخ کے بڑھنے، یعنی AKP کی حکومت کے قیام، اور ایک نئے مشرقِ وسطیٰ کے آغاز کے ساتھ ترکی کی Look west پالیسی اب Look East پالیسی میں تبدیل ہوچکی ہے جو خطے میں امریکی مفادات اورسٹریٹجک مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ترکی نے خودکواب مسلم دنیا کے ساتھ align کیا ہے تا کہ وہ ایک مضبوط علاقائی طاقت کا کردار سنبھال سکے۔یہ امریکا کی وہی پالیسی ہے جو وہ جنوبی ایشیا میں بھارت کیلئے لے کر چل رہا ہے۔اسی ضمن میں ترکی نے حال ہی میں اپنی Pro-Israel پالیسی کو تبدیل کر کے ایک اسرائیل مخالف جارحانہ خارجہ پالیسی اپنائی ہے۔ترکی اسرائیل کوتسلیم کرنے والے ملکوں کی فہرست میں سب سے آگے تھااور اِس خطے میں اسرائیل کا سب سے بڑااور دنیامیں امریکہ کے بعد دوسرا بڑا تجارتی پارٹنربھی ہے۔مگر حال ہی میں غزہ میں فریڈم Flotella بھیجنے اور اسرائیل کے خلاف جارحانہ بیان بازی سے طیب اردگان نے اس پالیسی کا رخ بدلا ہے۔اس تبدیلی کا مقصد مسلم دنیا میں ترکی کو اسلامک کاز اور مسلمانوں کا درد رکھنے والے ملک کی حیثیت سے پیش کرنا ہے تا کہ ترکی مشرق وسطیٰ سے قریب ہو کر خطے میں امریکی مفادات کا محافظ بن سکے۔اس کی حالیہ مثالیں ہمیں عراق،شام اور فلسطین میں نظر آتی ہیں۔جہاں ترکی نے امریکی پالیسی کو ہی آگے بڑھانے میں مدد کی۔ خواہ وہ شمالی عراق میں کُرد باغیوں کا معاملہ ہو،شام میں بشرالاسد کی حکومت کومزید وقت فراہم کرنا ہو یا فلسطین میں دوریاستی حل کی حمایت ہو۔

جہاں تک امریکا کے ساتھ تعلقات کی بات ہے توAKP حکومت کے قیام کے چند سال کے اندرہی 5جولائی 2006 کوترکی اورامریکی حکومت کے نمائندوں عبداللہ گل اور کونڈ لیلیزا رائس کے درمیان ایک Shared Vision Document پردستخط کیے گئے۔اس دستاویز کے چیدہ چیدہ نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

علاقائی اور عالمی اہداف کے اعتبار سے ہم مشترکہ اقداراور نقطہ نظر رکھتے ہیں:امن کو فروغ دینا،جمہوریت،آزادیاں اورفلاح وبہبود

مزید یہ کہ ریاست ہائے متحدہ امریکا اورترکی مندرجہ ذیل شعبوں میں مل کر کام کرنے پر پوری طرح پرعزم ہیں

1-مشرق وسطیٰ میں جمہوریتوں کی حوصلہ افزائی کے ذریعے امن اوراستحکام کوفروغ دینا

2-عرب اسرائیل تنازعات کے مستقل حل کے حصول میں جاری بین الاقوامی کوششوں کی حمایت۔

3-ایک متحدہ عراق میں استحکام،جموریت اور فلاح و بہبود کےفروغ کی حمایت۔

4-ایران کی جوہری توانائی کے مسئلے پرسفارتی کوششوں کی حمایت۔

5-بحیرہ اسود،قفقاز (Caucasus)، وسطی ایشیاء اورافغانستان کے خطوں میں استحکام، جمہوریت اورفلاح و بہبود کی حمایت۔

6-اقوام متحدہ کی سرپرستی میں قبرص کے مسئلے کے آخری،حتمی اور جامع حل اورشمالی ترک قبرص کے علاقے پرموجود پابندیوں اور بائیکاٹ کے خاتمے کی حمایت۔

7-متبادل توانائی کے ذرائع اور پائپ لائنیں بچھا کے توانائی کے ذرائع کومحفوظ بنانا بشمول بحیرہ کیسپین میں موجود توانائی کے ذخائر۔

8-بحر اوقیانوس کے خطے میں تعلقات کی بہتری اورنیٹو میں ترامیم۔

9-دہشت گردی اور دہشت گردوں کے خلاف جنگ میں تعاون جس میں KWP(کردش ورکر پارٹی)بھی شامل ہے۔

10-بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے پھیلاؤ پر پابندی

11-انسانوں،اسلحہ اور منشیات کی سمگلنگ پر پابندی۔

12-مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان افہام وتفہیم،سمجھ اوراحترام کی سطح کو بلند کرنا۔

13-دوطرفہ نقصان دہ مسائل اور عالمی لاحق چیلنجز کےحل کیلئے مسلسل،موثر اورمشترکہ کوششوں کافروغ اورحمایت۔

یہ دستاویز ترک امریکی سفارتی اور خارجی تعلقات کیلئے آج بھی ایک گائیڈ لائن ہے۔ جس کے نقات واضح کرتے ہیں کہ ترکی کی خارجہ پالیسی امریکی مفادات کے حصول کیلئے تیار کی گئی۔ اس خارجہ پالیسی کا اسلام اور اُس کی اساس سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام کی خارجہ پالیسی کفار کو مسلمانوں پر غلبہ دلانے کیلئے نہیں بلکہ اسلام کا پیغام دنیا تک لے کے جانے کیلئے ہے تا کہ اسلام باقی ادیان پر غالب آسکے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ میں ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾

''اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے، اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناگوار ہو'' (التوبہ: 33)

اور سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾

''اور اللہ نے کافروں کو مؤمنوں پر ہرگز کوئی راستہ (اختیار یا غلبہ) نہیں دیا'' (النساء: 141)

اسرائیل-فلسطین کے مسئلہ کا حل اسلام کی رو سے دو ریاستی حل نہیں بلکہ یہ ہے کہ اسرائیل کے ناپاک وجود کا خاتمہ کیا جائے۔ غزہ کے معصوم بچوں کی لاشوں پر آنسو بہانے والے اپنی جدید اسلحہ سے لیس افواج اور اپنے لڑاکا طیاروں کا رخ تل ابیب اور یروشلم کی جانب کیوں نہیں کرتے۔ شام کی سرحدوں پر میزائل نصب کرنے والے اِن میزائلوں کا رخ یہودی ریاست کی جانب کیوں نہیں پھیرتے۔ اِن سوالوں کا جواب کیا ترک ماڈل کا پرچار کرنے والوں کے پاس ہے؟

افغانستان اور عراق میں امریکہ کو مستحکم کرنا اسلام کی خارجہ پالیسی نہیں بلکہ درحقیقت امریکا حربی کافر ہے جس کے خلاف اعلان جہاد کیا جانا چاہیے اور افغانستان اور عراق میں جمہوریت کو مضبوط کرنے کے بجائے اُسے استعماری تسلط سے آزاد کرانا چاہیے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ درحقیقت اسلام کے خلاف جنگ ہے۔ جس کیلئے مدد و معاونت فراہم کیے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مختصراً یہ کہ ترکی کی خارجہ پالیسی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

ترکی کی معاشی پالیسی:

طیب اردگان کی AKP نے اقتدار میں آنے کیلئے ترکی کی کاروباری اشرافیہ سے خود کو قریب کیا اسی لیے اقتدار میں آنے کے بعد ترکی کو برآمدات پر مبنی معیشت کے ماڈل پر چلایا گیا۔ یورپی منڈیوں میں داخلے کیلئے فری مارکیٹ پالیسیوں کو نافذ کیا گیا۔ یوں ترکی آج ایک بڑھتی ہوئی معیشت تو ہے مگر اس کا انحصار برآمدات پر ہے۔ اِن برآمدات کا ہدف چین، برازیل، وسطی ایشا، مشرق وسطیٰ اور خاص طور پر یورپ ہے جہاں پر ترکی کی مصنوعات سب سے زیادہ (50%) برآمد ہوتی ہیں۔ ترکی دنیا میں سیمنٹ کی برآمد میں پہلے جبکہ تعمیرات کے شعبے میں چین کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔

برآمدات پر مبنی معاشی ماڈل کی طاقت ہی اُس کی کمزوری بھی بن جاتی ہے۔ یعنی کے دوسرے ممالک کی منڈیوں پر انحصار۔ بالفاظ دیگر دوسرے ملکوں کی معیشتوں پر دارومدار۔ کیا یورپ میں آنے والے اگلے معاشی بحران سے ترکی کی معیشت محفوظ رہے گی۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ ترکی کی معیشت، ترقی اور تجارت میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے لیکن اِن پالیسیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ قلیل مدتی پریگمیٹک (Pragmatic) پالیسیاں ہیں جن کا مقصد AKP کی حکومت کو مقبول کرنا ہے۔ یہ معاشی اضافہ اسلامی معیشت کے سنہری اور دیرپا اصولوں کی بنیاد پر نہیں بلکہ یہ وہی سود پر مبنی قرضوں سے پیدا کی گئی مصنوعی غیر پائیدار ترقی ہے جو آج مغربی دنیا کے گرد آہستہ آہستہ اپنا پھندا تنگ کیے جارہی ہے۔ جس کے ثمرات آج یونان، سپین اور دیگر یورپی معیشتوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ سرمایہ دارانہ نظام جب اپنے تخلیق کرنے والوں کو کچھ نہیں دے سکا تو یہ ترکی کو کیا دے گا۔

ترکی کی داخلہ پالیسی:

پاکستان کی intelligentsia اور میڈیا کو ترک ماڈل کا سب سے خوبصورت پہلو طاقت کا وہ توازن دکھائی دیتا ہے جو اُس کے اداروں یعنی فوج، عدلیہ، پارلیمان اور ایگزیکٹو کے درمیان موجود ہے۔ وہ ترکی کی پارلیمان اور ایگزیکٹو کو تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ اُس نے فوج کو بیرکوں میں واپس بھیجا اور سول اداروں کو فوج پر حقیقی اقتدار حاصل ہوا۔ یہی ہمیں مرسی کے مصر میں نظر آیا جسے پاکستان کے کچھ حلقوں میں بہت سراہا گیا۔

ترکی کی سیاست کا باریک بینی سے مشاہدہ کیا جائے تو نظر آتا ہے کہ درحقیقت اداروں کے اختیار اور اثر کی جنگ ترکی میں دو عالمی طاقتوں کے اثر ورسوخ کی جنگ ہے یعنی برطانیہ اور امریکا۔ جیسا کہ اوپر تفصیل سے بیان کیا جاچکا ہے کہ ترکی کی فوج اور آئینی عدالتیں برطانیہ کے زیر اثر ہیں۔ جبکہ AKP کی حکومت اور پارلیمنٹ کا جھکاؤ امریکا کی جانب ہے اسی لیے اداروں کے درمیان کشمکش نظر آتی ہے۔

AKP نے اقتدار میں آتے ہی فوج اور عدلیہ کے اختیارات پر بند باندھنے شروع کردیئے۔ سب سے پہلے قومی کونسل برائے سلامتی (NSC)، جو کہ حکومتی پالیسی سازی میں تقریباً ویٹو کی حیثیت رکھتی تھی، میں سول نمائندوں کی شمولیت کی گئی تا کہ فوج کے اختیار کو محدود کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ NSC کے اختیارات کو بھی محدود کیا گیا اور پارلیمنٹ اور کابینہ کو وسیع اختیارات دیئے گئے۔

اسی کے ساتھ اردگان نے آئینی عدالت عظمیٰ میں بھی اپنے اثر کو بڑھایا۔ کیونکہ یہ آئینی عدالت ہی تھی جو ترکی میں ہونے والی فوجی بغاوتوں کو قانونی قرار دیتی تھی اور آئینی ترامیم کو روکنے کا اختیار رکھتی تھی۔

مزید برآں AKP نے آئینی ترامیم کے ذریعے فوج کو مزید کمزور بھی کیا۔ ترکی میں صدارت کا عہدہ ہمیشہ سے فوج کے قریب رہا ہے جس پر فوج کی آشیرباد کے بغیر پہنچنا مشکل تصور کیا جاتا

تھا۔مگر AKP نے عبداللہ گل کو اس عہدے کیلئے نامزد کردیا۔عبداللہ گل کو ایک قدامت پسند مسلمان کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور وہ امریکا سے بھی قریب تصور کیے جاتے ہیں۔اسی لیے فوج اور سیکولر اشرافیہ نے اس نامزدگی کو مسترد کیا۔ AKP نے آئینی ترامیم کے ذریعے صدارت کے عہدے کیلئے عام انتخابات کروانے کا بل منظور کروالیا۔ اور یوں صدارت کی اہم کرسی عبداللہ گل کے نام ہوئی۔ یہ ترکی کی سیکولر فوج اور سیکولر اشرافیہ کیلئے ایک دھچکے سے کم نہیں تھا۔

امریکا نے AKP کی حکومت کو مضبوط کرنے اور فوج کو کمزور کرنے کیلئے ترکی کے کُرد علاقوں میں کھڑی علیحدگی کی شدت پسند تحریک میں بھی پھوٹ ڈال کر اُسے دو حصوں میں تقسیم کردیا۔اس طرح ترکی کی فوج کے پاس موجود کُرد کارڈ کو بھی کمزور کردیا گیا جو کُرد مسئلے کو ایک سلامتی کے مسئلے کے طور پر پیش کرکے خود کو قومی سلامی کی پالیسیوں پر اثر انداز کرتی تھی۔

اِن داخلی پالیسیوں کا مقصد اسلام کے نظام کا نفاذ یا اسلامی طرز حکمرانی اور اسلامی ریاست کے اداروں کا قیام نہیں بلکہ امریکا کو ترکی کے معاملات میں زیادہ اثر دلانا ہے اور برطانوی اثر ورسوخ پر قدغن لگانا ہے۔اسلامی نظام حکومت یعنی خلافت، جو ترکی میں کئی سو سال تک نافذ رہا، میں اداروں کے اختیارات کا تعین سیاسی دھینگامشتی اور ٹکراؤ سے نہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کی بنیاد پر ہوتا ہے۔خلیفہ پوری امت کے امور کا ذمہ دار ہوتا ہے اور تمام ادارے خلیفہ کی اِس ذمہ داری کو پورا کرنے میں مدد ومعاونت کرتے ہیں۔یوں طاقت کے توازن یا عدم توازن کی بحث جنم ہی نہیں لیتی۔اور ارباب اقتدار داخلی خلفشار اور سیاسی رسہ کشی کے بجائے عوام کے مسائل اور خارجی مخاصمات پر توجہ دینے کے قابل ہوتے ہیں۔

مغرب خصوصاً امریکا کا ترک ماڈل سے لگاؤ اور حمایت:

مغرب بالخصوص امریکا ترک ماڈل کو اسلامی دنیا کیلئے ایک قابل عمل اور قابل قبول ماڈل کے طور پر دیکھتا ہے۔ امریکا سمجھتا ہے کہ وہ اس ماڈل کے ساتھ کام کرسکتا ہے اور اس ماڈل کو باقی اسلامی دنیا میں فروغ دے کر وہ اپنے اہداف حاصل کرسکتا ہے۔ نیز وہ مسلم دنیا میں بڑھتی ہوئی اسلام کی چاہت اور اسلامی نظام حکومت کی تڑپ کو محسوس کرتے ہوئے اسے ایک راستہ دینا چاہتا ہے ۔ عرب بہار کے بعد ترک ماڈل کی بحث مزید اہمیت اختیار کرگئی ہے کیونکہ اب مشرق وسطی کو بدترین ظالم، جابر آمرانہ حکومتوں کے ذریعے قابو میں رکھنا ممکن نہیں ہے۔عرب مسلمانوں نے تحریر چوک بن غازی اور دمشق میں جو تاریخ رقم کی ہے اُس نے مشرق وسطی کی سیاست کو ہمیشہ کیلئے بدل دیا ہے۔اب امریکا کیلئے سیاسی اسلام اور جمہوریت کا یہ ماڈل ہی وہ آخری ہتھیار ہے جسے وہ مصر، تیونس اور شام میں استعمال کرنا چاہتا ہے۔

حاصل بحث:

ترک ماڈل کی بحث درحقیقت اسلام کو سیکولر اور لبرل اقدار کے ساتھ اس طرح ضم کرنے کی بحث ہے جس کا مقصد اسلام کے خالص اور مکمل نظام کو کمزور کرنا ہے۔یہ اسلام کی فکری اساس اور اس کے نظام حکمرانی کے بارے میں الجھاؤ پیدا کرکے مسلمانوں کو ایک ایسی اسلامی ریاست کے قیام سے روکنے کی مہم ہے جو اُمت مسلمہ کو نشاط ثانیہ کی راہ پر گامزن کرے گی۔حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور مغربی سرمایہ داریت ہم آہنگ نہیں ہیں۔اسلام وہ مبداء ہے جو اپنے ماننے والوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حاکمیت کا درس دیتا ہے اور جس میں فکر اور طریقہ دونوں موجود ہیں۔اسلام کا نفاذ صرف اور صرف اسلامی نظام حکومت خلافت سے ہی ممکن ہے۔اسی نظام کے نفاذ سے اسلامی تہذیب وجود میں آتی ہے جو کہ مغربی تہذیب سے بالکل الگ ہے۔اور یقیناً ترکی کے مسلمان اِس تہذیب کے نشانات آج بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

ترک ماڈل کو مشعل راہ سمجھنے والوں کو نہ جانے کیوں ترکی کی وہ باحیاء بہنیں نظر نہیں آتی جو اللہ کے حکم کے مطابق حجاب اور خمار کو اپنا زیور بنانے سے بھی قاصر ہیں۔انہیں وہ شراب خانے اور عیاشی کے اڈے کیوں دکھائی نہیں دیتے جنہیں ترکی کی انتظامیہ کی خاموش سرپرستی حاصل ہے۔انہیں سود اور سرمایہ دارانہ معیشت کا وہ مکروہ نظام کیوں نظر نہیں آتا جو آج ترکی میں نافذ ہے۔اُن کی نظروں سے وہ پالیسیاں کیوں اوجھل ہیں جن کا مقصد اسلامی طرز زندگی کا فروغ نہیں بلکہ اسلام کی واپسی کی راہ میں روڑے اٹکانا ہے۔

اسلامی دنیا کو اس وقت کسی ترک، مصری یا ایرانی ماڈل کی نہیں بلکہ اُس خلافت کی ضرورت ہے جو اسلام کے احکامات کے ذریعے اِس امت کے عزت ووقار کی حفاظت کرے گی اور اسے خیر الامت کے درجے تک پہنچائے گی۔ایک ایسی اسلامی ریاست جو غزہ کے بچوں کی شہادت پر مگر مچھ کے آنسو بہانے کے بجائے اپنی افواج کو متحرک کرے گی اور اسرائیل کے ناپاک وجود کو نیست ونابود کردے گی۔ایک ایسی ریاست جس کے بازاروں اور یونیورسٹیوں میں اس امت کی بیٹیوں کو حجاب اور خمار پہننے کیلئے پارلیمان میں بیٹھے ہوئے خداؤں کی اجازت کی ضرورت نہ ہوگی۔ جس کی معیشت مغرب کی مرہون منت نہ ہوگی اور جس کی سیاست امت کے امور کی دیکھ بھال کیلئے ہوگی نہ کہ طاقت اور اقتدار کے حصول کیلئے۔اس خلافت کو واپس لانا مسلمانوں کے اوپر فرض ہے۔اور کسی بھی اور ماڈل یا نظام کو اپنانا اُن کیلئے حرام ہے۔

یقیناً اسلامی دنیا خلافت کیلئے تیار ہے اور اب کوئی ترک ماڈل ان کے راستے کی دیوار نہیں بن سکتا۔انشاءاللہ آنے والا دور اُس خلافت کی واپسی کی نوید ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ؐ نے فرمایا:

(ثم تکون خلافۃً علی منهاج النبوۃ) ''پھر نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی۔''

□□□□

کیا اس قسم کے مسودہ دستور کے لیے تم جیت گئے تھے؟!......اسلام تو اس سے مکمل بری الذمہ ہے!

صدر نے اس نئے دستور کا اعلان کر کے سب کو حیران کر دیا اور اس دستور کے نتیجے میں مصر میں افراتفری برپا ہوگئی اور مصری عوام صدر کے حامی اور اس کے مخالف دو دھڑوں میں بٹ گئی مجلسِ قانون ساز نے انتہائی عجلت میں نئے دستور لکھنے اور بہت جلد بازی میں اس پر ووٹنگ کروا کر ایک ''میراتھن'' اجلاس میں اس کو پاس بھی کروادیا، حالانکہ اس نئے دستور کو وضع کرنے کے لیے اس کمیٹی کو دی گئی مدت کے ختم ہونے میں اب بھی دو مہینے باقی تھے، اُس وقت سے عوام کے اندر یہ بے چینی عروج پر ہے......اس مسودہ دستور کو بھی اسلام کے نفاذ اور مصر کے اسلامی تشخص کی حفاظت کے لیے ''شیر کے منہ'' میں ہاتھ ڈال کر نکالا گیا!! حالانکہ یہ دستور اپنے بنیادی مواد میں سابقہ دستور سے بالکل مختلف نہیں، بلکہ اس کی اسلام سے متصادم دفعات ویسی ہی ہیں یہاں تک کہ ان کے سیریل نمبر تک تبدیل کرنے کی زحمت نہیں کی گئی !! جو کچھ رد و بدل کیا بھی گیا ہے اگر چہ وہ درست شرع سے کچھ مشابہت بھی رکھتا ہے لیکن اس کو بھی اسلامی عقیدے کی بنیاد پر اخذ نہیں کیا گیا بلکہ یہ مفاد پرستانہ جمہوری طریقہ ہے۔ آج جب ہم اس دستور کو اجمالی اور تفصیلی طور پر مسترد کرتے ہیں ساتھ ہی ساتھ ضروری نصیحت اور بری الذمہ ہونے کے لیے یہ بھی کہتے ہیں:

اولاً: مسودہ دستور کی پہلی دفعہ میں ہی یہ کہا گیا ہے کہ ''عرب جمہوریہ مصر کا نظام جمہوریت ہے'' جو کہ اسلام کے خلاف ہے، کیونکہ جمہوری نظام دین کے ریاست سے جدائی کے عقیدے پر مبنی ہے، یہ قرونِ وسطی میں مفکرین اور کلیسا کے درمیان خون ریز تصادم کے نتیجے میں یورپ میں پروان چڑھا، اس عقیدے کی رو سے اقتدار اعلی عوام کے پاس ہے، یعنی انسان قانون ساز ہے......جیسا چاہے حلال و حرام کا فیصلہ کرتا ہے! جبکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ان الحکم الا للہ﴾ ''حکم تو صرف اللہ کا ہے''۔

دوئم: مسودہ دستور کی دوسری دفعہ میں کہا گیا ہے کہ ''اسلامی شریعت کے مبادی ہی قانون سازی کے بنیادی مصدر ہیں'' اس میں شریعت اسلامی کے ''مبادی'' کہا گیا ہے اور احکام کا کوئی ذکر نہیں، جو کہ انسان کی قانون سازی کا دروازہ کھولتا ہے، ''مبادی'' ان کی تفسیر کے مطابق اسلام کی ''قطعی اساس'' ہے لیکن ان کی اپنی تعبیر کے مطابق قطعی احکام بھی اس میں داخل نہیں جیسا کہ حدود وغیرہ چہ جائیکہ ظنی احکام، جبکہ ہم اسلام کے مکمل نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں خواہ یہ احکام قطعی ہوں یا ظنی، یہ سب شرع ہے اور اس کی اتباع فرض ہے، رہی بات شرع کے ''قانون سازی کے لیے بنیادی مصدر'' ہونے کی، یہ دوسرے مصادر کے وجود کو ممنوع قرار نہیں دیتا، چاہے وہ فروعی ہی کیوں نہ ہوں اور یہی بعینہ حاکمیت میں اللہ کے ساتھ شرک ہے!!

ثوئم: مسودہ دستور کی دفعہ نمبر چار جو الازھر کے ساتھ خاص ہے اور اس کو اسلامی دعوت کا بیڑہ اٹھانے کا مکلّف قرار دیتی ہے، جبکہ دعوت اور جہاد کے ذریعے اسلام کا بیڑہ اٹھانا ریاست کا فرض ہے، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین ریاست کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے اس فرض کو ادا کرتے تھے، اس لیے اس کو ایک تعلیمی ادارے تک محدود کر کے جہاد کے فریضے کو معطل کرنا جائز نہیں۔

چہارم: مسودہ دستور کی پانچواں دفعہ کی عبارت یوں ہے ''اقتدار اعلی عوام کا ہے وہی اس کی دیکھ بھال اور حفاظت کرے گی، وہی اختیارات کا سرچشمہ ہے'' یہ دفعہ پہلی دفعہ کی تاکید ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ''عرب جمہوریہ مصر کا نظام جمہوریت ہے'' جمہوریت ہی میں ''اقتدار اعلی عوام کا ہوتا ہے اور وہی طاقت کا سرچشمہ ہوتی ہے''۔ اس میں عوام ہی قانون ساز ہوتی ہے اور قانون سازی کا اختیار اسی کا ہے، اس میں عوام ہی کو نفاذ کا حق بھی حاصل ہے اور اسی کے پاس قوتِ نافذہ ہے، کوئی بھی قانون عوام کی مرضی کے بغیر نافذ اور پابندی کے قابل نہیں ہوتا، جمہوریت میں عوام ہی قاضی اور قضاء کے اختیار کا مالک ہوتی ہیں، کسی بھی قانون اور محکمے میں عوام کا فیصلہ ہی آخری ہوتا ہے، پھر اللہ تعالی کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے: ﴿وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امراً ان يكون لهم الخيرة من امرهم﴾ ''جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد یا کسی مومن عورت کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار نہیں رہتا''۔

پنجم: مسودہ دستور کی دفعہ چھ میں یہ وضاحت ہے کہ جمہوری نظام جو کہ ریاست کا نظام ہے ''شوری اور شہریت کے مبادی'' کی بنیاد پر قائم ہے......جب کہ اسلام میں شوری عقیدے اور نظام دونوں لحاظ سے جمہوریت سے مختلف ہے، جمہوریت قوانین اور احکام کے لیے ابتدائی طور پر ووٹ دینا ہے کہ آیا ان قوانین کو اختیار کیا جائے یا نہیں، جبکہ شوری ان امور میں رائے لینے کو کہتے ہیں جن کو حکم شرعی نے مباح قرار دیا ہو نہ کہ حکم شرعی ہی کے بارے میں ووٹنگ! ان دونوں کے درمیان کتنا بڑا فرق ہے!!

بقیہ صفحہ نمبر 12

اللہ کے نازل کردہ کے مطابق حکومت کیے بغیر عزت وعظمت ممکن نہیں

چند مہینوں سے بے قابو ہوتے سیاسی بحران کے حوالے سے مقامی سطح پر زبردست اور بڑے پیمانے پر عوامی گرم جوشی کا مظاہرہ دیکھنے میں آرہا ہے جس کی مثال نہیں ملتی، جب ہم سیاسی صورت حال کو باریک بینی سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مسائل کے بنیادی اسباب دو ہیں، جمہوریت اور کافر کی بالادستی، جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے یہ ایک غلط فکر (نظریہ) ہے کیونکہ یہ دین کے زندگی سے الگ ہونے کی بنیاد پر قائم ہے، اس میں انسان کے لیے کوئی بھلائی نہیں کیونکہ یہ انسان کی حقیقت سے میل نہیں کھاتا اور لوگوں کے درمیان تعلقات کو منظّم کرنے کے قابل بھی نہیں، اس لیے کہ اس میں سچائی کا معیار اکثریت ہے جو کہ بالکل غلط معیار ہے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ ایک باطل نظام ہے کیونکہ یہ اسلامی عقیدے کے سراسر خلاف ہے۔

رہی بات کافر کی بالادستی کی تو کویت کے حکمران کویت کے عثمانی ریاست (خلافت) سے علیحدہ ہونے کے بعد سے آج تک کفار کے پناہ میں ہی جئی رہے ہیں، جس کی وجہ سے کفار کی مسلمانوں پر بالادستی قائم ہوگئی انہوں نے ملک کو اپنے مفادات کو پورا کرنے کے لیے مسخر کر کے رکھ دیا جو مشکوک سودہ بازیوں کے ذریعے ہمارے اموال کو چھین رہے ہیں اور نام نہاد معاہدوں کے ذریعے ہمارے پٹرول کو لوٹ رہے ہیں، اپنی ثقافت کے ذریعے ہماری عقلوں کو زہر آلود کررہے ہیں، اپنی تہذیب کے ذریعے ہماری زندگی کو تباہ کر رہے ہیں اور ہمارا جینا دوبھر کررہے ہیں، اس سے بھی بڑھ کر ہمارے ارادوں کو مسلوب کیا ہوا ہے اور ہمیں اس قدر گمراہ کیا ہوا ہے کہ ہم آنکھیں بند کر کے ان کی نقالی کرتے جارہے ہیں۔

کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ: موجودہ داخلی سیاسی بحران کے ساتھ کافر کی بالادستی کا کیا تعلق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کافر نے اپنے اثر ورسوخ کے ذریعے جمہوریت ہم پر مسلط کررکھی ہے جو کہ ایک بانجھ نظام ہے جبکہ اسلام کو بطور نظام کے اپنانے سے روکا ہوا ہے جو ایک بہار آفرین نظام ہے، اس کے ساتھ اسلام کو بطور نظامِ زندگی اور قوت وطاقت اور شرف وعزت کی بنیاد ہونے کو پسِ منظر میں دھکیلنے کے لیے اپنے تباہ کن ثقافت کے ذریعے یلغار کررہا ہے۔

اس بحران سے نکلنے کے لیے ٹھوس حل یہ ہے کہ اس کے اسباب یعنی جمہوریت اور کافر کی بالادستی کے مسئلے کو حل کیا جائے۔

جمہوریت کا حل یہ ہے کہ اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینک کر اس کی جگہ کتاب اللہ، سنت رسول اور جس کی طرف یہ راہنمائی کریں اس کو متبادل نظامِ حکمرانی کے طور پر اختیار کیا جائے کیونکہ اسلام ہی ایسے عقیدے پر قائم ہے جو انسانی فطرت کے موافق ہے، انسانی عقل کو قائل اور انسان کے دل کو مطمئن کرتا ہے، یہ انسان کی حقیقت (حالت) سے بھی مطابقت رکھتا ہے، اس لیے کہ یہ کائنات، انسان اور حیات کے خالق کی طرف سے ہے، ارشاد ہے کہ: ﴿أَ لا یعلم من خلق وھو الطیف الخبیر﴾ ﴿الملک 14﴾ ''کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین اور پورا باخبر ہے،، وہی لوگوں کے درمیان تعلقات کو منظّم کرنے پر قادر ہے کیونکہ اس میں انسان کے تمام مشکلات کا حل موجود ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیءٍ﴾ (النحل 89) ''ہم نے تم وہ کتاب نازل کردی جو ہر چیز کھول کھول کر بیان کرتی ہے،، جس میں حق کا معیار دلیل ہے اکثریت نہیں، ارشاد ہے: ﴿قل أطیعوا اللہ وأطیعوا الرّسول﴾ (النور 54) ''کہہ دو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی،، اسلام سدابہار ہے کیونکہ لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کے لیے اکھٹے ہوتے ہیں، ﴿......لوانفقت مافی الارض جمیعاً ما الّفت بین قلوبھم ولکن اللہ الّف بینھم﴾ (الانفال 63) ''اگر آپ زمین میں جو کچھ ہے اس سب کو بھی خرچ کرتے ان کے دلوں میں باہمی الفت پیدا نہیں کر پاتے لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت پیدا کردی،،۔

یاد رہے کہ اسلام کو نافذ کرنا کوئی امر محال نہیں اور نہ ہی کوئی خیالی پلاوء ہے، کیونکہ اللہ نے اس کا حکم دیا ہے اور وہ ہمیں کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جو ہماری استطاعت سے باہر ہو یا کوئی ایسی ذمہ داری ہمارے کندھوں پر نہیں ڈالی جس کی ہم طاقت نہ رکھتے ہوں۔

حزب التحریر نے ریاست خلافت کے مجوزہ دستور کا استنباط کیا ہے جو 191 دفعات پر مشتمل ہے، جس کا تعلق نظامِ حکمرانی، ریاستی اداروں، اقتصادی نظام، معاشرتی نظام، تعلیمی پالیسی اور خارجہ پالیسی وغیرہ سے ہے، اس کی اشاعت ہوچکی ہے اور اکثر لوگوں کو اس کے بارے میں معلوم ہے، جس وقت لوگوں کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف اسلیے بلایا جاتا ہے کہ ان کے درمیان فیصلے کیے جائیں تو کوئی مؤمن اس سے پیچھے نہیں ہٹتا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿انّما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم أن یقولوا سمعنا واطعنا﴾ (النور 51) ''مومنوں کو جس وقت فیصلے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے وہ صرف یہی کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کرتے ہیں،،۔

کافر کے اثر ورسوخ سے نجات کے عملی اقدامات کے طور پر اغیار کے ساتھ سیکیورٹی کے تمام معاہدات کو منسوخ کرنا پڑے گا، غیر ملکی فوج کی موجوگی کا خاتمہ کرنا پڑے گا، کسی بھی اجنبی کے لیے عسکری رعایتوں کو ختم کرنا ہوگا، استعماری ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کرنے ہوں گے، جیسا کہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور روس ہیں۔ کافر کے اثر ورسوخ سے چھٹکارا کوئی ناممکن کام نہیں، اللہ تعالی نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے اور اس بات کو حرام قرار دیا ہے کہ کافروں کا مسلمانوں پر کسی قسم کا غلبہ ہو، اس بات کو فرض قرار دیا ہے کہ ہمارا امان مسلمانوں کے امان کی وجہ سے ہو، ارشاد

ہے: ﴿...... ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا﴾ (النساء 141)''اور اللہ نے کافروں کو مسلمانوں پر ہر گز بالادستی نہیں دی،،جس وقت کافروں کے ساتھ موالات (دوستی) کو حرام قرار دیا اُسی وقت مسلمانوں کے ساتھ موالات کو فرض قرار دیا، فرمایا: ﴿یآ ایھا الذین آمنوا لاتتخذوا الکافرین اولیآء من دون المؤمنین﴾ (النساء 144)''اے ایمان والو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ،،اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا جو ہماری استطاعت سے باہر ہو اور ہمیں کوئی ایسی ذمہ داری نہیں دی جس کا بوجھ ہم نہیں اٹھا سکتے۔

ہم اپنوں سے کہتے ہیں!!

حکمران اگر غیر شرعی کام کرے یا ہماری حقوق کو غصب کرے یا اپنے حق سے تجاوز کرے تو اس کا احتساب، اس کے ناجائز حکم کو ٹھکرانا اور اس کو حق کی طرف آنے پر مجبور کرنا شرعاً ہم پر فرض ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ولکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأ مرون با المعروف وینھون عن المنکر﴾ (العمران 104)''تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو خیر (اسلام) کی طرف دعوت دے امر بالمعروف کرے اور نھی عن المنکر کرے،،اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (والذی نفسی بیدہ لتأمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیوشکن اللہ أن یبعث علیکم عقابا منہ ثم تدونہ فلا یستجاب لکم)''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کرو گے ورنہ اللہ اپنی طرف سے تم پر عذاب نازل کرے گا پھر تم اس سے التجا کرو گے لیکن تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی،،(اس کو ترمذی اور احمد نے مسند میں روایت کی ہے،، بہت سے شرعی نصوص اس بات پر قطعی دلالت کرتے ہیں کہ حکمران کا احتساب فرض ہے، شرعی نصوص اس بات پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ تنازعہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ یعنی کتاب وسنت کی دلائل کی طرف لوٹانا فرض ہے جمہور یا اکثریت یا مصلحت کی طرف نہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿......فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر......﴾ (النساء 59)''اگر کسی چیز میں تمہارے درمیان تنازعہ کھڑا ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو،،۔

اللہ سے ڈرو جمہوریت، سیکولرازم اور عوامی جمہوری ریاست کے سراب کے پیچھے مت بھاگو، ایک کمزور شخص جس طرح مضبوط آدمی کے پیچھے چلتا ہے اُس طرح کافر کے پیچھے مت چلو، تم ہی اپنے عقیدے، دین اور ایمان کے لحاظ سے بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کیے گیے ہو، یاد رکھو کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں، وہ نجس ہیں ان کے دلوں میں تمہارے لیے بغض ہے، وہ تمہیں مشقت میں ڈالنا چاہتے ہیں، وہ اس وقت تک تم سے راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرو۔

عوامی جمہوری ریاست، جمہوری نظام اور خودساختہ دستور کا مطالبہ کرنے کی بجائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی پیروی تم پر فرض ہے، یہ اسلامی عقیدے کو اپنی فکر کی اساس اور اسلامی ثقافت کو اپنی فہم اور عمل کے لیے اساس بنا کر خلافتِ راشدہ کے سائے میں کتاب اللہ اور سنت رسول کو نافذ کرنے کے لیے کام اور مطالبے سے ہو گا۔

24 ذی الحجہ 1433 — حزب التحریر
09.11.2012 — ولایہ کویت

بقیہ: مصر کا دستور

اس کے علاوہ بھی اس مسودہ دستور میں بہت کچھ اسلام کے خلاف ہے، اس سب کا احاطہ کرنے کی یہاں گنجائش نہیں، اس نئے مسودہ دستور کے اپنی اساس اور تفاصیل میں اسلام کے مخالف ہونے کے لیے استدلال کے طور پر یہ کافی ہے، رہی بات ان عبارات (مضامین) کی جن کو ''برقرار'' رکھا گیا ہے، تو وہ کسی کام کے نہیں، اور ان میں اسلامی حکم بھی نہیں اور وہ ایک نہج پر بھی نہیں! اس کے علاوہ اس نئے دستور میں اسلامی اقتصادی نظام کا تعین بھی نہیں کیا گیا اور نہ ہی اسلام کی بنیاد پر عدلیہ کا کوئی ذکر ہے، اسلامی تعلیمی پالیسی کا بھی کوئی وجود نہیں، اس خارجہ پالیسی کا بھی کوئی تذکرہ نہیں جس کی بنیاد اسلام کی طرف دعوت ہوتی ہے!!

ہمیں افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ: کیا اس قسم کے دستور کے لیے تم امت کو متحرک کرنا چاہتے ہو اور اس کے دفاع میں جان دینے کا مطالبہ کرتے ہو؟! یہ کتنے برے فیصلے کرتے ہیں!

اے مسلمانو، اے مصر کنانہ کے باشندو!

موجودہ سیاسی بحران مختلف قوتوں کے درمیان نورا کشتی کا نتیجہ ہے: ایک طرف نام نہاد اسلام پسند ہیں، جبکہ دوسری طرف سیکولر طبقہ، آگے پیچھے ''جابر نظام کی قوتیں'' جو کہ ابھی تک ریاست کے بہت سارے اداروں پر حاوی ہیں، وہ اب بھی بلا روک ٹوک خلل اندازی کرتے ہیں اور رخنہ ڈالتے ہیں، یہ اس بات کی بہترین دلیل ہے کہ اس فاسد نظام کی تبدیلی اس کے اندر سے نہیں ہو سکتی، بلکہ اس کو بنیاد سے ہی منہدم کرنے کی ضرورت ہے، اس کے ہر پرانے اور نئے دستور سمیت اس پر جھاڑو پھیرنے کی ضرورت ہے، اس کی جڑوں کو ہی اکھاڑنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہی فساد کی وجہ ہیں، امت کی حالت اس وقت تک بہتر نہیں ہو گی جب تک اس نظام کی جگہ اسلامی خلافت کے نظام کو قائم نہ کیا جائے جس میں اسلام کو مکمل طور پر نافذ کیا جاتا ہے، جس سے رب العالمین بھی راضی ہو گا اور بنی نوع انسان کو بھی چین نصیب ہو گا اور دنیا میں خوشحالی کا دور دورہ ہو گا۔

ہم حزب التحریر آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ اس عظیم فرض کی ادائیگی کے لیے ہمارے شانہ بشانہ کام کرو، کیا تم اس پر لبیک کہتے ہو؟

﴿یا أیھا الّذین أمنو ا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ و أنہ الیہ تحشرون﴾

''اے ایمان والو اللہ اور رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہو جب وہ اس چیز کی طرف تمہیں بلائیں جس میں تمہارے لیے زندگی ہے، جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے،،۔

18 محرم 1434 — حزب التحریر
2/12/2012 — ولایہ مصر

گیس کا منصوعی بحران پیدا کرنے کا مقصد پاکستان کے عوام کی تذلیل اوراس کی معیشت کو تباہ کرنا ہے

ویسے تو اب سارا سال ہی گیس کی قلت رہتی ہے لیکن سردیوں کی آمد کے ساتھ ہی اس کی قلت ایک بحران کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ اس وقت ملک کے مختلف حصوں میں صنعتوں کو غیر معینہ مدت کے لیے گیس کی سپلائی بند کردی گئی ہے جس کی وجہ سے لاکھوں مزدور بے روزگار ہوگئے ہیں اور معیشت کو اربوں روپے روزانہ کا نقصان برداشت کرنا پڑھ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہفتے میں تین سے چار دن سی۔این۔جی اسٹیشن بند کردیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے لاکھوں نجی گاڑیاں اور پبلک ٹرانسپورٹ یا تو بند ہوجاتی ہیں یا مہنگا پیٹرول اور ڈیزل خریدنے پر مجبور ہوجاتے ہیں اور پھر جس دن سی۔این۔جی اسٹیشن کھلتے ہیں تو لوگ گھنٹوں میلوں لمبی لائینوں میں کھڑے رہنے کے بعد اپنی گاڑیوں میں گیس ڈلوا پاتے ہیں۔ صنعتوں اور سی۔این۔جی اسٹیشنز کو گیس کے فراہمی بند کردینے کے باوجود گھریلوں صارفین شدید سردی میں گیس کی قلت سے محفوظ نہیں ہیں اور ان کی گیس بھی کئی کئی دن تک بند رہتی ہے جس کی وجہ سے لوگ مہنگی ایل۔پی۔جی خریدنے پر مجبور ہوجاتے ہیں یا پھر پتھر کے دور میں چلے جاتے ہیں اور لکڑیاں جلا کر آگ کا بندوبست کرتے ہیں۔

حکومت کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق گرمیوں میں گیس کی یومیہ طلب چار ارب کیوبک فٹ (bcf) اور سردیوں میں یہ طلب یومیہ تقریباً چھ ارب کیوبک فٹ تک پہنچ جاتی ہے جبکہ پاکستان کی یومیہ گیس کی پیداوار تقریباً 3.6 سے 3.8 ارب کیوبک فٹ ہے ۔ یومیہ پیداوار کی یہ سطح اس وجہ سے نہیں ہے کہ ملک میں گیس ہی اتنی ہے بلکہ گیس کی یومیہ پیداواری صلاحیت کو پچھلے کئی سالوں سے بڑھایا ہی نہیں جارہا۔ اس وقت حکومتی اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کے ثابت شدہ گیس کے ذخائر 27.6 ٹریلین کیوبک فٹ ہیں جو موجودہ پیداواری صلاحیت کے مطابق اگلے بیس سال کے لیے کافی ہیں اور اگر ان سے اس وقت یومیہ ضرورت کے مطابق گیس کی پیداوار حاصل کی جائے تب بھی یہ ذخائر 13 سے 15 سال کی ملکی ضرورت کے لیے کافی ہیں۔ حکمرانوں کی پہلی خیانت تو یہ ہے کہ وہ موجودہ ذخائر کی یومیہ پیداواری صلاحیت کو نہیں بڑھا رہے اور عوام کو صرف یہ بتا رہے ہیں کہ ملک میں گیس کے ذخائر کم رہ گئے ہیں اور مستقبل میں ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہمیں غیر ملکی مہنگی گیس ایران، تاجکستان یا ایل۔این۔جی قطر سے درآمد کرنی پڑے گی۔ لیکن نہ صرف اب بھی ملک میں روائتی طریقے سے نکالے جانے والی گیس کے وسیع ذخائر موجود ہیں بلکہ خود حکومتی اعداد و شمار کے مطابق شیل گیس (Shale Gas) کے کم از کم 35 ٹریلین کیوبک فٹ اور ایک امریکی ادارے ڈیپارٹمنٹ آف یو۔ایس انرجی انفارمیشن ایڈمنسٹریشن (USEIA) کے مطابق 51 ٹریلین کیوبک فٹ صرف پاکستان کے جنوبی علاقوں میں موجود ہے۔ اگرچہ اس گیس کو نکالنا عام گیس کے مقابلے میں مشکل ہے لیکن پھر بھی اس کی قیمت درآمدی گیس سے پچاس فیصد کم ہوگی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق شیل گیس کی پیداواری لاگت 5.6 ڈالر / BTU ہے جبکہ درآمدی گیس 12.3 ڈالر/BTU ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے صوبہ سندھ میں واقع تھر کے کوئلے کے ذخائر سے بھی 35 ٹریلین کیوبک فٹ گیس پیدا کی جاسکتی ہے۔

یہ اعداد و شمار ثابت کرتے ہیں کہ مسئلہ گیس کی قلت نہیں ہے بلکہ حکمرانوں کی خیانت اور غداری ہے۔ ملک میں گیس کے بیش بہا ذخائر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ حکمرانوں کی خیانت 2 اکتوبر 2012 کو وزیر اعظم کے مشیر برائے پیٹرولیم و قدرتی وسائل ڈاکٹر عاصم حسین کے اس بیان سے بھی ثابت ہوتی ہے جس میں انھوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ پچھلے چند سالوں میں کئی کمپنیوں نے نئے دریافت شدہ گیس کے ذخائر کا اعلان ہی نہیں کیا کیونکہ موجودہ گیس کی قیمت ان کے مطابق نامناسب ہے۔

درحقیقت یہ غدار حکمران کبھی بجلی کے بحران تو کبھی گیس کے بحران کے ذریعے عوام پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ پاکستان جیسا طاقتور ملک اصل میں ایک بہت ہی کمزور ملک ہے اور امریکہ کی مدد و معاونت کے بغیر پاکستان ایک دن بھی نہیں چل سکتا۔ لیکن پاکستان کے عوام بھی جان چکے ہیں کہ نہ تو گیس کا بحران ہے اور نہ ہی توانائی کا بحران بلکہ ان کی بدحالی اور تذلیل کے ذمہ دار یہ غدار حکمران اور انسانوں کا بنایا ہوا یہ بوسیدہ سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ اور اب انشاٗ اللہ وہ دن دور نہیں جب لوگوں کی تذلیل کا یہ سلسلہ ختم ہوگا اور اللہ کے حکم سے پاکستان میں خلافت قائم ہوگی اور پھر خلافت قدرت کے ان عظیم وسائل کو امت کی بہبود اور ان کی ریاست کو طاقتور بنانے کے لیے استعمال کرے گی۔

شہزاد شیخ

پاکستان میں حزب التحریر کے ڈپٹی ترجمان

8 صفر 1434 بمطابق 21 دسمبر 2012



اہلِ غزہ کی مدد امن کی بھیک مانگنے یا شہداء کے لیے تعزیتی وفود بھیجنے سے نہیں بلکہ صرف ایک لشکرِ جرار کے ذریعے ہوگی جو صبح وشام یہودی وجود کو لرزادے گا

چوتھے روز بھی غزہ پر یہودی ریاست کی جانب سے زمینی، فضائی اور سمندر سے بمباری کا سلسلہ جاری ہے، دسیوں لوگ شہید اور سینکڑوں زخمی ہو چکے ہیں . . . مسلم ملکوں کے حکمران ،خصوصاً جو علاقے اور رشتے کے لحاظ سے بھی قریب ترین ہیں ،صرف شہداء اور زخمیوں کی گنتی کر رہے ہیں، ناگواری اور مذمت کا اظہار کرنے میں مقابلہ بازی کر رہے ہیں، دبے لفظوں میں احتجاج کر رہے ہیں بلکہ صرف واویلا مچا رہے ہیں۔ قطر کا وزیر خارجہ جو اس خطے میں یہودی ریاست کے لیے ہی پیغام رسانی کرتا ہے اپنے پُرتعیش محل میں بیٹھ کر یہ بھڑکیں مار رہا ہے کہ یہودی بدمعاش کو ''سزا ضرور ملنی چاہیے''۔ یہ حکمران ایک دوسرے سے رابطے کر رہے ہیں اور غزہ کے المناک واقعات کے بارے میں صرف باتوں کے مزے لوٹ رہے ہیں، وہ ایسا ظاہر کر رہے ہیں کہ گویا جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کے بارے میں بڑے غمگین ہیں۔ وہ جنگ بندی کے لیے مذاکرات کرنے اور تعزیت کے لیے وفود روانہ کرنے کے وعدے کرتے ہیں... پھر غزہ پر دوبارہ بمباری شروع ہو جاتی ہے اور یہ وفود دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں! یہ حکمران پھر یہ کہہ کر اپنی صبح کا آغاز کرتے ہیں کہ ''فجر سے ذرا پہلے میں نے امریکی صدر اوباما سے فون پر بات کی ہے اور اس حملے کو روکنے اور دوبارہ ایسا نہ ہونے کے لیے کہا ہے''۔ یوں وہ اپنی صبح کی ابتدا حملے کو روکنے کے لیے اُس ریاست سے بات چیت کے ذریعے کرتے ہیں جو بذاتِ خود یہودی ریاست کی محافظ ہے...! چاہیے تو یہ تھا کہ یہ فجر کی نماز پڑھ کر یہودیوں کے ہاتھوں اہلِ غزہ کے بہائے جانے والے خون کا بدلہ لینے کے لیے فوج کو حرکت میں لاتے۔ وہ زبان سے تو کہتے ہیں کہ:''خون کے بدلے خون تباہی کے بدلے تباہی''،لیکن افواج کو حرکت میں لانے کی بجائے اپنی صبح کا آغاز اوباما کے ساتھ بات چیت کے ساتھ کرتے ہیں! بلکہ اس سے بھی بدتر یہ ہے کہ جب عرب دنیا کے ایک نئے حکمران سے پوچھا گیا کہ تمہارے اور سابقہ حکمرانوں کے درمیان کیا فرق ہے وہ بھی اپنے سفیر کو واپس بلاتے تھے، مذمت کرتے تھے اور اوباما کو فون کیا کرتے تھے...؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ فرق ہے! وہ تاخیر کیا کرتے تھے، ہم فوراً کرتے ہیں!

اے مسلمانو! کتنی عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کی سرزمین پر قبضہ کیا جاتا ہے پھر اس کی آزادی بھی باتوں کے ہجوم کے اندر ضائع ہو جاتی ہے۔اس کے بعد صحیح حل کو چھوڑ کر ہر قسم کا حل تلاش کیا جاتا ہے اور حقائق کے بارے میں لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے کہ گویا یہودیوں کی کوئی پائیدار ریاست ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان سرحدوں کا مسئلہ ہے، جس کے لیے کیمپ ڈیوڈ، وادی عربہ اور دوحہ وغیرہ کے معاہدات کیے جاتے ہیں ۔ ان میں سے کچھ معاہدے اعلانیہ ہوتے ہیں جبکہ بعض خفیہ رکھے جاتے ہیں! پھر بین الاقوامی قوانین کے احترام کا درس دیا جاتا ہے، پھر اس کو ریاستوں کے درمیان سرحدی چپقلش کا رنگ دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کے لیے مقامی یا علاقائی یا پھر بین الاقوامی ثالثوں کا اہتمام ہوتا ہے اور یہ باور کرایا جاتا ہے کہ ہم نے بہت بڑا معرکہ مار لیا ہے، ایسے جیسے اللہ نے مسلمانوں کو کفار کے خلاف قتال کرنے سے منع کیا ہو!!!

اے مسلمانو! معاملہ ایسا نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہود نے فلسطین کی سرزمین کو غصب کر کے اس میں ایک ریاست قائم کی ہوئی ہے اور وہاں کے باشندوں کو وہاں سے بے دخل کیا ہے۔ یہ ریاست صرف ایک ایسی مومن فوج کے ذریعے صفحہ ہستی سے مٹادی جائے گی اور فلسطین کو وہاں کے باشندوں کو واپس کی جائے گی جو مسلمانوں کے ساتھ قتال کرنے والوں اور ہمیں ہماری سرزمین سے بے دخل کرنے والوں سے قتال کے بارے میں سات آسمانوں کے مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس حکم پر لبیک کہے گی﴿وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ﴾''جہاں بھی یہ تمہارے ساتھ قتال کریں تو تم بھی ان سے قتال کرو اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے تم بھی ان کو وہاں سے نکالو''۔(البقرہ:191)۔ یہی حل ہے اور اس حل کو صرف وہ شخص نظر انداز کر سکتا ہے جس کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو اور اس کی آنکھوں پر پردہ ہو، کیا فلسطین کو اس کے باشندوں کو لوٹانے اور یہودی ریاست کو نیست ونابود کرنے کے لیے اس کے علاوہ بھی کوئی حل ہے؟

اے مسلمانو! ہماری مصیبت ہمارے حکمران اور ان کے وہ حواری ہیں جو لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ واویلا مچاتے پھرتے ہیں کہ ہم یہود سے لڑنے کے قابل نہیں ہیں، ہمارے پاس ان کے اسلحے جیسا اسلحہ نہیں ہے اور ان کے مددگاروں جیسا ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِباً﴾''بڑی سخت بات ہے جو اُن کے منہ سے نکلتی ہے (اور کچھ شک نہیں کہ) جو کچھ یہ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے''۔ (الکھف:5)۔ ہم یہودی ریاست کے اردگرد ایسے ہیں جیسے کلائی کے گرد کنگن ہوتا ہے، اور ہمارے پاس اسلحہ بھی وافر مقدار میں موجود ہے... لیکن یہ اسلحہ غاصب یہودیوں کے خلاف یا استعماری کافروں کے خلاف استعمال ہوتا ہوا کبھی نظر نہیں آتا بلکہ یہ اسلحہ تو اپنے ہی ہم وطن مسلمانوں پر استعمال ہوتا ہے... جیسا کہ صحرائے

سیناء کے ان مسلح مسلمانوں کے خلاف جو فلسطین کو غصب کرنے والے یہودیوں سے لڑنے کے لیے مسلح ہو رہے تھے، یہ اسلحہ شام میں انسانوں ، درختوں اور پتھروں کو تباہ کرنے کے لیے استعمال ہو رہا ہے، ایسا ایسا اسلحہ جس کے بارے میں پہلے کسی کو علم بھی نہیں تھا! اسی طرح پاکستانی حکومت امریکہ کی مدد کرنے کے لیے قبائلی مسلمانوں پر جنگی جہازوں سے بمباری کر رہی ہے اور جیسا کہ سوڈان اپنے جنوبی حصے کو کھوتے وقت اپنے ہی لوگوں کو قتل کر رہا تھا...! یہ حکمران اللہ اس کے رسول ﷺ اور مؤمنوں کے سامنے کسی قسم کی شرم محسوس کرنے کی بجائے اور بھی بہت کچھ کر رہے ہیں... رہی بات یہود کے مددگاروں کی تو اللہ ہمارا مددگار ہے ان کا نہیں ﴿ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ﴾ ''یہ اس لیے کہ اللہ ان لوگوں کا کارساز ہے جو ایمان والے ہیں اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں'' (محمد:11)۔ مزید برآں، یہودی ریاست کے سب سے بڑے مددگار یہ حکمران خود ہیں، یہی ہیں جو اسے تحفظ دیتے ہیں اور لوگوں کو اس کی طاقت کے بارے میں گمراہ کرتے ہیں، حالانکہ اگر یہ حکمران صرف مسلمانوں کی افواج کو صدق اور اخلاص کے ساتھ یہودیوں کے خلاف قتال کرنے کے لیے راستہ دے دیں تو یہودیوں کی طاقت کی حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی جو کہ مکڑی کے جالے سے بھی کم ہے۔

اے مسلمانو! غزہ میں بہنے والے پاکیزہ خون کا تحفظ کوئی 'غیر جانبدار' ثالث نہیں کر سکتا جو جنگ بندی کے لیے سودے بازی کرے اور نہ ہی تعزیت کے لیے جانے والا کوئی وفد کر سکتا ہے، اور نہ ہی کسی بادشاہ، صدر یا شہزادے کی وہ شعلہ بیاں تقریر جس کا اثر ان کے محلات تک ہی محدود ہے، یہ سب کچھ لوگوں کو بے وقوف بنانے کے مترادف ہے! دشمن ان سب کو سنجیدگی سے نہیں لیتا بلکہ وہ اس کو سرے سے کوئی اہمیت ہی نہیں دیتا۔ اور اس امت کے عقلمند لوگ بھی ان کی ان باتوں کو قابل توجہ نہیں سمجھتے سوائے ان لوگوں کے جو آنکھوں سے پہلے دل کے اندھے ہیں، یہی لوگ یہ کہہ کر ان حکمرانوں کے لیے تالیاں بجاتے ہیں کہ فلاں نے مصیبت میں تعزیت کے لیے وفد بھیجا حالانکہ یہودی ریاست اس وفد کی آنکھوں کے سامنے بمباری کرتی جاتی ہے...!

اہل غزہ کے بہتے خون کی مدد ایسی اِدھر اُدھر کی باتوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی مدد ان تمام تر افواج کو یا ان میں سے کچھ حصے کو، متحرک کرنے کے ذریعے ہی ممکن ہے جو سیناء اور نہر اردن کے اطراف میں ،الليطانی کے جنوب اور گولان میں ہیں ،جن کا حرکت میں آنا یہودی ریاست کو ہلا کر رکھ دے گا... وہ افواج جس کے اطراف میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قسم ہو گی کہ میں دشمن کو شیطان کے وسوسے بھلا دوں گا... اے مسلمانو! اسی طرح صلاح الدین اور ظاہر بیبرس کی افواج کے ہاتھوں فلسطین کے خون کی مدد کی گئی تھی، اور اسی طرح ان مسلمان افواج کے ہاتھوں اس خون کی مدد کی جائے گی جو یہود سے قتال کرنے کے شوق سے سرشار ہیں... اہل غزہ کے پاکیزہ خون کی مدد صرف اسی طرح ہی ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ کسی چیز سے نہیں ،کوئی بھی عقل مند شخص اس حل کے علاوہ کسی حل کو قبول نہیں کرے گا سوائے ایسے شخص کے جو بصارت اور بصیرت دونوں کے لحاظ سے دنیا اور آخرت دونوں میں اندھا ہو، ﴿وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا﴾ ''اور جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور گمراہ ہے'' ۔(الاسراء:72)

مسلم افواج میں موجود مخلص سپاہیو! کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں جو ان حکمرانوں کو یہودی ریاست کے ساتھ عملی جنگ کے لیے مجبور کر سکے اور اس وجود کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے فوج کو متحرک کر سکے...؟ کیا تم میں کوئی ایسا مضبوط اور پُر عزم مؤمن نہیں جو ان حکمرانوں کی کمر توڑ دے اور اپنی بٹالین یا بریگیڈ کو اس غاصب یہودی وجود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے ایک ایسے جہاد کے لئے متحرک کرے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت محبوب ہے؟ اگر ایک بھی بریگیڈ اس کی ابتدا کرے گی تو اس کے بعد بہت سی بریگیڈز اس کی پیروی کریں گی اور پھر کوئی ظالم اور جابر حکمران ان کو روک نہیں پائے گا، یوں یہ خیر اور نصر میں سبقت لینے والے بن جائیں گے، ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا'' ۔(محمد:7)

کیا تم میں کوئی بھی ایسا سمجھدار آدمی نہیں جو اللہ ،اس کے رسول ﷺ کی خاطر خلافت کے لیے کام کرنے والوں کو نصرہ دے دے، اور یوں تم انصار کی سیرت کو زندہ کرو گے اور دنیا اور آخرت کی عزت کا مشاہدہ کرو گے۔ یوں نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے دوبارہ قیام اور یہود کے ساتھ قتال اور ان کو شکست دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بشارت تمہارے ہاتھوں پورا ہونے کا شرف تمہیں نصیب ہو گا، اور تم دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرو گے اور مؤمنوں کو خوش خبری سناؤ گے۔

اے مخلص سپاہیو! حزب التحریر تمہاری مخلص خیر خواہ ہے، اور تمہیں یہ پیغام دیتی ہے کہ ہر زمانے میں اللہ کے کچھ خاص بندے موجود ہوتے ہیں جو تاریخ کے اہم موڑ پر آگے بڑھتے ہیں ہیں، پس آگے بڑھو اور ان بندوں میں سے بن جاؤ... تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، آگے بڑھو اور اسلام کی عزت خلافت کے لیے مدد دو تا کہ وہ خلیفہ آئے جس کے پیچھے تم لڑو اور جس کے ذریعے تمہاری حفاظت ہو سکے... تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، آگے بڑھو اسلام کی چوٹی جہاد کے لئے ، فتح یا شہادت کے لئے... تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، آگے بڑھو ایسی تجارت کے لیے جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے گی ، آگے بڑھو سب سے خوبصورت اور سب سے سچی بات کی پیروی کرتے ہوئے جو کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے: ﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ''نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل، اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اگر تم سمجھ دار ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے'' ۔(التوبہ:41)

حزب التحریر

3 محرم الحرام 1434ھ   17/11 2012

□□□□

جنت کے اونچے درجات اتنے آسان نہیں ہیں

بھائیو اللہ کا شکر ہے کہ ہم ایسے وقت میں اللہ کے دین کے نفاذ اور غلبے کی دعوت کا حصہ ہیں، جب اس دین کو اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی آگے بڑھے اور اس دین کے علم کو دوبارا سے سربلند کردیا ور صحابہ کرام جیسی جدوجہد کر کے جنت کے اونچے درجات کو حاصل کرلیا ور اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایسی حزب میں اکٹھا کیا جس کا وجود ہی اس مقصد کے حصول کے لیے ہے۔اور جس کے شباب کی کوششیں کفار اور ان کے ایجنٹوں کی نیندیں حرام کیے ہوئے ہیں یہ بات ہمارے دل کو اطمینان بخشتی ہے اور ہماری اطاعت گزاری کو بڑھاتی ہے۔

لیکن بھائیو ہمیں اس بات سے خبردار رہنا ہے کہ کہیں ہم اس پر ہی مطمئن ہو کر اکتفاء نہ کر بیٹھیں اور سست نہ ہو جائیں اور اسی چیز کو اپنے لیے کافی سمجھ لیں کہ ہم پر یہ لیبل چسپاں ہے کہ ہمارا تعلق حزب التحریر سے ہے اور حزب التحریر دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سیاسی جماعت ہے اور ہماری دین کی سمجھ باقی سب جماعتوں سے اعلیٰ ہے۔

بھائیو یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے محاسبے سے غافل نہ ہوں اور اپنے آپ کو یاد دہانی کراتے رہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایمان تمہارے سینوں میں اسی طرح پرانا اور کمزور ہو جاتا ہے، جس طرح کپڑا پرانا ہو جاتا ہے تو اللہ سے مانگو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کو پھر سے نیا اور مستحکم کردے''۔ (حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا اور ذہبی نے بیان کیا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں)

اس ایمان کو تروتازہ کرنے اور یاد دہانی کے لیے قرآن سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں تو وہ شخص جو قرآن سے اپنے تعلق کو مضبوط رکھتا ہے اور اس کی آیات پر غور وفکر کرتا رہتا ہے اس کے ایمان کے نئے ہونے کا سامان ہوتا رہتا ہے۔

قرآن میں اللہ کے عذاب سے متعلق آیات اسے فکر مند کرتی ہیں اور اللہ کی بیان کردہ بشارتیں اسے شادمان کرتی ہیں۔اور یہ چیز اس کے ایمان کو تروتازہ کرتی ہے اور اسی طرح جو صحابہ کے واقعات پر غور کر کے اپنی زندگی کو ان کے مطابق ڈھالنے کی فکر کرتا رہتا ہے، اس کے ایمان کے نئے ہونے کا سامان ہوتا رہتا ہے۔

بھائیو ہمیں اپنے ایمان کو بوسیدہ ہونے سے بچانا ہے اور اپنی عقلیہ اور نفسیہ کی تعمیر کے ذریعے اسے مستحکم کرنا ہے۔

بھائیو قرآن ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ کامیابی یہ نہیں ہے کہ ہم دین کے لیے کچھ عرصہ زبردست کوشش کرنے کے بعد سست ہو جائیں، بلکہ کامیابی یہ ہے کہ ہم برابر اس دین پر عمل کرتے رہیں اور نیکیوں کی راہ پر اوپر سے اوپر چڑھتے ہیں یہاں تک کہ ہم اللہ سے جا ملیں۔

بھائیو! آج میں یاد دہانی کے طور پر کچھ واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ مومنین کو یاد دہانی فائدہ دیتی ہے

''عمرؓ سے روایت ہے کہ جب خیبر کی جنگ ہوئی تو اس میں رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ شہید ہو گئے۔ لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ فلاں فلاں شہید ہو گئے، یہاں تک کہ وہ ایک اور مقتول پر گزرے تو اس کے متعلق بھی یہی کہا کہ فلاں صحابی شہید ہو گیا، آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میں نے اس کو ایک چادر یا عباء چرانے کی سزا میں دوزخ میں دیکھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا جاؤ اور لوگوں میں اعلان کردو کہ جنت میں صرف وہی لوگ جائیں گے جو پورے کے پورے ایمان دار ہیں'' (مسلم، ترمذی، احمد، دارمی، ابن حبان، ابن ابی شیبہ)

اسی طرح کی ایک حدیث ابو ہریرۃ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام ہدیہ کے طور پر پیش کیا جس کا نام مدغم تھا۔ یہ غلام اونٹ سے آپ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ اچانک کسی نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر لگا اور اس کو ختم کر دیا۔ لوگ بولے لو اس کے لیے جنت مبارک ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ اونی سی چادر جو اس نے خیبر کی غنیمت میں سے مال کے تقسیم ہونے سے قبل لے لی تھی آگ کی صورت میں اس پر بھڑک رہی ہے''

اور بخاری نے ابو ہریرۃ سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ جنگِ خیبر میں شریک ہوئے تو اپنے ساتھیوں میں سے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اسلام کا دعویٰ بھی کرتا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دوزخیوں میں سے ہے۔ لیکن جب جنگ کا وقت آیا تو اس شخص نے بڑی سرگرمی سے جنگ لڑی اور اتنے زخم کھائے کہ اس میں حرکت کرنے کی بھی طاقت نہ رہی۔ یہ سماں دیکھ کر آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا کہ جس کے متعلق آپ کہتے تھے کہ وہ دوزخی ہے، اس نے تو آج اللہ کی راہ میں بڑی سرگرمی سے جنگ کی ہے، اور زخموں سے اس کا جسم چور چور ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر سن لو کہ وہ دوزخی ہے۔ اس پر قریب تھا کہ بعض مسلمانوں کے دلوں میں شبہ پڑ جاتا۔ ابھی وہ اس حیص وبیص میں تھے کہ اس شخص کو زخموں کی تکلیف بڑھ گئی (اور وہ صبر نہ کر سکا)، اس نے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس میں سے ایک تیر نکال کر اپنے سینے میں پار کر دیا۔ یہ دیکھ کر مسلمان رسول اللہ ﷺ کی طرف لپکے اور بولے یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ کی بات کو سچا کر دکھایا۔ فلاں شخص نے اپنے سینے میں تیر مار کر خودکشی کر لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلال

اعلان کردو کہ جنت میں صرف مومن جائیں گے اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد فاجر شخص سے بھی کرالیتا ہے'' (بخاری)

یہ واقعات کسی بھی مومن کو فکر مند کرنے کے لیے کافی ہیں، کہ وہ کبھی اپنے گناہوں کو معمولی نہ سمجھے کیونکہ بعض گناہ نیک اعمال کو برباد کر دیتے ہیں اور یہ کہ دین پر اس کا عمل استقامت کے ساتھ ہو یہاں تک کہ اسے موت آجائے۔

یہ احادیث ہمیں یہ بھی بتاتی ہیں کہ دنیا میں لوگوں کی تعریف اس بات کا criteria نہیں کہ وہ عمل مقبول ہوگیا ہے۔

بھائیو! مومن کے لیے ایک ایک نیکی انتہائی قیمتی ہے، نیکیوں کی قدر و قیمت اور آخرت میں ان کی ضرورت کا احساس ایک مسلمان کے اندر زیادہ سے زیادہ نافلہ اعمال کرنے کا شوق پیدا کرتی ہے، جبکہ جو شخص اپنے اعمال پر مطمئن ہو جاتا ہے اور انہیں اپنے لیے کافی گمان کرنے لگتا ہے تو وہ نیک اعمال کی طرف رغبت کرنے میں سست ہو جاتا ہے۔ حالانکہ قیامت کے دن معاملہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی نیکیوں میں سے ایک نیکی بھی اس شخص کو دینے کے لیے تیار نہ ہوگا کہ جس کی خاطر وہ دنیا کی نیکیاں برباد کر بیٹھتا ہے۔

اور قیامت کے دن پل صراط سے گزرتے وقت انسانوں کی رفتار دنیا میں ان کے نیک اعمال کے شدت وضعف کے مطابق ہوگی۔ مسلم نے خذیفہ اور ابو ہریرۃ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا۔ مسلمان کھڑے ہوں گے اور جنت ان کے سامنے قریب کر دی جائے گی... اس دن امانت اور صلہ رحمی پل صراط کے دائیں اور بائیں کھڑی ہو جائیں گی (تاکہ اپنی رعایت کرنے والوں کی سفارش اور رعایت نہ کرنے والوں کا شکوہ کریں)۔ پھر تمہارا پہلا قافلہ آئے گا اور بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ قربان، بجلی کی طرح گزرنے کا کیا مطلب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بجلی کس طرح پل بھر میں گذر کر لوٹ بھی آتی ہے۔ اس کے بعد لوگ ہوا کی رفتار سے گزریں گے، پھر تیز پرندے کی رفتار سے، پھر انسانوں کی دوڑ کی رفتار کی طرح گزریں گے، اور یہ رفتار اعمال کی بنا پر ہوگی۔ اور تمہارا نبی کھڑا ہوا یہ دعا مانگ رہا ہوگا، یارب سلم، یارب سلم، اے میرے پروردگار سلامتی سے گزار، اے میرے پروردگار سلامتی سے گزار۔ یہاں تک کہ اب کمزور اعمال والے لوگوں کا نمبر آئے گا حتیٰ کہ ایک شخص وہ ہوگا کہ جسے گھسٹ کر چلنے کے سوا طاقت نہ ہوگی۔ پل صراط کے دونوں طرف کانٹے ہوں گے اور جس کے متعلق حکم دیا جائے گا وہ اس کو پکڑ لیں گے، پس جس کے صرف خراش آئے گی وہ تو نجات پا جائے گا اور جس کے ہاتھ پیر باندھ دیے جائیں گے وہ دوزخ میں جائے گا۔ پھر ابو ہریرۃ نے قسم کھا کر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت ہے۔

بھائیو اس حدیث کے ہوتے ہوئے کیسے ایک حاملِ دعوت صرف فرائض پر اکتفاء کرسکتا ہے کیسے اس کی زندگی اس طرح گزر سکتی ہے کہ اس کے اندر نافلہ روزے رکھنے کی لگن نہ ہو اسے تہجد پڑھنے کا شوق نہ ہو اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر نہ ہو، اس کی دولت میں ضرورت مندوں کا حصہ نہ ہو۔ دن، ہفتے اور مہینے گزر جائیں اور وہ قرآن کی تلاوت کے عظیم اجر سے محروم رہے۔

کیا ہم نے جنت کے اونچے درجات کہ جن کے لیے صحابہ کرام مشقتیں اٹھاتے تھے، کے حصول کو اتنا آسان سمجھ لیا ہے

بھائیو! اس حدیث پر مزید غور کرو۔ اس میں امانت کا ذکر کیا گیا کہ وہ پل صراط پر کھڑی ہوگی۔ یعنی وہ انسانوں کے حق میں یا ان کے خلاف گواہی دے گی۔ امانت کیا ہے۔ امانت سے مراد شرعی فرائض ہیں۔ امانت میں تمام تر اوامر و نواہی شامل ہیں۔ امانت ایک امرِ عظیم ہے اور اس کا دائرہ وسیع ہے اور کوئی بھی شخص جسے کسی ذمہ داری پر مکلّف بنایا گیا ہو، اس سے بری نہیں خواہ یہ ذمہ داری چھوٹی ہو یا بڑی۔ خلیفہ، والی، عامل اور قاضی اور مجلس شوریٰ کا رکن، لشکر کا سپہ سالار، اور حاملِ دعوت سب امین ہیں۔ میں اور آپ ہم سب امین ہیں۔ ہم پر فرض ہے کہ ہم اس بھاری امانت کی فکر کریں جو ہماری گردنوں میں موجود ہے یعنی دعوت کی امانت۔ دعوت کی تمام تر ذمہ داریاں امانت ہیں، وہ حلقات کہ جن میں آنا ہم پر فرض ہے وہ امانت ہیں، وہ پمفلٹ جو ہم تقسیم کرنے کے لیے لیتے ہیں وہ امانت ہیں، وہ contacts جن سے ملاقات کرنے کو ہم طے کرتے ہیں وہ ہماری گردن پر امانت ہیں۔ protest کے دن چیزوں کا انتظام کرنے سے لے کر مسجد کے باہر بیان دینے تک سب کا سب امانت ہے کہ جس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

بھائیو! جان لو کہ جنت کے اعلیٰ درجات اتنے آسان نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ط مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوا حَتّٰى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ط أَلَآ إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ﴾

''کیا تم یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے، حالانکہ ابھی تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئے تھے۔ انہیں سختیاں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ یہاں تک جھنجھوڑے گئے کہ رسول اور اس کے ساتھ موجود ایمان والے کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو بے شک کہ اللہ کی مدد قریب ہی ہے'' (البقرہ: 214)

اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ اس جماعت کے لیے جس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے اپنا یہ طریقہ بیان فرما رہے ہیں کہ وہ لوگ جو اللہ کے دین کا علم تھامتے ہیں اور جن کے ذریعے اللہ اپنے دین کو غالب کرتا ہے انہیں مصیبتوں کی بھٹی میں سے گزارتا ہے۔

اللہ نے اولین مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے انہیں آگاہ کیا کہ آزمائشوں کے آنے اور ان پر ثابت قدمی دکھانے سے قبل جنت کی لمبی لمبی آرزوئیں مت کرو۔

یہ خطاب رسول اللہ ﷺ کی اُس جماعت کے لیے ہی نہ تھا کہ جس نے آگے چل کر روم و فارس کو فتح کرنا تھا بلکہ یہ ہر اس جماعت کے لیے ہے جس نے کسی بھی دور میں باطل کے مقابلے میں حق کا علم بلند کیا۔

اور یہ خطاب آج حزب کے شباب کے لیے ہے، جنہوں نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ وہ اسلام کے نگہبان اور امین بنیں گے اور اسی حالت پر برقرار رہیں گے یہاں تک کہ موت کا بلاوا آجائے۔

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَيۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ﴾

''اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے، تو صبر کرنیوالوں کو بشارت سنا دیجئے''

(البقرہ: 157-155)

اور بے شک صحابہ کرام کو ان تمام چیزوں میں آزمایا گیا۔ مکی دعوت کے اس کٹھن دور میں ایک وقت آیا کہ عمرؓ جیسا شخص بھی خوفزدہ تھا کہ کہیں قریش انہیں قتل نہ کر دیں۔ اور ہجرتِ مدینہ جہاں پر اسلام کی سربلندی کے دور کے آغاز کی یادگار ہے اسی طرح اس چیز کی بھی یادگار ہے کہ کس طرح سچے مومنین نے اسلام کی خاطر اپنی جان، مال، جائیداد، اولاد غرض یہ کہ ہر چیز کو قربان کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے قرآن میں اعلان کر دیا کہ وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور پھر اللہ کی راہ میں جہاد کیا، باقی لوگ ان کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتے۔

بھائیو جن ہستیوں نے اس حزب کی بنا د رکھی تھی وہ آج ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں انہوں نے وہ وعدہ جو اللہ سے کیا تھا وہ پورا کر دیا اور اس دعوت کو ہمارے حوالے کر کے اس دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن ان کی انتھک محنت اور جدوجہد کا ثمر آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں، وہ لوگ جنہوں نے شام کے اندر دعوت کا آغاز کیا اور بعد میں آنے والے شباب نے سخت ترین ظلم کے باوجود جاری رکھا، ان اولین و آخرین کی قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آج شام کے مسلمان جب اٹھے ہیں تو ان کی زبان پر خلافت کی پکار ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ خلافت کا سورج اب طلوع ہونے کے قریب آن پہنچا ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ کفار خلافت کے سورج کو طلوع ہوتا دیکھ کر اس کے خلاف اکٹھے ہو رہے ہیں روس اور امریکہ کہ جو ایک دوسرے کے خلاف چالیں چلنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، آج شام میں مسلمانوں کے خلاف اتحادی بنے ہوئے ہیں مگر ان کی کوششیں ناکام ہوں گی اور اللہ کے اذن سے خلافت قائم ہو کر رہے گی، یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

مگر بھائیو یہ معاملہ خلافت کے قیام پر ختم ہونے والا نہیں ہے بالکل اسی طرح جس طرح معاملہ مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام پر ختم نہیں ہوا تھا۔

اسلامی ریاست کے قیام کے بعد اللہ نے اپنے بندوں کو بدر اور احد اور خندق میں آزمایا

بے شک مدینہ کی صورتِ حال مکہ سے مختلف تھی، مسلمانوں کے لیے امن و تحفظ موجود تھا اور اللہ نے قرآن میں اس بات کو بیان بھی کیا ہے۔ لیکن بھائیو یاد کرو کہ وہ وقت جب کلیجے حلق کو آ پہنچے تھے اور کچھ لوگ اللہ کی مدد کے متعلق شک میں مبتلا ہو گئے تھے، وہ مکی دور نہیں تھا بلکہ یہ مدنی دور تھا۔

اللہ نے قرآن میں اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿إِذۡ جَاؤُوكُم مِّن فَوۡقِكُمۡ وَمِنۡ أَسۡفَلَ مِنكُمۡ وَإِذۡ زَاغَتِ الۡأَبۡصَارُ وَبَلَغَتِ الۡقُلُوبُ الۡحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا (10) هُنَالِكَ ابۡتُلِيَ الۡمُؤۡمِنُونَ وَزُلۡزِلُوا زِلۡزَالاً شَدِيداً﴾

''جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے''

(الاحزاب 11-10)

بھائیو ہم نے آنے والے دور کے لیے ابھی سے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے۔

ہم نے ان خبیث کوششوں کے مقابلے کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے جو خلافت کے نوزائدہ پودے کو مضبوط ہونے سے روکنے اور باقی ممالک کو خلافت کا حصہ بننے سے روکنے کے لیے کفار نے ابھی سے شروع کر دی ہیں

تو بھائیو کیا ہم نے اپنی کوششوں کو ابھی سے تیز تر کر دیا ہے؟

کیا ہم محض اس بات پر مطمئن ہیں کہ ہم کسی نہ کسی درجے میں کوشش کر رہے ہیں یا پھر ہماری یہ کوشش واقعی سرتوڑ کوشش ہے، ایک ایسی کوشش جو قیامت کے دن ہمارے لیے عذر بن سکے، اور ہمیں جنت کے اعلیٰ درجات کا حقدار بنا سکے۔

کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم دن اس طرح سے گزارتے ہیں کہ ہم کوئی وقت ضائع نہیں ہونے دیتے۔ اور ہماری صبح اور شام اس دعوت کی فکر سے خالی نہیں ہوتیں۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے بیوی بچوں، والدین اور عزیز و اقارب کی محبت اس دعوت پر غالب نہیں آپاتی۔ اور ہماری دعائیں اس دعوت کی کامیابی کے ذکر سے خالی نہیں ہوتیں۔

بھائیو! یہ دعوت ہر لمحے، دن اور ہر مہینے کی دعوت ہے، اور یہی اس دعوت کا حق ہے ہم نے اس سعادت کو حاصل کرنا ہے کہ ہمارے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے کہ نبی کی امت کی فکرمندی اور دین کی سربلندی کی دعوت ہی اس شخص کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھی، اور دنیا کی لذتیں، خواہشات اور خونی رشتے اسے اللہ کے دین کی جدوجہد سے غافل نہ کر سکے۔

بقیہ صفحہ نمبر 20

طالبان کولازمی طور پر''ذلت آمیز مذاکرات''کومسترد اور پاکستان اورافغانستان میں خلافتِ راشدہ کے قیام کی حمائت کا اعلان کرنا چاہیے

گذشتہ ہفتے تحریک طالبان نے موجودہ دسمبر کے مہینے میں پیرس میں ہونے والی افغانستان کانفرنس میں شرکت کی تصدیق کی تاہم اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ وہ افغان حکومت کے ساتھ مذاکرات کریں گے یا نہیں۔تحریک طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے کہا''اس کانفرنس میں طالبان عالمی برادری کے سامنے اپنا موقف پیش کریں گے اورہم اپنے دو نمائندے بھیجیں گے ۔اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس کانفرنس میں کسی سے کوئی بات چیت نہیں کی جائے گی۔یہ ایک تحقیقی کانفرنس ہے ،طالبان کے نمائندے اس کانفرنس میں شرکت صرف دنیا کے سامنے ہمارا نقطہ نظر براہ راست پیش کرنے کی غرض سے کررہے ہیں''۔انہوں نے مزید کہا کہ تحریک کو لوگوں کی حمایت حاصل ہے اورامریکہ نے اس حقیقت کو تسلیم کرلیا ہے۔انھوں نے کہا کہ''طالبان کوئی چھوٹی موٹی تحریک نہیں بلکہ اس کی جڑیں عوام میں ہیں۔امریکہ طالبان کوایک حقیقت کے طور پر تسلیم کر چکا ہے''(The International News11/12/2012)۔

افغانستان کے حوالے سے یہ بین الاقوامی کانفرنس امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لیے پریشان کن صورت حال میں منعقد ہو رہی ہے، کیونکہ امریکہ اوراس کے اتحادی افغانستان کی دلدل سے نکلنے کے لیے حل ڈھونڈ رہے ہیں۔'' امن کے عمل کا روڈ میپ2015'' کے نام سے اس منصوبے کے پانچ مراحل ہیں، یہ وہی تجاویز ہیں جو پاکستان اورافغانستان نے امریکہ کی سرپرستی میں پیش کیں تھیں۔اس منصوبے کا بنیادی مقصد طالبان اوران سے منسلک دوسرے مسلح گروہوں کو مزاحمت سے مکمل دستبردار ہونے کی شرط پر حکومتی ڈھانچے میں شامل ہونے کی طرف مائل کرنا ہے۔McClatchy News نے اس کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے کہ''امن مذاکرات کے نتیجے میں افغان دستور کی قبولیت کا اعلان لازمی ہے......اور مذاکرات کے نتیجے میں طالبان اور دوسرے مسلح گروپوں کو القاعدہ اور دوسری دہشت گرد تنظیموں سے مکمل قطع تعلق کرنا پڑے گا اور ممکن حد تک تشدد سے دستبرداری کا اعلان کرنا پڑے گا......امن کی کوششوں کے لیے علاقائی ممالک اور بین الاقوامی برادری لازمی حمائت کرے گی''(افغانستان میں امن کا عمل اور 2015 کا روڈ میپ McClatchy News Online 13 دسمبر 2012)۔

اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ طالبان کی قیادت کوئی ایک گروہ نہیں کرر ہالہذا کوئی ایک گروہ پوری تحریک کا نمائندہ ہونے کا دعوی بھی نہیں کرسکتا اور یہ بات بھی ہمارے علم میں ہے کہ سب نہیں تو تحریک کے اکثر گروہ استعماری مغربی ریاستوں سے ہر قسم کے مذاکرات کو رد کر چکے ہیں، تاہم یہ سمجھنا انتہائی مشکل ہے کہ وقت، سرمایہ اور لاکھوں لوگوں کا خون دینے یعنی اتنا کچھ قربان کر دینے کے بعد بھی بعض طالبان اس قسم کے امن مذاکرات کے متعلق سوچنا بھی گوارا کریں گے۔ ہر لحاظ سے اس امن منصوبے کا واحد مقصد خطے میں امریکہ کی لڑکھڑاتی بالادستی اور افغان حکومت میں اس کی کٹھ پتلیوں کی حفاظت کرنا ہے۔

لہذا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ منصوبہ ان لاتعداد افغان شہریوں کے خون کی توہین ہے جنھوں نے اپنے دین اسلام کی محبت میں اپنی زندگیاں قربان کیں۔یہ ان ہزاروں شہداء اور مجاہدین کی بھی توہین ہے جنھوں نے امریکہ اوراس کے اتحادیوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جس کی وجہ سے وہ آج چہرہ چھپا کر نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں۔اس لیے ان مذاکرات میں شرکت ، بات چیت کرنا اوراس منصوبے پر دستخط کرنا جس میں افغان دستور کے احترام کو لازمی قرار دیا گیا ہو اللہ سبحانہ وتعالی، اس کے رسول ﷺ اورامت کے ساتھ خیانت ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے﴿فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ﴾''تم ہمت مت ہارو اور صلح کی طرف مت بلاؤ، تم ہی غالب رہو گے اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال کو ہرگز برباد نہیں کرے گا''(محمد:35)۔

اس قسم کے مذاکرات میں نہ صرف شرکت کرنا حرام ہے بلکہ یہ سیاسی نافہمی کی بھی انتہا ہے کیونکہ ان مذاکرات کے نتیجے میں صرف دشمن طاقتور ہوتا ہے اور کفار کو افغانستان پر بالادستی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں﴿ وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ﴾''اور اللہ کافروں کو ہرگز مسلمانوں پر غلبہ نہیں دے گا''(النساء:141)۔

ہم حزب التحریر کا مرکزی میڈیا آفس دین کے نصیحت ہونے کی بنیاد پر طالبان بھائیوں اور ان کے ساتھ جدوجہد کرنے والی دوسری جماعتوں کے سامنے یہ وضاحت کرتے ہیں:

افغانستان کا موجودہ دستور اور حالیہ افغان حکومت اوراس کا سیاسی ڈھانچہ غیر شرعی ہیں۔ان کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔اس دستور کو استعماری طاقتوں نے اسلام کو نیچا دکھانے ،لوگوں کا استحصال کرنے اوراپنے مفادات کے تحفظ کے لیے نافذ کیا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر43

حزب التحریر کی جانب سے جاری کردہ ریاستِ خلافت کے دستور کے دفعہ 181

دفعہ نمبر 181: سیاست امت کی داخلی اور خارجی معاملات کی نگرانی (دیکھ بھال) کو کہتے ہیں۔ سیاست ریاست اور امت دونوں کی جانب سے ہوتی ہے۔ ریاست خود براہ راست عملی طور پر یہ نگرانی (نگہبانی) کرتی ہے جبکہ امت اس ذمہ داری کی انجام دہی کے حوالے سے ریاست کا احتساب کرتی ہے۔

یہ دفعہ سیاست کی تعریف کے بارے میں ہے۔ یہ تعریف تمام لوگوں کے ہاں عام ہے کیونکہ یہ سیاست کے زمینی حقائق کی صفت ہے۔ یہ بالکل عقل، صدق (سچ)، یا سلطان کی تعریف کی طرح ہے۔ یا جیسے کوئی بھی معانی جو بنی نوع انسان کے درمیان حقائق اور واقع کی شکل میں اس طرح موجود ہیں کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ ایک محسوس حقیقت ہے۔ ہاں اختلاف اس کے بارے میں احکامات کے حوالے سے ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ سیاست کے لفظ کے لغوی معنی بھی عوام کو کسی کام کا حکم دینا اور کسی کام سے منع کرنا ہی ہے یعنی ان کے معاملات کی دیکھ بھال اوامر اور نواہی کے ذریعے کرنا۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ وہ تمام احادیث جو حکمران کی ذمہ داری، حکمران کے احتساب اور مسلمانوں کے مفادات کی دیکھ بھال اور اہتمام کے بارے میں ہیں، ان سے بھی یہی تعریف معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک متفق علیہ حدیث جو کہ بخاری نے معقل بن یسار کے حوالے سے نقل کیا ہے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ **(مامن عبدِ یسترعیہ اللہ رعیّة فلم تحطھابنصحہ الا لم یجد رائحة الجنة)** ترجمہ: ''جس بندے کو اللہ نے حکمرانی دی اور اس شخص نے اپنی عوام کی خیر خواہی نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا''۔ رسول ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ: **(ما من وال یلی رعیة من المسلمین فیموت وھو غاش لھم الا حرم اللہ علیہ الجنة)** ترجمہ: ''جو شخص مسلمانوں کا حکمران بنے اور اس حال میں مرے کہ وہ مسلمانوں کو دھوکہ دے رہا ہو، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔'' رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ **(ستکون أمراء فتعرفون و تنکرون، فمن عرف بری، و من انکر سلم، ولکن من رضی و تابع، قالوا: أفلا نقاتلھم؟قال: لا ما صلّوا)** ترجمہ: ''تمہارے ایسے حکمران ہوں گے جن کو تم پہچانو گے اور (ان کی تابعداری سے) انکار کرو گے۔ جس نے ان کو پہچانا وہ بری ہوا اور جس نے ان کا انکار کیا وہ سلامت رہا، ہاں جس نے ان پر رضامندی ظاہر کی اور ان کی تابعداری کی (وہ نہ تو بری ہے اور نہ سلامت رہا) صحابہ نے کہا! کیا ہم ان سے لڑیں فرمایا نہیں اس وقت تک نہیں جب تک وہ نماز (شریعت کو نافذ) کو قائم رکھیں۔'' اس کو ام سلمہؓ سے مسلم نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ **(و من اصبح و همّہ غیر اللہ فلیس من اللہ فی شیءٍ، ومن لم یھتم للمسلمین فلیس منھم)** ترجمہ: ''جس کے پیش نظر غیر اللہ ہو تو اللہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور جو شخص مسلمانوں کے معاملات کو اہمیت نہیں دیتا وہ مسلمان ہی نہیں۔'' اس کو الحاکم نے المستدرک میں ابن مسعودؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ **(بایعت رسول اللہ ﷺ علی: اقام اصلاة، و ایتاءِ الزکاة، والنّصح لکلِّ مسلم)** ''میں نے رسول ﷺ کی اس بات پر بیعت دی کہ نماز قائم کروں گا، زکوۃ ادا کروں گا۔ اور ہر مسلمان کو نصیحت کروں گا۔'' یہ حدیث متفق علیہ ہے اور جریر بن عبداللہ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ **(أتیتُ النّبیّ ﷺ قلت: أبایعک علی الاسلام، فشرط علی: والنّصح لکلّ مسلم)** ''میں نبی ﷺ کے پاس اسلام کی بیعت دینے کے لئے آیا۔ تو نبی ﷺ نے یہ شرط رکھی کہ ہر مسلمان کو نصیحت کرو گے۔'' اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ یہ تمام احادیث خواہ ان کا تعلق حکمران کی حکمرانی سے ہو یا امت کی جانب سے حکمران کے محاسبہ کرنے سے ہو یا پھر مسلمانوں کا آپس کے تعلق اور ایک دوسرے کے معاملات کی دیکھ بھال اور نصیحت سے ہو، ان سب سے سیاست کی یہ تعریف آشکار ہو جاتی ہے کہ سیاست امت کے امور کی نگرانی اور دیکھ بھال کرنے کا نام ہے۔ یوں اس دفعہ میں سیاست کی جو تعریف کی گئی ہے وہ شرعی تعریف اور شرعی دلائل سے مستنبط ہے۔

❑❑❑❑

بقیہ: جنت کے اونچے درجے

میں اپنی بات کا اختتام اس مبارک حدیث پر کرتا ہوں، اس دعا کے ساتھ کہ اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے کرے۔

''قیامت کے دن کچھ لوگ آئیں گے جن کی روشنی سورج کی روشنی کی مانند ہوگی، ابوبکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا یہ ہم لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تمہیں بھی اجر عظیم دیا جائے گا لیکن یہ غریب مہاجرین ہوں گے جو کہ زمین کے ہر حصے سے اٹھائے جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اجنبیوں پر رحمت ہو، اجنبیوں پر رحمت ہو، اجنبیوں پر رحمت ہو، آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یہ اجنبی کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صالح لوگ جو بُرے لوگوں کی کثیر تعداد کے درمیان ہوں گے، اور ان کی اطاعت کرنے والے ان کی نافرمانی کرنے والوں سے زیادہ ہوں گے''

❑❑❑❑

پاکستان میں حزب التحریر کے میڈیا آفس کی طرف سے جاری کردہ اہم پریس ریلیزز

غدار حکمران کراچی کو بھی امریکی جنگ کی آگ میں جھونک دینا چاہتے ہیں

کراچی کے حالات کے ذمہ دار سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غدار ہیں

سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غدار پاکستان کے سب سے بڑے شہر اور معاشی انجن کراچی کو امریکی جنگ کی آگ میں جھونک دینے کی تیاری کررہے ہیں۔شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کے لیے عوامی حمائت کے حصول میں زبردست ناکامی کے بعد کراچی کی صورتحال کی ذمہ داری قبائلی مسلمانوں پرڈال کرسیاسی وفوجی قیادت میں موجود غدار دہشت گردی کے خلاف نام نہادامریکی جنگ کو قبائلی علاقوں کے بعداب پاکستان کے بڑے شہروں تک پھیلا دینا چاہتے ہیں۔یہ بات پاکستان کے عوام جان چکے ہیں کہ اس امریکی جنگ کا مقصد افواج پاکستان اور مخلص مسلمانوں کے درمیان فتنے کی جنگ کو جاری رکھنا اور دنیا کی ساتویں اور مسلم دنیا کی واحد ایٹمی طاقت پاکستان کو اس امریکی جنگ کے ذریعے ایک شکستہ حال اور بھارت کے مقابلے میں ایک کمزور ریاست میں تبدیل کرنا ہے۔کراچی میں قتل وغارت گری، اغوا برائے تاوان اور بھتہ خوری کو اس لیے پھلنے پھولنے دیا جارہا ہے تاکہ کراچی کے لوگ فوج سے درخواست کریں کہ وہ کراچی میں امن وعامہ کی صورتحال بہتر کرنے کے لیے مداخلت کرے۔ اندرونی امن وعامہ کو قائم رکھنا پولیس کا کام ہے نہ کہ فوج کا، بلکہ فوج کا کام تو ملک اور اِس کے باسیوں کو امریکہ کی جارحیت سے محفوظ رکھنا ہے۔9اگست 2011 کو اس وقت کے سندھ کے وزیر داخلہ منظور وسان نے امریکی قونصل جنرل 'ولیم مارٹھن' سے ملاقات کرنے کے بعد بتایا کہ امریکہ کراچی شہر کی صورتحال پر قابو پانے کے لیے جدید آلات اور دوسری expertise دینے کے لیے تیار ہے۔یہ بیان اس بات کا ثبوت ہے کہ کراچی میں آپریشن کا مطالبہ درحقیقت امریکہ کا مطالبہ ہے۔کراچی جہاں ریاست کے تمام ادارے پولیس، رینجرز،فوج،عدلیہ،انتظامیہ اور سیاسی جماعتیں موجود ہوں وہاں یہ کہنا کہ اس شہر کی ابتر صورتحال کے ذمہ دار قبائلی مسلمان ہیں ایک کھلا جھوٹ ہے اور کراچی کے عوام اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ درحقیقت سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غدار جن علاقوں میں امریکی فتنے کی جنگ کو پھیلانا چاہتے ہیں وہاں کے حالات کو پہلے امریکی سی۔آئی۔اے۔، بلیک واٹر اور ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کے ذریعے خراب کیا جاتا ہے اور اس کی ذمہ داری قبائلی مسلمانوں پر ڈال دی جاتی ہے۔پھر حکومتی رٹ کی بحالی کے نام پر اس علاقے میں فوجی آپریشن شروع کردیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں اس علاقے کی معاشی اور معاشرتی زندگی تباہ وبرباد ہوجاتی ہے اور پاکستان مزید کمزور ہوجاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جن علاقوں میں بھی فوجی آپریشن شروع کیا گیا وہاں آج کے دن تک زندگی معمول پر نہیں آسکی کیونکہ مقصد امن وامان اور حکومتی رٹ بحال کرنا نہیں ہوتا بلکہ فتنے کی جنگ کو مزید بھڑکانا اور دنیا کی طاقتور مسلم ریاست پاکستان کو کمزور کرنا ہوتا ہے۔حزب التحریر پچھلے ایک سال سے امت کو خبردار کرتی آرہی ہے کہ سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غدار اس فتنے کی جنگ کو پاکستان کے بڑے شہروں تک پھیلا دینا چاہتے ہیں۔لہذا حزب التحریر ایک بار پھر امت کو خبردار کرتی ہے کہ جس طرح انھوں نے غدار حکمرانوں کی تمام سازشوں کو مسترد کرتے ہوئے شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کی حمائت سے انکار کیا ویسے ہی سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غداروں کی کراچی کو امریکی جنگ کی آگ میں جھونکنے کی اس سازش کو بھی ناکام بنادیں اور کراچی میں فوجی آپریشن کی حمائت سے انکار کردیں۔حزب التحریر افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران سے مطالبہ کرتی ہے کہ سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غداروں کو فوراً ہٹائیں اور خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کریں۔آپ کی خاموشی ان غداروں کو اپنی سازشوں میں مسلسل ناکامی کے باوجود اپنے آقا امریکہ کی خوشنودی کے لیے اس امت کے خلاف مزید سازشیں کرنے کی ہمت اور طاقت فراہم کررہی ہے۔صرف خلافت کا قیام ہی پاکستان کو فتنے کی اس امریکی جنگ سے نجات دلائے گا اور مسلم افواج کے ہتھیار اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف استعمال ہونے کے بجائے مقبوضہ مسلم علاقوں کو کفار کے تسلط سے نجات دلانے کے لیے استعمال ہوں گے۔

شہزاد شیخ

پاکستان میں حزب التحریر کے ڈپٹی ترجمان

□□□□

اے مسلمانو! امریکی جنرلز پوری دنیا میں عورتوں کی توہین کرتے ہیں

کہاں ہے ہمارا معتصم جو ہمارے تحفظ کے لیے افواج کو جہاد کے لیے بھیجے

کیانی اور اس کے غنڈوں نے کس قسم کے لوگوں کے لیے اس ملک کے دروازے کھول دیے ہیں؟ کن لوگوں کے تحفظ کے لیے افواج میں موجود ہمارے بیٹوں کولڑنے کے لیے بھیجا جاتا ہے؟ افغانستان میں بیاسیویں ائیربون ڈویژن کے سابق ڈپٹی کمانڈر بریگیڈئر جنرل جیفری سینکلئر اپنی زیر کمان کئی خواتین کی بے حرمتی کے الزام میں کورٹ مارشل کا سامنا کررہا ہے۔اس کے علاوہ حال ہی میں جنرل ڈیوڈ پیٹریئس نے سی۔آئی۔اے کے سربراہی سے اس بات کے اعتراف کے بعد استعفی دیا کہ وہ بدکاری کا مرتکب ہوا ہے۔ اس سے پہلے جنرل پیٹریئس امریکی

سینٹرل کمانڈ کے تحت افغانستان اور عراق میں فوجی آپریشنز کی سربراہی کر چکا ہے۔ افغانستان میں امریکی افواج کے کمانڈر جنرل جان ایلن کے خلاف بھی اسی قسم کے الزامات کے تحت تحقیقات ہو رہی ہیں۔ یہ امریکی افواج کے وہ چوٹی کے کمانڈر ہیں جنھیں ہمارے خطے میں ہمارے غدار حکمرانوں کی بھرپور حمائت کے ساتھ بھیجا گیا اور ان غدار حکمرانوں نے ان کے لیے سپلائی لائنز کھولیں اور ہماری افواج کو ان امریکیوں کی جنگ لڑنے کے لیے قبائلی علاقوں میں بھیجا۔ ان امریکی جنرلوں نے ان عورتوں کی عزت نہیں کی جو خود ان کی اپنی افواج میں ان کے قیادت میں لڑ رہی ہیں۔ ان کے لیے کمزوروں کی عزت اور ان کا تحفظ محض چند الفاظ ہیں جن کا کوئی وزن نہیں۔ تو کیا یہ لوگ ہمارے علاقوں کے نجات دہندہ قرار دیے جانے کے مستحق ہیں جو مسلم خواتین کو آزادی دلوانے کی باتیں کرتے ہیں؟ کیا اس بات میں کوئی حیرانی کا پہلو ہے کہ ان صلیبی رہنماوں نے افغانستان اور عراق میں مسلمان عورتوں کی عزتوں پر ہونے والے حملوں کی سربراہی کی؟ یہی لوگ عراق کی ابو غریب جیل، افغانستان میں بلگرام کے ہوائی اڈے، عافیہ صدیقی کے اغوا اور ایسے بے شمار خواتین پر ہونے والے تشدد اور بے حرمتی کے واقعات کے ذمہ دار ہیں جن کے چہرے اور نام ہم نہیں جانتے لیکن وہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہیں۔ اسلام میں عورت کی عزت وحرمت کی یہ اہمیت ہے کہ جب کفار نے ایک مسلمان عورت کی بے حرمتی کی اور اس نے خلیفہ معتصم کو مدد کے لیے پکارا تو اس نے اس کا جواب جہاد کے لیے تیار کی گئی افواج کو بھیج کر دیا۔ اب جبکہ ہماری افواج کی تعداد لاکھوں میں ہے لیکن انھیں ہمارے حکمرانوں نے زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے اور انھیں صرف اسی صورت میں حرکت میں لایا جاتا ہے جب صلیبی قابضین کے مفادات کا تحفظ کرنا ہو جبکہ یہ کفار ہمارے لوگوں کی بے عزتی اور انھیں قتل کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِن وَّرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ ''بے شک خلیفہ ہی ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے'' (مسلم)۔ ان کفار کے ہاتھوں کئی سالوں سے مسلسل ہونے والے مسلمانوں کا قتل عام اور ان کی عورتوں کے بے حرمتی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ ہمیں ڈھال کی ضرورت ہے، ہمیں ہمارا خلیفہ چاہیے جو ہمارا تحفظ کرے۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے جو امت کو ایک وحدت دے اور اس پر اللہ کی شریعت نافذ کرے۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اس امت کو کفار کے تسلط سے آزاد کروانے کے لیے افواج کو بھیجے۔ ہمارے خطے سے ہر صورت امریکی اڈوں، امریکی افواج اور امریکی سفارت خانوں کو نکال دیا جائے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں مغربی استعماری طاقتوں کو مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت اور ان پر غلبے سے روکا جاسکے گا جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ ہم ریاست خلافت کی صورت میں دین اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ صرف اسی صورت میں امت کا تحفظ ہوگا اور خواتین کی عزت ایک بار پھر ایک قابل قدر چیز بن سکے گی۔

حزب التحریر کی خواتین اراکین

ولایہ پاکستان

□□□□

یہ پاکستان کے حکمران ہی ہیں جو کافر امریکیوں کو ملک میں فرقہ واریت اور خون خرابہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں

حضرت حسینؓ کے یوم شہادت کے دن کی یاد کو منانے سے پہلے ہی پاکستان کے مسلمان پورے ملک میں بدترین بم دھماکوں اور قاتلانہ حملوں کی زد میں آگئے ہیں اور انھیں اپنے پیاروں کی لاشوں کو تلاش اور گننے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی حکومت ادھر ادھر بھاگ کر عوام کو یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ جیسے حکومت کو عوام کی بہت فکر ہے اور اسے ان کے عظیم نقصانات پر شدید افسوس ہے۔ لیکن اس تمام تر صورتحال کے باوجود امریکیوں کے لیے اس ملک کے دروازے کھلے ہیں جو اپنی خفیہ ایجنسیوں اور نجی فوجی تنظیموں کے ذریعے پوری مسلم دنیا میں اس قسم کا خون خرابہ کرنے کی منصوبہ بندی اور نگرانی کرتے ہیں۔ حزب التحریر موجودہ حکمرانوں یعنی کیانی، زرداری اور ان کے حواریوں سے پوچھتی ہے کہ کیوں ایک طرف موبائل فون کی سہولت کو بند اور خوف کا ماحول پیدا کر کے لوگوں کو گھروں میں قید کیا جا رہا ہے اور لوگوں کو ہنگامی صورتحال میں ڈاکٹر یا ہسپتال سے رابطہ کرنے سے محروم کیا جا رہا ہے جبکہ دوسری جانب تم ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک سے منسلک امریکی فوجوں کو سیٹلائٹ فون کی سہولت مہیا کرتے ہو اور انھیں اس بات کی بھی اجازات دیتے ہو کہ وہ پورے ملک میں آزادی کے ساتھ بم دھماکوں اور قاتلانہ حملوں کی منصوبہ بندی اور نگرانی کرتے پھریں۔ تم کیوں موٹر سائیکل کی ڈبل سواری پر پابندی عائد کرتے ہو جبکہ امریکی بلیک واٹر تنظیم کو بڑی بڑی جیپوں پر، جن پر سیاہ شیشے لگے ہوتے ہیں، ہماری سڑکوں پر دندنانے کی اجازت دیتے ہو اور مقامی پولیس کو انھیں روکنے سے منع کرتے ہو جیسا کہ مون مارکیٹ، اقبال ٹاؤن لاہور میں بم دھماکے کے بعد ہوا تھا۔ ایک طرف تم ملک میں دھماکہ خیز مواد رکھنے والوں کو عام لوگوں میں تلاش کرتے ہو جبکہ تم نے امریکیوں کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ پاکستان میں سیلڈ کنٹینرز لاسکتے ہیں اور ان میں موجود چیزوں کو پاکستان کے ہوائی اڈوں پر کوئی پاکستانی آفیسر دیکھنا تو دور کی بات چھو بھی نہیں سکتا۔ تم کیوں لوگوں کو ان کے گھروں میں محصور کر رہے ہو جیسے کہ وہ کوئی مجرم ہیں جبکہ تم نے پاکستان میں مقبوضہ عراق کے بعد دوسرا بڑا امریکی سفارت خانہ بنانے کی اجازت دی ہے جہاں سے اصل مجرم یعنی امریکی غنڈے اپنے تباہ کن منصوبوں کو حقیقت کا روپ دیتے ہیں اور ایسا ہی وہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی کرتے ہیں۔ اور کیوں تم ہر مسلمان کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہو جبکہ تم کافر دشمنوں کو گلے لگاتے ہو جیسا کہ وہ ہی اس ملک کے نجات دہندہ اور اصل ہیرو ہیں جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿ هُمُ الْعَدُو

فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾ ''یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو اللہ انھیں غارت کرے کہاں سے پھرے جاتے ہیں'' (المنافقون:4)۔ حزب التحریر حکمرانوں اوران کے آقا امریکہ کو یہ بتا دینا چاہتی ہے کہ خلافت راشدہ جلد ہی قائم ہونے والی ہے (انشاءَ اللہ) اور خلافت مسلم سرزمین سے ہر قسم کی امریکی مداخلت اور نشانیوں کا خاتمہ کرے گی اور تمام شہریوں کو بلا امتیاز رنگ، نسل، زبان، مسلک اور مذہب امن اور تحفظ فراہم کرے گی۔

میڈیا آفس حزب التحریر ولایہ پاکستان

□□□□

اے کیانی! کیا سعد جگرانوی کو اغوا کر کے تم ہمیں خلافت سے اور خود کو پھانسی گھاٹ سے دور کر سکتے ہو!

26 نومبر 2012 کو کیانی کے غنڈوں نے رکن حزب التحریر اور مرکزی رابطہ کمیٹی کے سربراہ سعد جگرانوی کو مغرب کی نماز سے کچھ دیر قبل اغوا کرلیا۔ سات بچوں کے باپ سعد نے اپنی بوڑھی ماں کو فون کر کے اس بات کی تصدیق کی کہ انھیں خفیہ ایجنسیوں کے غنڈوں نے اغوا کیا ہے۔ سعد جگرانوی لاہور کے ایک معزز اور مشہور جگرانوی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حزب التحریر کیانی اوراس کے آقا امریکیوں کو، جو اپنی نازک پناہ گاہ یعنی امریکی سفارت خانے میں بیٹھے، آنے والی خلافت کی گونج سُن رہے ہیں، یہ یاد دہانی کرانا چاہتی ہے کہ:

1۔ تمہاری دھمکیاں، اغوا، تشدد یہاں تک کہ شباب کو قتل کر دینے کی مہم کسی بھی ملک میں حزب التحریر کی جدوجہد کو ختم کرنا تو دور کی بات اس میں کوئی کمی بھی نہیں لاسکی اور انشاء اللہ نہ ہی تم کبھی ایسا کرنے میں کامیاب ہوسکو گے۔ اللہ کے نور کو ختم کرنے کی کوشش کرنا ہی ایک ناکام اور بے وقوفانہ کوشش ہے جس کو ماضی میں تمہارے آباؤ اجداد فرعون سے لے کر ابولہب تک، نے کر کے دیکھ لیا اور انہیں دنیا میں ذلت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا اور آخرت میں اللہ سبحانہ تعالیٰ ان سے جو سلوک کرے گا، وہ دنیا کی ذلت ورسوائی سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ ﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ ''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں مگر اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو''۔ (التوبۃ:32)

2۔ تمہارا حزب التحریر کے خلاف طاقت کا استعمال اس بات کا ثبوت ہے کہ تمہارے پاس حزب التحریر کی دعوت کا کوئی جواب نہیں ہے جس نے پاکستان میں امریکی راج کی وجہ سے ہونے والی تباہی اور افراتفری کو بے نقاب کیا ہے اور جو مسلم سرزمین پر امت کی ریاست یعنی خلافت کے قیام کے ذریعے امریکی راج کے خاتمے کا مطالبہ کررہی ہے۔ پوری امتِ مسلمہ بشمول اس کی افواج اسلام سے محبت کرتی ہیں اور تمہاری کرپٹ آئیڈیالوجی اور تہذیب سے نفرت کرتی ہیں اور اسے امت کے لیے نقصان دہ سمجھتی ہیں۔ ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ ''جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا متلاشی ہوگا، تو اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا'' (آل عمران:85)۔

3۔ باخبر لوگ اس بات کو دیکھ رہے ہیں اور محسوس کررہے ہیں کہ جب سے تم پر اسلام کو روکنے کے منصوبوں میں اپنی ناکامی واضح ہوگئی ہے اور تم نے اس بات کو جان لیا ہے کہ وہ لوگ جو اسلام کا جھنڈا سر بلند کرنا چاہتے ہیں، ان میں خلافت کی دعوت بہت مضبوط ہے، تو تم نے اپنے ظلم وستم کو بڑھا دیا ہے۔ تمہارے جبرو استبداد میں اضافہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تمہارے خاتمے کا وقت، اس کافرانہ استعماریت کے خاتمے کا وقت، استعماری قوانین کے خاتمے کا وقت، اس کے نظام اوراس کے حکمرانوں کے خاتمے کا وقت بہت قریب ہے اور اب تم محض وہ بجھتا ہوا شعلہ ہو جو بجھنے سے پہلے آخری بار پوری طاقت سے بڑھکتا ہے لیکن بالآخر بجھ جانا ہی اس کا مقدر بنتا ہے۔ بے شک اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا اور اس وقت پوری دنیا پر واضح ہوجائے گا کہ تم صرف حزب التحریر اور اس امت کا سامنا نہیں کر رہے تھے بلکہ اللہ اور اس کے فیصلے کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن جب وہ فیصلہ آجائے گا تو تمھارے تمام منصوبے اور ارادے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾

''جنھوں نے ظلم کیا ہے وہ جلد ہی جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ گرنے والے ہیں'' (الشعرآ:227)

میڈیا آفس حزب التحریر ولایہ پاکستان

□□□□

خلافت کے داعی کے لیے جیل جبکہ امریکی جاسوس اور قاتل کے لیے رہائی

پاکستان میں حزب التحریر کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے سربراہ کو کوٹ لکھپت جیل منتقل کر دیا گیا

پاکستان میں حزب التحریر کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے سربراہ سعد جگرانوی کو کوٹ لکھپت جیل لاہور منتقل کر دیا گیا ہے۔ سعد جگرانوی کا قصور یہ ہے کہ وہ پاکستان میں اسلام کے مکمل نفاذ اور خلافت کے قیام کے لیے پر امن سیاسی جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ انتہائی افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور جس کے لیے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نظرانہ پیش کیا آج اسی ملک میں اسلام کے مکمل نفاذ کے لیے پر امن سیاسی جدوجہد کرنے والے مخلص سیاست دان، پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کو کیانی کے غنڈوں کے ہاتھوں اغوا ہوئے چھ ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور پاکستان میں حزب التحریر کی مرکزی رابطہ کمیٹی

بقیہ صفحہ نمبر 43

پشاور ائیرپورٹ، جمرود اور نوشہرہ چھاونی پر حملہ
اسلام کے خلاف اجنگ کو اپنی جنگ تسلیم کروانے کی ایک اور گھناونی کوشش

ہفتے کی رات تقریباً آٹھ بج کر تیس منٹ پر پشاور کے ہوائی اڈے پر دہشت گردوں نے راکٹوں سے حملہ کر دیا اور کچھ ہی دیر بعد کج رو سرکاری برطانوی میڈیا، بی بی سی نے یہ خبر دی کہ طالبان کے مبینہ ترجمان احسان اللہ احسان، جو کہ ایک غیر معروف اور خفیہ کردار ہے، نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ یہ خبر آتے ہی تقریباً تمام ٹی وی چینلز پر تبصرے شروع ہو گئے جن میں خطے میں جاری اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ کی اس جنگ کو اپنی جنگ سمجھ کر قبول کرنے اور پاک فوج کے جوانوں کو مزید اس فتنے کی جنگ کا ایندھن بنانے کے مشورے دیے گئے۔ اس واقع کے بعد حکمرانوں نے پشتخرہ اور باڑہ روڈ کے علاقوں میں آپریشن کا فیصلہ کیا اور وزیر اطلاعات خیبر پختونخوا میاں افتخار حسین نے ایک بھرپور آپریشن کا مطالبہ بھی کر دیا۔ اس سے قبل امریکی سیکریٹری دفاع لیون پنیٹا نے 12 دسمبر 2012 کو اپنے دورہ کابل کے دوران کہا کہ **"آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی نے محفوظ ٹھکانوں پر مزید دباؤ بڑھانے کے لیے رضامندی کا اظہار کیا ہے"** اور آج ہی پینٹا گون نے کانگریس کو مطلع کیا ہے کہ "کولیشن سپورٹ فنڈ" کے تحت پاکستان کے لیے سات سو ملین ڈالر کی رقم جاری کی جا رہی ہے۔ لاہور میں امریکی قاتل ریمنڈ ڈیوس کے ہاتھوں دن دہاڑے دو پاکستانیوں کے قتل کے بعد سے پاکستان کے مسلمان یہ جان چکے ہیں کہ شہری و فوجی تنصیبات پر حملوں میں امریکی ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک ملوث ہے اور سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں نے امریکہ کی خفیہ فوجی اور نجی تنظیموں یعنی سی۔ آئی۔ اے اور بلیک واٹر کو پاکستان کے قبائلی علاقوں میں بلخصوص اور پورے پاکستان میں بلعموم جاسوسی اور تخریبی کاروائیاں کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ پاکستان کے عوام اپنے قبائلی مسلمان بھائیوں کے خلاف کسی صورت لڑنا نہیں چاہتے لیکن انھیں قائل کرنے کے لیے کہ قبائلی علاقوں میں مسلمانوں سے نہیں بلکہ کافروں سے لڑائی ہو رہی ہے کبھی یہ کہانی سنائی جاتی ہے کہ ان کے ٹھکانوں سے شراب کی بوتلیں برآمد ہوئیں یا جب ان کی لاشوں کا معائنہ کیا گیا تو ان کے ختنے نہیں ہوئے ہوتھے۔ لیکن اس کے باوجود لوگ غدار حکمرانوں کی چالوں کا شکار نہیں ہوئے تو اب ایک شیطانی ٹیٹو کو سامنے لایا گیا ہے اور اس لاش کی خوب تشہیر کی گئی ہے تا کہ سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار عوام کو یہ یقین دلا سکیں کہ ہم اپنے فوجیوں کو قبائلی علاقوں میں اپنے مسلمان بھائیوں سے نہیں بلکہ کفار سے لڑنے کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں۔ غدار حکمرانوں نے اپنے امریکی آقا کے حکم پر ایک غیر واضح ہدف ہونے کے باوجود پورے قبائلی علاقے کو پچھلے آٹھ سالوں سے میدان جنگ بنایا ہوا ہے جس کے نتیجے میں ہمارے ہزاروں شہری اور فوجی جوان شہید جبکہ لاکھوں قبائلی مسلمان اپنے ہی ملک میں ہجرت کرنے اور در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہو گئے ہیں اور پاکستان مزید بدامنی کا شکار ہو گیا ہے۔ میڈیا اور مختلف سابق فوجی اور سفارتی شخصیات کی جانب سے اس حقیقت کو آشکار کرنے کے باوجود کہ پاکستان کے بڑے شہروں اور فوجی چھاونیوں میں بلیک واٹر کے محفوظ ٹھکانے (Safe Houses) موجود ہیں، لیکن اس کے باوجود ان محفوظ ٹھکانوں کے خلاف آج تک کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔ امریکی مفادات کی تکمیل کے لیے قبائلی علاقوں میں فتنے کی جنگ میں ہزاروں فوجیوں کو جھونک دیا گیا ہے لیکن ملک بھر میں موجود بلیک واٹر کے مبینہ ٹھکانوں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔ یہ طرز عمل اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ حکمران بازاروں، فوجی تنصیبات، پاکستان کے شہریوں اور افواج پاکستان پر ان حملوں کی روک تھام نہیں چاہتے بلکہ ان حملوں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکی جنگ کی آگ کو مزید بھڑکانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اگر یہ حکمران مسلمانوں کے ساتھ مخلص ہوتے تو امریکہ کی ان نجی عسکری تنظیموں کو پاکستان میں داخل ہونے کی قطعاً اجازت نہ دیتے۔ مسلمانوں کے مصائب کی بنیادی وجہ یہ حکمران ہیں جب تک ان کو تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک کر ان کی جگہ ایک خلیفہ کی بیعت نہیں کی جائے گی مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ نہیں ہو سکتی، اسی خلیفہ کو اللہ کے رسول ﷺ نے امت کے لیے ڈھال قرار دیا ہے، (إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِن وَّرَائِهِ وَيُتَّقَى بِه) "بے شک خلیفہ ایک ڈھال ہے جس کی قیادت میں جنگ لڑی جاتی ہے اور اسی کے ذریعے بچاؤ ہوتا ہے" (مسلم)۔ آج وہ ڈھال نہیں اس لیے مسلمان بھی محفوظ نہیں۔ اے مسلمانو! آپ اس خلافت کے قیام اور اس ڈھال کو دوبارہ حاصل کرنے کے اہم دینی فریضے کی ادائیگی میں **حزب التحریر** کی جدوجہد میں شامل ہو جائیں۔ اے پاکستان کے مسلمانو اور فوج میں موجود مخلص افسران! کیا آپ **حزب التحریر** کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر اپنے پیارے نبی ﷺ کی اس بشارت کے مستحق نہیں بننا چاہتے جس میں آپؐ نے فرمایا: (**ثم تكون الخلافة على منهاج النبوة**) "پھر نبوت کے طرز پر خلافت قائم ہوگی" (مسند احمد)۔



پاکستان میں حزب التحریر کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے سربراہ سعد جگرانوی کا بیان

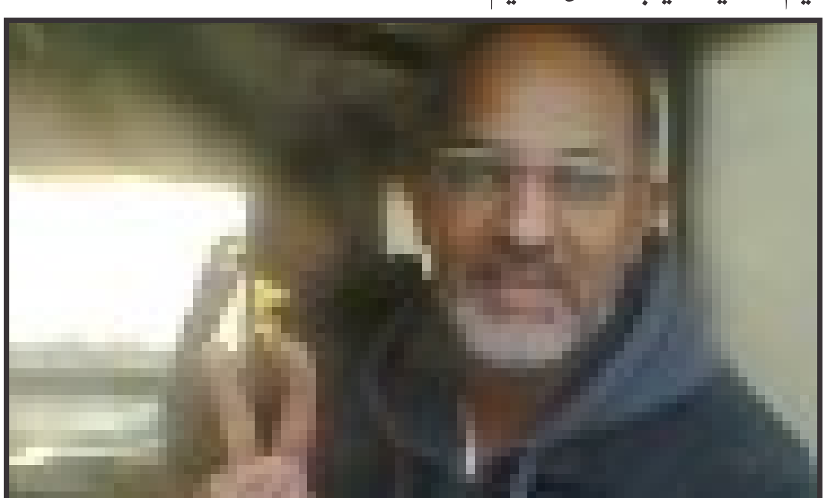
اغوا اور مقدمات نے خلافت کے قیام کے لیے میرے عزم میں اضافہ کیا ہے

ان اقدامات نے غدار حکمرانوں کے موقف کی کمزوری کو واضح کر دیا ہے

میرا نام سعد جگرانوی ہے۔ میری عمر 39 سال ہے اور میں سات بچوں کا باپ ہوں۔ 26 نومبر 2012 کو مجھے میرے آبائی گھر کے پاس سے اغوا کیا گیا تھا۔ پولیس نے، جس کو ملٹری انٹیلی جنس کی معاونت بھی حاصل تھی، میری گاڑی کو اپنی گاڑیوں کے ذریعے چاروں طرف سے گھیر لیا اور مجھ پر حملہ کر دیا۔ فوجی قیادت میں موجود غداروں کی ہدایت پر مجھے پولیس کے حوالے اس ہدایت کے ساتھ کیا گیا کہ میری موجودگی سے کسی کو بھی آگاہ نہ کیا جائے اور اس معاملے کو خفیہ رکھنے کے لیے اس حد تک احتیاط کی گئی کہ میرے موبائل فونز کے کیمروں کو ڈھانپ دیا گیا۔ کیا کیمروں کو ڈھانپنے سے کیانی، زرداری اور ان کے چند ساتھی غدار یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے جرائم کو اللہ سبحانہ وتعالی سے مخفی رکھ سکتے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ان کو سزا دینے کے لیے ان کے چھوٹے سے چھوٹے جرم کو بھی محفوظ کر رکھا ہے۔ اغوا، تفتیش اور مقدمات مجھے اس دعوت حق سے کسی صورت روک نہیں سکتے اور نہ ہی پوری مسلم دنیا کے غدار حکمران حزب التحریر کے مخلص سیاست دانوں کے خلاف ظلم و ستم کا بازار گرم کر کے خلافت کی واپسی کو روک سکتے ہیں۔ جس طرح میں نے تفتیش کے دوران کیانی کے غنڈوں کے سامنے اقرار کیا ویسے ہی میں اب بھی اپنے اللہ اور ایمان والوں کے سامنے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں حزب التحریر کا رکن ہوں۔ حزب التحریر ایک عالمی اسلامی سیاسی جماعت ہے جس کی جدوجہد کا مقصد نبوت ﷺ کے طریقے پر چلتے ہوئے خلافت کے از سر نو قیام کو ممکن بنانا ہے تاکہ تمام مسلمانوں کو ایک ریاست تلے وحدت بخشی جائے اور مسلمان اسلام کے ضابطہ حیات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ اس مقدس اور شرعی فریضے کی ادائیگی کو میرا جرم بنا دیا گیا ہے اور آج 29 نومبر 2012 کو میں ایک پولیس سٹیشن میں قید اپنے مقدمے کے چلنے کا انتظار کر رہا ہوں جیسے میں کوئی مجرم ہوں جبکہ اس عہد کے اصل مجرم چند مٹھی بھر غدار ہیں، جنھوں نے ہماری افواج اور ملک کو ہائی جیک کر لیا ہے تاکہ ہمیں امریکہ کا غلام بنا دیا جائے اور اسلام کے تحت زندگی گزارنے کی ہماری خواہش کو کچل دیا جائے۔ اس کے باوجود یہ غدار، کیانی، زرداری اینڈ کمپنی ہمیں اس بات پر قائل کرنا چاہتی ہے کہ ان کے خلاف الزام لگانا اور ان کی پہاڑوں سے بھی بڑی غداریوں کو بے نقاب کرنا دراصل افواج پاکستان اور اس مملکت کے خلاف الزام لگانے کے اور انھیں بدنام کرنے کے مترادف ہے۔ مسلمانو! اس بات کا یقین رکھو کہ کوئی بھی چھوٹے سے چھوٹا عمل جو اس خلافت کے قیام کے لیے ادا کیا جائے، جس کے قیام کو اللہ سبحانہ وتعالی نے فرض قرار دیا ہے، ضائع نہیں ہوتا۔ اس بات کا یقین رکھو کہ ہمارے زمانے کے جھوٹوں کے سردار کیانی اور اس کے ساتھی اس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ ان کا موقف انتہائی کمزور ہے اور ان کا آقا امریکہ مستقبل قریب میں اپنی استعماری حکمرانی کے خاتمے کو دیکھ رہا ہے کیونکہ پوری امت دنیا کے کونے کونے میں اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ اور اس بات کا بھی یقین رکھو کہ کامیابی کے دن ان شاء اللہ لوگ مجھے، نوید بٹ کو اور ان تمام لوگوں کو جنھوں نے کلمہ حق کہنے کی وجہ سے حکمرانوں کے ظلم کا سامنا کیا، امت اپنے کندھوں پر اٹھائے گی اور خلافت کے قیام کا جشن منائے گی جبکہ کیانی اور زرداری جیسے غداروں کو زنجیروں میں باندھ کر اپنے گھناؤنے جرائم کی وجہ سے مقدمات کو سامنا کرنے کے لیے عدالتوں میں لایا جائے گا۔

وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ

اور اللہ تعالی حق کو اپنے فرمان سے ثابت کر دیتا ہے گو مجرم کیسا ہی ناگوار سمجھیں (یونس: 82)



ترجمان کے اغوا کا مسئلہ

خاندان کا نوید بٹ کی فوری بازیابی کا مطالبہ

السلام علیکم ! آج نوید بٹ کو اغواء ہوئے 7 مہینے سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔اس دوران رمضان کا بابرکت مہینہ گزرا،مسلمانوں کی دو عیدیں گزریں مگر ان ظالم حکمرانوں کو نہ رمضان کے تقدس کا خیال آیا اور نہ ہی عیدوں کا لحاظ کہ یہ رمضان اور یہ عیدیں نوید بٹ کے اہلِ خانہ اور ان کے بچوں کے لئے کیسی تھیں۔ نوید بٹ جو کہ ایک انجینئر ہیں انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نظامِ خلافت کے نفاذ کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ جو لوگ بھی نوید بٹ کو جانتے ہیں اور ان سے مل چکے ہیں، چاہے ان کا تعلق میڈیا سے ہو یا سیاست سے، اچھی طرح اس بات کو جانتے ہیں کہ نوید بٹ کی جدوجہد صرف سیاسی اور فکری نوعیت تک محدود تھی اور وہ خلافت کے نفاذ کے لئے کام کرنے والی سیاسی جماعت کا عسکری جدوجہد کرنے کو نبی ﷺ کے طریقے سے متصادم سمجھتے تھے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ نوید بٹ بہادری سے عصرِ حاضر میں کلمۂ حق کو بلند کرنے میں کسی خوف کے بغیر مسلسل مصروف رہے اور اس دوران انہوں نے قلم اور تقریر کے سہارے اپنی جدوجہد کو جاری رکھا۔ اسلام کے اس داعی کو آج سے سات مہینے پہلے، اس کے بچوں کے سامنے اغواء کیا گیا اور تا حال ان کی خیریت کی کوئی خبر نہیں۔مزید برآں، اب ان ہرکاروں نے ان کے خاندان کے لوگوں کو خاموش رکھنے کے لئے ان پر دباؤ ڈالنا اور ان کو ہراساں کرنا شروع کر دیا ہے، یہاں تک کہ ان کے ایک بھانجے کو اغواء کرنے کی کوشش کی گئی اور ان پر گولیاں تک چلا دی گئیں، اور ایک بھانجے کے گھر پر ان کی والدہ اور بچوں کے سامنے چھاپہ مارا گیا۔

ہم، نوید بٹ کے قریبی اہلِ خانہ اور رشتہ دار اس افسوسناک صورتحال پر شدید غصہ کا اظہار کرتے ہیں اور اہلِ خرد اور احساس رکھنے والوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا اسلام کے نظام کے لئے بلانا اتنا بڑا جرم ہے کہ ایک جیتے جاگتے انسان کو مہینوں تک غائب کر دیا جائے ؟ ہم انسانی حقوق کے علمبرداروں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا حکمرانوں کا احتساب کرنا اور ان کے غلط فیصلوں پر ان سے سوال کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ اس ملک کے قانون سے بالاتر ہو کر ایک شخص کو اپنا وکیل کرنے جیسے بنیادی حقوق سے بھی محروم کر دیا جائے؟؟ اور ہم ان حکمرانوں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا انہوں اللہ کا خوف نہیں؟ کیا وہ یہ ایمان نہیں رکھتے کہ اس مختصر زندگی کے بعد ایک دن انہیں اللہ کے حضور اپنے ان اعمال کا جواب دینا ہوگا ؟ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ نوید بٹ کو غائب کر کے وہ اللہ کے دین کے نفاذ کو روک لیں گے؟

ہم اعلان کرتے ہیں کہ نوید بٹ کی قربانی اور ان کے خلاف جو ناانصافی کی گئی ہے، اِس نے اُن سب کو جو نوید کو جانتے ہیں اور اُن سے محبت کرتے ہیں، خلافت کی جدوجہد کے لئے اور زیادہ متحرک کر دیا ہے اور ہم پہلے سے زیادہ مضبوطی سے ان تمام لوگوں کے ساتھ کھڑے ہیں جو خلافت کے قیام کے لئے دنیا بھر میں کام کر رہے ہیں۔ ہم شدید ترین مطالبہ کرتے ہیں کہ نوید بٹ کو فوری بازیاب کروایا جائے اور ان کو اغواء کرنے والوں کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے۔ ہم پاکستان کے مسلمانوں کو پکارتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کھڑے ہوں تاکہ مسلم امت دوبارہ اسلامی ریاست، خلافت کے ذریعے اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر لے اور انشاءاللہ اس دن مسلمان خوشیاں منائیں گے۔

﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ٥ بِنَصْرِ اللَّهِ ط يَنصُرُ مَنْ يَشَآءُ ط وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾

''اور اُس روز مومن خوش ہو جائیں گے، اللہ کی مدد سے، وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب اور مہربان ہے''(الروم:5-4)

پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس



حزب التحریر ولایہ سوڈان کے ایک وفد نے حزب التحریر ولایہ پاکستان کے میڈیا آفس کی جانب سے جاری کردہ ایک بیان پاکستانی سفارتخانے کو پہنچادیا

حزب التحریر ولایہ سوڈان کے ایک وفد ،جس میں استاذ یعقوب ابراھیم رکن میڈیا آفس اور حزب التحریر کے رکن انجینئر محمد مصطفیٰ بھی تھے، نے سوڈان میں حزب التحریر کے ترجمان استاذ عثمان ابوخلیل کی قیادت میں خرطوم میں پاکستانی سفارتخانے کو حزب التحریر ولایہ پاکستان کے میڈیا آفس کی جانب سے جاری کردہ ایک بیان حوالہ کیا،جس کا موضوع یہ تھا کہ :(حزب التحریر پاکستان نے سرکش حکمرانوں کی جانب سے پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کے اغوا کے بعد چھ مہینے کا عرصہ گزرنے پر ملک کے طول وعرض میں احتجاجی مظاہرے کیے ہیں۔

اس بیان کے حوالے کرنے سے قبل کل خرطوم میں پاکستانی سفارتخانے کے سامنے، خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے اور امریکی راج کے سامنے ڈٹ جانے کی پاداش میں پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کو اغوا کیے چھ ماہ کا عرصہ بیتنے پر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔

ابراھیم عثمان (ابوخلیل)

ترجمان حزب التحریر ولایہ سوڈان



سوڈان: نوید بٹ کے اغوا کے خلاف احتجاجی مظاہرے کا منظر



سوڈان: حزب التحریر ولایہ سوڈان کا پاکستان کی حکومت کے خلاف مظاہرہ

ترُک آلہ کاروں کے ذریعے شام کے انقلاب کو ناکام بنانے کی نئی امریکی چال

ترکی کے وزیر خاجہ احمد داود اوغلو نے 7اکتوبر2012 کی شام ایک ٹی وی انٹرویو میں شام کے نائب صدر فاروق الشرع کو''ایک عقلمند اور باضمیر انسان قرار دیا جس نے شام کے کسی قتلِ عام میں حصہ نہیں لیا اور ملکی نظام کو بھی اس سے بہتر کوئی نہیں سمجھتا''۔ وزیر خارجہ نے مزید کہا کہ''شامی اپوزیشن عبوری مرحلے کی قیادت کے لیے فاروق الشرع کو قبول کرنے کی طرف مائل ہے''۔اس سے پہلے بھی ایسی امریکی تجاویز کی خبریں گردش کرتی رہیں ہیں جن میں اس مجرم ظالمانہ نظام اور اس کی باقیات کو قائم رکھنے اور صرف حکومت کے سرغنہ کو ہٹا کر ظاہری تبدیلی کے ذریعے اس مجرماہ نظام کو نئی زندگی دینے کی دعوت دی گئی تھی۔

ہم بھولیں نہیں کہ عرب لیگ نے گزشتہ جنوری میں شام کے بحران کے حل کے لیے یمنی حل سے ملتا جلتا ایک منصوبہ پیش کیا تھا جس میں عرب لیگ نے شامی صدر سے اپنے اختیارات اپنے نائب کو منتقل کرنے کا مطالبہ کیا تھا تاکہ اپوزیشن کے ساتھ مذاکرات کا آغاز ہو سکے،لیکن شامی حکومت نے ا س منصوبے کو مسترد کیا تھا۔

معاملہ یہ ہے کہ یہ منصوبہ دن دھاڑے بے نقاب ہو چکا ہے اور یہ کسی عقلمند شخص سے پوشیدہ نہیں کہ پہلی مرتبہ عرب لیگ کے ذریعے ان تجاویز کی منصوبہ بندی کس نے کی تھی اور پھر اوغلو کے بیان کے ذریعے ان تجاویز کے پیچھے کون تھا۔یہ وہی ہے جو ان ایجنٹوں کو احکامات دیتا ہے اور یہ امریکہ کے سوا کوئی نہیں۔یہ امریکہ ہی تھا جس نے جنیوا پیش رفت کے لیے پروپیگنڈا کیا جس میں ایسی سیاسی گٹھ جوڑ کی دعوت دی گئی تھی جس کے تحت ظالم اور مظلوم کے اشتراک سے ایک حکومت قائم کرنے کی بات کی گئی تھی کی جائے یہاں تک کہ اس میں مجرم بشار کو بھی اقتدار سے دور رکھنے کی شرط نہیں لگائی گئی تھی۔ہم نے بانکی مون کا شام کے بھیڑیے سے اپنی قوم کے ساتھ''نرمی'' کا مطالبہ بھی سن لیا تھا،!!! کیا بھیڑیا بھی کبھی اپنے شکار کے ساتھ نرمی کرتا ہے؟؟ حتی کہ اردگان جو بہت ڈینگیں مارتا تھا اور دھمکیاں دیتا تھا کہ وہ دوبارہ حملے کی اجازت ہر گز نہیں دے گا ، وہ بھی اپنے ہی بیان کو نگل گیا۔اس کے بعد جس وقت بشار کی فوج نے ترک علاقوں پر گولہ باری کی تو شرمندگی سے بچنے کے لیے چند جوابی راکٹ فائر کر دیے!!!

ایک عقلمند شخص کس طرح یہ قبول کر سکتا ہے کہ شام کی مقدس سرزمین پر اس قدر شہداء،زخمیوں،مصیبت زدہ اور مہاجرین کی قربانی دینے کے باوجود اس بات کی اجازت دی جائے کہ امریکہ اپنے ترُک آلہ کاروں کے ذریعے شامی حکومت کو نئی زندگی دے۔اس مجرم حکومت کو اس کے وحشی اداروں کو ،اس کی فوج کو اور اس کے نظاموں کو باقی رکھے؟ نظام کی تبدیلی کے نام پر چند چہروں کو تبدیل کرے اور یہ بہانہ بنائے کہ انہوں نے''قتل وغارت میں حصہ نہیں لیا''؟!یہ نہایت ہی فضول دلیل ہے جس پر کوئی بحث نہیں ہوسکتی۔

اے انقلابیو!

ہوشیار!ہوشیار!خطے میں امریکہ کا ایجنٹ اوغلو تمہارے بارے میں کہتا ہے کہ'' شامی اپوزیشن فاروق الشرع کو عبوری مرحلے کی قیادت قبول کرنے کی طرف مائل ہے''۔ اگر اس سے مراد تم ہو تو وہ مکار اس کے ذریعے تمہیں ایک خبیث منصوبے کا شکار بنانا چاہتا ہے تاکہ تم بغیر کسی تبدیلی کے بچوں کو یتیم اور خواتین کو بیوہ کرنے ولوں کے رحم وکرم پر رہو......اور اگر اس سے مراد قومی کونسل ہے تو اس کونسل کا تم سے کوئی تعلق نہیں۔اس کی بنیاد امریکہ نے رکھی ہے اور یہ لوگ فقط امریکی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تمہارے انقلاب کو ناکام بنا کر عوامی جمہوری ریاست قائم کرنے کے لیے ایک آلہ ہیں تاکہ تمہارے دینِ حنیف،اسلام کو تمہاری زندگی سے دور کر دیں!

یہ سمجھنا غلط فہمی ہوگی کہ ترکی تمہارے انقلاب کا خیر خواہ ہے۔اس پہلے کہ وقت نکل جائے ہوش میں آجانا چاہیے۔اس کا وزیر اعظم اردگان صرف باتوں سے ہمارا پیٹ بھرنا چاہتا ہے ورنہ وہ بھی ہمیں اسی مجرم نظام کو اس کے تمام جرائم اور وحشیانہ پن کے ساتھ قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے۔وہ تو اس نظام میں سرسری تبدیلی کے ساتھ اس مجرم نظام کو بچانے اور اس کے سرغنہ، دمشق کے سفاک، بشار کے لیے بھی معافی کا مطالبہ کر رہا ہے تاکہ یمنی حل کو دھرایا جا سکے۔

بقیہ صفحہ نمبر31



امریکہ اوراس کے اتحادی 'شامی قومی اتحاد' کی حمایت اور بین الاقوامی اقدامات کے ذریعے وقت کے دھارے کو بدلنے کی کوشش کررہے ہیں، اس خوف سے کہ کہیں ان کے منصوبے کی کامیابی سے قبل ہی اسلام کے مسکن شام میں اسلامی خلافت قائم نہ ہوجائے

اِن دنوں شام کے بحران کے حل کے لیے سیاسی پیش رفت میں قابلِ ذکر تیزی دیکھنے میں آرہی ہے۔ حال ہی میں ترکی کے وزیراعظم طیب اردگان کی کوششیں بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں جس کی ذرائع ابلاغ نے 17اور18دسمبر 2012 کو تشہیر کی جو کہ اب تک جاری ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کوشش کو سیاسی حلقے سنجیدگی سے لے رہے ہیں۔ جو چیز اس کوشش کی سنجیدگی کو بڑھاتی ہے وہ یہ ہے کہ ماسکو، جو کہ شامی حکومت کی پشت پناہی کے حوالے سے مشہور ہے ،نے بھی اس کو صرف ''قبل از وقت'' قرار دیا اور اسے یکسر مسترد نہیں کیا۔ اس منصوبے کی نمایاں چیز یہ ہے کہ ''بشار 2013 کے پہلے تین مہینوں کے اندر اقتدار سے الگ ہوجائے گا اور عبوری مرحلے کے دوران اقتدار 'شامی قومی اتحاد' کو سونپ دے گا''۔ اس کے علاوہ جو چیز ترکی کے وزیراعظم اردگان کی اس کوشش کی اہمیت کو مزید بڑھاتی ہے، وہ شام کے نائب صدر فاروق الشرح کا وہ بیان ہے، جو اس نے 16دسمبر 2012 کو لبنانی نیوز چینل سے گفتگو کرتے ہوئے دیا اور جسے ذرائع ابلاغ نے 17دسمبر 2012 کو نشر کیا۔ فاروق الشرح نے اپنے بیان میں کہا کہ ''شام کے وجود کا دفاع ضروری ہے، جنگ کسی شخص یا نظام کی خاطر نہیں ہونی چاہیے''۔ چونکہ امریکہ ہی اس حکومت اور اس کے مہروں کا سرغنہ ہے چنانچہ فاروق الشرح کے لیے ممکن نہیں کہ وہ امریکہ کی طرف سے گرین سگنل کے بغیر ہی اس قسم کا بیان جاری کرے۔ اگر اس بیان کو اردگان کی پیش رفت کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو شامی قومی اتحاد کو جلد سے جلد حکومت حوالے کرنے کے منصوبے کے خدوخال نمایاں ہوتے ہیں اور ممکن ہے اس حکومت میں فاروق الشرح کا بھی کوئی حصہ ہو...!

یہ تمام اشارے موجودہ پیش رفت کی سنگینی ،خاص طور پر اردگان کی مہم کی سنگینی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادی ان اقدامات کے لیے اُس وقت سے ماحول کو سازگار بنارہے ہیں جب امریکی سفیر فورڈ نے 11 نومبر 2012 سے 'شامی قومی اتحاد' کے قیام کی کوششیں شروع کیں تھیں۔ اس وقت سے امریکہ اور اس کے اتحادی اس شامی قومی اتحاد کے لیے حالات کو سازگار بنانے اور اس کو تسلیم کروانے کے



لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ امریکہ نے اس کو بناتے ہی خفیہ طور پر اس کو تسلیم کرلیا تھا جبکہ اسے تسلیم کرنے کا باضابطہ اعلان 12دسمبر 2012 کو مراکش کانفرنس کے انعقاد سے ایک رات قبل کیا گیا۔ اس کے بعد 13دسمبر 2012ء کو کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر سو سے زیادہ ملکوں نے اجتماعی طور پر اسے تسلیم کرلیا اور ایسا لگا جیسے وہ امریکہ کی اجازت کا انتظار کررہے تھے۔ یہ سب اس لیے کیا جارہا ہے کہ پرانے ایجنٹ بشار الاسد کی جگہ 'شامی قومی اتحاد' نیا متبادل ایجنٹ بنے! کیونکہ بشار الاسد کے دور کا خاتمہ ہورہا ہے اور اب امریکہ اور اس کے اتحادی اسے ردی کی ٹوکری میں میں پھینکنے کی تیاری کررہے ہیں جیسا کہ اس سے قبل امریکہ اور یورپ بشار الاسد جیسے کئی غداروں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرچکے ہیں: ﴿وکذلک نولی بعض الظالمین بعضا بما کانوا یکسبون﴾ ''اسی طرح ہم بعض ظالموں کو ان کے کرتوتوں کے سبب بعض کے ساتھ کردیتے ہیں'' (الانعام:129)۔ یہ ایجنٹ اپنے آقا کی طرف سے ملنے والے مفادات یا آقا کی طرف سے کسی وعدے کی لالچ میں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مؤمنوں کے ساتھ خیانت کرتے ہیں، اگرچہ ان آقاؤں کے وعدے ویسے ہی ہیں جیسا کہ شیطان اپنے پیروکاروں سے وعدہ کرکے ان کو جھوٹی اُمید دلاتا ہے: ﴿یعدھم ویمنیھم وما یعدھم الشیطان الا غرورا﴾ ''شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے اور انھیں امید دلاتا ہے اور شیطان کے یہ وعدے صرف دھوکہ ہیں'' (النساء:120)۔

اس پوری مہم کے پیچھے امریکہ ہی ہے۔ 2اکتوبر 2011ء کی قومی کونسل سے لے کر 11نومبر 2012 کے قومی اتحاد اور پھر 8دسمبر 2012 کی انطاکیہ کی ملٹری کونسل کے قیام تک، ان سب کوششوں میں اردگان اور اس کی حکومت کا کردار ہے کیونکہ اردگان شام کے حوالے سے خطے میں امریکی پالیسی کا فرنٹ مین ہے۔ لیکن جو چیز امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی نیندیں حرام کررہی ہے وہ یہ ہے کہ امریکہ کی بنائی ہوئی ان کونسلوں اور اتحادوں کو شام میں بالکل

مقبولیت حاصل نہیں ہے، نہ عوام میں جو رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کو اٹھائے ہوئے ہیں اور نہ ہی مخلص انقلابیوں میں جو ایک کرتے ہوئے نظام کا مقابلہ کر رہے ہیں اور اپنے لوگوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اس لیے یہ بعید از امکان نہیں کہ امریکہ اقتدار کو بشار سے لے کر اس اتحاد کو منتقل کرنے کے بعد اس کی حفاظت کے لیے بین الاقوامی فوج بھیجنے کے لیے سلامتی کونسل سے قرار داد پاس کروائے۔ یہ بھی بعید از امکان نہیں کہ امریکہ کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کو روکنے کو یا بشار کے بعد امن امان کی صورت حال پر قابو پانے کو اور یا پھر شام کی بعض تنظیموں پر دہشت گردی کے الزام کو اس قرارداد کے لیے بہانہ کے طور پر استعمال کرے، حالانکہ امریکہ ہی دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے!

اے مسلمانو، اے مخلص انقلابیو: تمہارا بہایا گیا خون اور تمہاری دی گئی قربانیاں اس طرح رائیگاں نہیں جانی چاہیے کہ اس کے نتیجے میں پھر وہی سیکولر جمہوری نظام نافذ ہو جائے، خواہ اس نظام کا کیسا ہی خوشنما نام کیوں نہ رکھ دیا جائے۔ یہ نظام انسان کو قانون سازی کا حق دینے کی بنیاد پر بنائے گئے ہیں اور یہ نظام مسلمان ممالک میں جہاں بھی نافذ کیا گیا بدبختی اور مصائب کا سبب بنا۔ پس اسلام کے دارالحکومت شام میں امریکہ، اس کے اتحادیوں اور اِس شامی اتحاد کو اپنی شیطانی امیدوں کو پورا کرنے کی اجازت مت دو، خاص کر ایسے وقت میں جب نُصر (کامیابی) کا چاند طلوع ہوا ہی چاہتا ہے اور اللہ کے اِذن سے اس کے زوال کا بھی کوئی خوف نہیں۔ تمہارے لشکر پیش قدمی کر رہے ہیں اور بشار کا ٹولا دُم دبا کر بھاگ رہا ہے، اللہ کی مدد صبر کے ساتھ ہے۔ تم نے تو اپنی جان ہتھیلی پر رکھی ہوئی ہے، اور تمہارے شایان شان یہی ہے کہ تم شام کو اس مقام پر پہنچا دو جس میں دنیا اور آخرت کی عزت ہے، شام کی سرزمین پر اسلام کے بغیر سیاست کیونکر ہو سکتی ہے جبکہ اللہ قرآن میں ارشاد فرما رہا ہے: ﴿**افحكم الجاهلية يبغون ومن احسن من الله حكماً لقوم يوقنون**﴾ ''کیا یہ جاہلیت کی حکمرانی چاہتے ہیں یقین رکھنے والی قوم کے لیے اللہ کے حکم سے بہتر کیا ہے'' (المائدہ: 50)۔ اہلِ شام کو کس طرح اسلامی نظام کے بغیر امن وامان، ہدایت اور اطمینان نصیب ہوگا؟ فرمایا: ﴿**فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى o وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكاً**﴾ ''جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو وہ گمراہ اور بدبخت نہیں ہوگا اور جو میرے ذکر (قرآن) سے منہ موڑے گا تو اس کی زندگی تنگ کردی جائے گی'' (طہٰ: 123,124)۔

اے مسلمانو، اے سچے انقلابیو: اب دو گروہوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہے۔ ایک ایمان والوں کا خیمہ جس میں کوئی نفاق نہیں، دوسرا نفاق والوں کا خیمہ جس میں کوئی ایمان نہیں۔ نفاق والے ٹولے کو قدم جمانے مت دو، جو کہ استعماری کفار اور ان کے ایجنٹوں کا ٹولہ ہے۔ سیکولر جمہوری نظام کے ذریعے قومی اتحاد کو اپنی گردن پر سوار ہونے مت دو، کیونکہ ایسا کر کے تم پھر اسی نظام کے رحم کرم پر ہوگے جس کے خلاف تم میدان میں نکلے ہوئے ہو۔ یہ وہی چہرے ہیں جن کو سرخی پاؤڈر لگا کر متبادل ایجنٹ کے طور پر لایا جا رہا ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو تمہیں اسی ظلم اور بدنصیبی کا دوبارہ سامنا کرنا پڑے گا جس سے تم ڈرتے تھے۔ تمہارا خون تمہارے رب کے سامنے تمہاری شکایت کرے گا اور اللہ کی عدالت میں تمہاری قربانیاں تمہارے خلاف دُہائی دیں گی، کہ جس ذات کے ہاں کسی کے اوپر ظلم نہیں ہوتا۔ یوں تم خسارے میں رہو گے اور تمہیں ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس دن ندامت کوئی فائدہ نہیں دے گی اور تمہاری حالت اس بوڑھی عورت کی سی ہوگی جس نے اون کو بُن کر دھاگہ تیار کیا اور پھر خود ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بکھیر دیا!

تم بھرپور کوشش کرو کہ ایمان والا گروہ کامیاب ہو، خلافت کے لیے جدوجہد کرنے والوں کا گروہ، سچائی اور اخلاص کا گروہ، عزت والا گروہ ﴿**وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ**﴾ ''عزت تو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مؤمنوں ہی کے لیے ہے لیکن منافقین نہیں جانتے'' (المنافقون: 8)۔ اس بہترین امت کا گروہ جس امت کو انسانیت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

اے مسلمانو، اے مخلص انقلابیو: حزب التحریر تم میں سے ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔ وہ اس جبر کی حکمرانی کے دور کے بعد دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے نُصرہ طلب کرتے ہوئے ہر مخلص صاحبِ قوت کی طرف ہاتھ بڑھا رہی ہے، وہ خلافت کہ جس کی بشارت رسول اللہ ﷺ نے دی ہے: ﴿**ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا. ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ**﴾ ''پھر جابرانہ حکومت کا دَور ہوگا جو اُس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کردے گا۔



پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت قائم ہو گی''(مسند احمد)۔ تم اہلِ قوت ہو،اس لیے اسلام اور اہلِ اسلام کی مدد کرو،خلافت کے لیے جدوجہد کرنے والوں کی مدد کرو۔ان انصار کی طرح بن جاؤ جنہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کی،اس لیے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ بھی اللہ سے راضی ہوئے۔ ان انصار کے سردار سعد بن معاذؓ کی وفات پر اللہ کا عرش ہل گیا اور فرشتے ان کے جنازے کے ساتھ چلتے رہے۔ یہ سب کچھ اس عظیم کام کے انعام کے طور پر تھا جو سعد بن معاذؓ اور ان کی قوم نے انجام دیا یعنی اسلام کی حکمرانی کے لیے اللہ،اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کی نصرت۔

اے اہلِ شام! قائد اور رہنما اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ **حزب التحریر** تمہیں خوشخبری دیتی ہے اور تمہیں خبردار بھی کرتی ہے۔ **حزب التحریر** اللہ کے اس ارشاد کے ذریعے تمہیں خوشخبری دیتی ہے ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ ''اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم کرے گا''(محمد:7)۔ اور **اللہ القوی العزیز** کے اِس فرمان کے ذریعے تمہیں ڈراتی ہے ﴿**ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار وما لكم من دون الله من اولیآء ثم لا تنصرون**﴾ ''ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ آگ تمہیں چھو لے گی،اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی کارساز نہیں ہوگا،پھر تمہاری مدد بھی نہیں کی جائے گی''(ھود:113)۔ ان دو آیتوں کو پیشِ نظر رکھ کر اللہ سے وعدہ کرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو،اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا۔

6 صفر 1434ء **حزب التحریر**

19 دسمبر 2012ء

❑❑❑❑

ائیرفورس انٹیلیجنس کو جس سب سے بڑے کلین سویپ آپریشن کی ذمہ داری دی گئی وہ حزب التحریر کے خلاف تھا

(عبدالکریم النبھان،ائیرفورس انٹیلیجنس کا وسطی علاقوں (حمص) کا سابق سربراہ)

جس وقت ائیرفورس انٹیلیجنس کی بنیاد رکھی گئی تھی تو اس کے ذمہ ایک بنیادی کام شام کی ائیرفورس کی سیکیورٹی تھی۔لیکن ان کا کام صرف یہیں تک محدود نہیں تھا بلکہ اس کے علاوہ ''جہاز نمبر 1''، یعنی صدارتی جہاز کی حفاظت کرنا اور صدر اسد کی سیکیورٹی اور لوجسٹک کے حوالے سے خصوصاً غیر ملکی دوروں کے دوران،ساتھ ساتھ ملک سے باہر کچھ اسپیشل آپریشنز کرنا بھی ان کے کاموں میں آتا تھا ،چاہے ان آپریشنز کا تعلق براہ راست ائیرفورس کی سیکیورٹی سے ہو (امن اور ٹکنکلی) یا اپوزیشن کی سیاسی شخصیات کے حوالے سے ہو۔دستیاب معلومات اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ ایلی حبیقہ کو قتل کرنے کے لیے آپریشن اسی ادارے نے کیا تھا،خاص کر جس وقت ہمیں معلوم ہو گیا کہ ایلی حبیقہ کی ذاتی سیکیورٹی اور بریگیڈئر حویجہ کے جمیع سے منحرف ہونے اور پھر اس مسئلے کے حل تک سب ائیرفورس انٹیلیجنس کا کھیل تھا۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ سیاسی اپوزیشن کو کچلنے کے لیے سب سے بڑے کلین سوویپ آپریشن کی جو ذمہ داری اس ائیرفورس انٹیلیجنس کو سونپی گئی تھی وہ ''حزب التحریر الاسلامی'' کے خلاف تھا جو کہ گزشتہ صدی کی نوے کی دہائی میں تھا،جس کے ذریعے اس حزب کا تنظیمی ڈھانچہ تباہ کیا گیا،ان کے دو سو(200) سے زائد قابل اور اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ (ڈاکٹرز،انجینیر اور وکلاء) قائدین کو گرفتار کیا گیا،اعتماد کی وجہ سے یہ ذمہ داری صرف ائیرفورس انٹیلیجنس کو دی گئی تھی اور اس میں کوئی اور شامل نہیں تھا،کیونکہ اس آپریشن میں حزب التحریر کا جو پہلا اہم لیڈر پکڑا گیا وہ بھی ائیرفورس کا آفیسر تھا،اس کے بعد اس جال کو پھیلایا گیا......الخ

بقیہ: انقلاب کو ناکام کرنے کی امریکی چال

اے سرزمینِ شام کے انقلابیو!

اپنی جدوجہد کو یکجا کرنے ،اپنے اردگرد کے دشمنوں کے چالوں کو سمجھنے اور اپنے انقلاب کو اللہ کے لیے خالص کر کے اسی پر بھروسہ کرنے کے علاوہ کوئی حل نہیں جس میں کوئی شریک نہ ہو۔اس حل میں مغرب کا کوئی کردار نہیں ہونا چاہیے۔اپنے اردگرد موجود مغربی اور ان کے کارندوں کے ہاتھ کاٹ دو،جن کے نام ، رنگ اور نسل تو ہم جیسے ہیں مگر وہ مغرب کے استعماری زہر کو عام کر رہے ہیں،خاص کر امریکہ کے جس نے شام میں باپ کے بعد بیٹے کی حکومت کی پشت پناہی کی۔اس لیے نظام کو ہٹانے کا مطلب صرف اس کے سرغنہ کو ہٹانا نہیں بلکہ اس کو چاروں شانے چت کرنا ہے۔

اسلامی ریاست خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے اللہ کے دین کو اپنے درمیان نافذ کرنے کے لیے **حزب التحریر** کے ساتھ مل کر انتہائی خلوص اور سنجیدگی کے ساتھ جدوجہد کرو......اللہ کے سوا ہمیں اور تمہیں نجات دینے والا کوئی نہیں،اس دین کے علاوہ کہیں ہماری اور تمہاری کوئی عزت نہیں،اسلامی ریاست کے بغیر کوئی امن و امان نہیں،جس سے ہماری جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہوں گی اور ہمارا رب راضی ہوگا۔

﴿**ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين**﴾''وہ بھی سازشیں کر رہے ہیں اور اللہ بھی تدبیریں کر رہا ہے اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے''۔

عثمان بخاش، ڈائیریکٹر مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر

شام کے قومی اتحاد کی جانب سے بین الاقوامی فورسز کی شام میں تعیناتی کو قبول کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ بھی امریکہ کے ابراھیمی منصوبے کے حل کو مسلط کرنے کے کا حصہ ہے

جمعہ 30/11/2012 کے دن مغرب اور عرب کا مشترکہ ایلچی الاخضر الابراھیمی شام آیااوراس کے بعد اس نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سامنے شام کی صورت حال پر بریفنگ دی،جس میں اس نے سیکیورٹی کونسل کی چھتری تلے شام میں ''طاقتور'' امن فوج تعینات کرنے کا مطالبہ کیا۔اس نے کہا: ''تشدد کی ہر شکل کو روکنے کے لیے معاہدے کی پاسداری انتہائی ضروری ہے،جیسا کہ میں نے کہا کہ وہاں طرفین کے درمیان اعتماد کا فقدان ہے، جنگ کو روکنے کے لیے نگرانی کا ایک انتہائی مضبوط نظام وضع کیا جانا چاہیے اور یہ نظام ''طاقتور'' امن فورسز کی تعیناتی سے قائم ہوسکتا ہے، یہ سیکیورٹی کونسل کے بغیر ممکن نظر نہیں آرہا ہے۔۔۔''۔ اسی اجلاس کے دوران اقوام متحدہ میں شام کے سفیر الجعفری نے تصدیق کی کہ شام اقوام متحدہ کے ایلچی الاخضر الابراھیمی کے منصوبے کی حمایت کرتا ہے اور وہ اس حمایت کو جاری رکھے گا،شام اس کے ساتھ ایسے سیاسی حل تلاش کرنے پر متفق ہے جس میں تمام اطراف شریک ہوں......اور ہفتہ 01/12/2012 کو شام کے قومی اتحاد کے ترجمان ولید البنی نے قاہرہ میں اس قومی اجتماع کے اختتام پر پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا: ''اپوزیشن امن فورسز کی تعیناتی کو قبول کرے گی بشرطیکہ پہلے بشار الاسد اقتدار سے الگ ہوجائے'' شام میں بحران سے نمٹنے کے لیے امریکی منصوبے سے متفق یہ تین نمایاں مواقف ہیں،یقیناً الابراھیمی کی طرف سے شام میں ''طاقتور'' امن فوج کی تعیناتی کی یہ دعوت اس گندے کھیل کو بے نقاب کررہی ہے جو امریکہ شام کی سرزمین پر کھیلنا چاہتا ہے اور وہ یہ کہ شام کے مسئلے کو بھی افغانستان کی طرح حل کیا جائے اور ابراھیمی اس گندے حل کے ساتھ اپنے رب سے ملنے کا خواہشمند ہے۔یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حل کے لیے ابراھیمی کے مکمل منصوبے کے بارے میں پہلے سے ہی خفیہ موافقت موجود ہے اور اسی بنیاد پر اس اتحاد کو بنانے کا اعلان کیا گیا،اس حل کی رو سے بشار کا ایک متبادل حکمران لایا جائے گا، جو ریاض حجاب یا ریاض سیف یا ان جیسا کوئی (نیا کرزائی) ہوسکتا ہے، نئے عسکری ونگ کے طور پر کوئی عسکری متبادل بھی ایجاد کیا جاسکتا ہے، جو اعلی نمائندہ عسکری کونسل ہو پھر یہی نئی قومی فوج کی داغ بیل ڈالے گی، چونکہ اس کونسل کے بارے میں یہ اعتماد نہیں کہ یہ اسلامی رجحانات رکھنے والے انقلابیوں کو جو کہ مسلمانوں کی بہت بھاری اکثریت کی نمائندگی کرتے ہیں تن تنہا قابو کرسکتی ہے، اسی لیے الابراھیمی نے اپنے خطاب میں ''طاقتور'' بین الاقوامی امن فوج بھیجنے کا مطالبہ کیا، تاکہ وہ وہی کردار ادا کرے جو اس نے افغانستان میں ادا کیا، جہاں اس نے ''ایساف'' کے نام سے فساد برپا کیا مسلمانوں کی تذلیل اور ان کو قتل کیا، یہی وہ کثیر القومی فوج ہے، جن میں سے اکثر کا تعلق نیٹو سے ہے اور سب سے زیادہ تعداد اس میں امریکی فوج کی ہے، اقوام متحدہ کی قرار داد کے مطابق اسے افغانستان میں امن قائم کرنے کے لیے تشکیل دیا گیا تھا، پھر یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر اسلام پر حملہ آور ہوئے، بالکل یہی کچھ امریکہ شام میں دہرانا چاہتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اس بار وہ خود نہیں بلکہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے یہ کرنا چاہتا ہے۔

اے شام کے معزز مسلمانو! ہم **حزب التحریر** مسلمانوں سے اس منصوبے اور امن فوج کی تعیناتی کی اس دعوت کے بارے میں ہوشیار رہنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ہم اس اتحاد کے اراکین اور اس عسکری کونسل کو بھی اس منصوبے اور اس دعوت کو قبول کرنے کے بارے میں محتاط رہنے کی دعوت دیتے ہیں۔امریکہ ہی ہے جو بشار کو تمہارے ساتھ گھناؤنے کھیل کھیلنے کے لیے مہلت پہ مہلت دیتا جارہا ہے، وہ مسلمانوں کے ایک گروہ کو دوسرے کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے، بین الاقوامی فوجیں بڑے ممالک خصوصاً امریکہ کے ہاتھ میں کھلونے ہیں، وہ ہمیشہ اپنے ایجنٹ کو مسند حکمرانی پر مسلط کرنے میں ناکامی پہ ان کو مسلط کردیتا ہے، یہی شام میں امریکہ کے ساتھ ہو رہا ہے، بین الاقوامی امن فوج کا مطالبہ اور مغربی ممالک سے مدد کی درخواست اللہ اس کے دین اور مسلمانوں کے ساتھ عظیم ترین خیانت ہے۔

اے محبوب شام کے پہرادار مسلمانو! تم نے اپنے انقلاب کے پہلے مرحلے میں اپنے صبر اپنے ایمان اور اللہ وحدہ لاشریک پر اپنے غیر متزلزل ایمان کو ثابت کردکھایا ہے۔تم نے اپنی بیداری سے الدابی، کوفی اور ابراھیمی کو رسوا کیا ہے لیکن وہ اب بھی لومڑی کی طرح گھات بدل بدل کر حملہ آور ہو رہے ہیں، اس مرحلے میں آکر امریکہ نے قومی اتحاد کو تمہارے سامنے لاکھڑا کیا ہے اور یہی تمہارے انقلاب میں خطرناک ترین مرحلہ ہے، کیونکہ اب تم کامیابی کے دروازے پر ہو اور یہ دروازہ تمہارے لیے کھلنے والا ہے، اس لیے اللہ ہی کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور اللہ کے رسول ﷺ کے جھنڈے سائے تلے **حزب التحریر** کے ساتھ مل کر جسد واحد بنو جو کہ ایک ایسی سیاسی جماعت ہے جس نے اسلامِ عظیم الشان کے عقیدے اور اس کے نظامہائے حیات کی بنیاد پر اس خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے امت کی نشاۃ ثانیہ کا بیڑہ اٹھایا ہے جس کی بشارت رسول اللہ ﷺ نے دی ہے کہ: **(ثم تكون خلافة على منهاج النبوة)**۔''اس کے بعد نبوت کے طرز پر پھر خلافت قائم ہوگی'' اور ممکن ہے کہ یہ اپنے مسکن شام میں ہی قائم ہو جیسا کہ اس صحیح حدیث میں ہے جس کو الطبرانی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(عقر دار الاسلام بالشام)** ''اسلام کا دارالحکومت شام میں ہے''

حزب التحریر — **18 محرم 1434**

ولایہ شام — **2/12/2012**

شام میں انسانی حقوق کے بارے میں اقوام متحدہ کی رپورٹ، امن فوج کو لانے، نئے دستور کو ترتیب دینے کے لیے مغرب کی مداخلت اور شریعت کو حکمرانی سے دور رکھنے کا جواز پیدا کرنے کے لیے ہے

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے شعبے میں کام کرنے والے خود مختار محققین کا ایک گروپ، جس کی قیادت برازیلی پالو بینزو کر رہا ہے، نے 20 دسمبر 2012 کو ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں اس نے ذکر کیا ہے کہ ''شام کی جدوجہد دو سال گزرنے کے بعد ایک مکمل فرقہ وارانہ لڑائی بن چکی ہے''۔ اس نے مزید کہا کہ ''شام میں کشمکش پورے معاشرے کو ملک چھوڑنے یا وہاں رہ کر قتل وغارت کا سامنا کرنے پر مجبور کر رہی ہے یعنی ان کے وجود کو خطرہ لاحق ہے''۔ دونوں اطراف کی لڑائی ''بین الاقوامی قانون کی کھلی خلاف ورزی ہے''۔ اور کہا کہ ''مذاکرات کرنے اور سیاسی حل تک پہنچنے کی اس وقت جس قدر ضرورت ہے پہلے کبھی نہیں تھی''۔

کافر سرمایہ دار مغربی استعمار اور اس کا سرغنہ امریکہ شام کے کامیاب انقلاب کو کنٹرول کرنے اور اپنی خواہش کے مطابق اس کے رخ کو موڑنے کے لیے مسلسل سازشیں کر رہا ہے اور بشار الاسد کے بعد شام میں مداخلت کے لیے اپنے آپ کو پیش کر رہا ہے، کیونکہ اس انقلاب کے اسلامی رنگ اور شامی عوام کی صرف اور صرف اپنے رب سے مدد کی پکار نے اس کو حواس باختہ کر دیا ہے۔ اس خوف سے کہ کہیں بشار الاسد کے بعد شام اس کے ہاتھ سے نکل نہ جائے، امریکہ بین الاقوامی قانون ،اقوام متحدہ ،اس کے ذیلی نام نہاد خود مختار تنظیموں جیسے انسانی حقوق کا کمشن کا سہارا لیتے ہوئے شام میں مداخلت کے لیے ضروری تدابیر اختیار کر رہا ہے۔ امریکہ ہی شام سے باہر بننے والے 'قومی اتحاد' کا بانی ہے، پھر امریکہ نے بین الاقوامی طور پر اس اتحاد کو تسلیم کروا کر اس کو سہارا دیا اور اقوام عالم میں اس کو وہ قانونی جواز فراہم کیا جو داخلی طور پر اس کو میسر نہیں۔ اس اتحاد کو اس کے آقا امریکہ کے مفادات کی حفاظت کی خاطر اسد کے بعد کے مرحلے کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ امریکہ ہی نے لخدار ابراہیمی کو امن فوج بھیجنے کے امریکی منصوبے کے مطابق عبوری مرحلے کی نگرانی کے لیے بین الاقوامی عرب نمائندہ مقرر کیا، تا کہ وہ اعلیٰ عسکری کونسل کے ساتھ مل کر اس انقلاب کے اسلامی لہر کو ختم کرے جو اس انقلاب پر اور اندرونی طور پر لوگوں پر چھایا ہوا ہے اور یوں اسلام کو اقتدار تک پہنچنے سے روکا جائے اور نئے ایجنٹ حکمران کو سہارا دیا جائے۔ اب امریکہ اپنے سیاسی ایجنڈے کو مسلط کرنے کے لیے مداخلت کرنے کی غرض سے اقلیتوں کی مدد کے بہانے کو بھی استعمال کرنے کی کوشش کر رہا ہے، وہ ان اقلیتوں کو اپنی سرپرستی میں لینا چاہتا ہے تا کہ وہ ان کے حقوق کی حفاظت کرے۔ یہ سب کو علم ہے کہ اقلیتوں کی حفاظت کا یہ دعوی اسد کے بعد نئے دستور کی ترتیب میں دخل اندازی کے لیے ہے، جس کا مقصد شہریوں کو رنگ برنگی تہذیب سے آشنا کرنا اور اسلام کو حکمرانی سے دور رکھنا ہے۔ یہ ہے مردود مغرب، جو اسلام اور مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے۔

ہم حزب التحریر پہلے ان غیر مسلموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو مسلمان علاقوں میں رہتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ مغرب کی طرف سے اقلیتوں کو استعمال کرنے کا کھیل اور تمہیں اسلام کی حکمرانی سے ڈرانا ظلم ہے اور اسلام کے خلاف جنونیت ہے۔ یہ سوچی سمجھی استعماری پالیسی ہے جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کے معاملات میں دخل اندازی کے لیے تمہیں پُل کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ تم اس کو ہرگز قبول مت کرو، اسلامی حکومت تمہاری حفاظت کرے گی، تمہارے حقوق کی ضمانت دے گی، تمہارے اعتقادات اور عبادات میں تمہیں مجبور نہیں کرے گی، تمہاری شادی بیاہ، کھانے پینے اور لباس کے امور تمہارے دین کے لحاظ سے عام نظام کے مطابق ہوں گے۔ اگر اسلام اس کے علاوہ کچھ ہوتا تو آج تم اپنے جس دین پر ہو اس پر نہ ہوتے! مغرب کی بدبودار باتوں پر کان نہ دھرو۔ وہ یہ دعوی تمہارے فائدے کے لیے نہیں کر رہا، بلکہ تمہارے فائدے کو بہانہ بنا کر اپنا مفاد حاصل کر رہا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے کی تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھو کس طرح تمہارے آباؤاجداد اپنے ہی ہم مذہب لوگوں کے خلاف مسلمانوں کی صف میں کھڑے ہو گئے تھے۔ جہاں تک مسلمانوں کے مختلف قبیلوں اور نسلوں کی بات ہے یہ کوئی اقلیت نہیں بلکہ سب ایک جیسے مسلمان ہیں، ان میں سے کسی کو کم تر سمجھنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا، ان گروہوں کا امت کے خلاف کوئی سازش کرنا تو دور کی بات امت سے کسی بھی طرح الگ تھلگ رہنا جائز نہیں۔

شام میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا مغرب کے نام نہاد ''اقلیتوں'' کے مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ اس

بقیہ صفحہ نمبر 49

کیا تمہاری انسانیت کا اطلاق خاردار تاروں کے اُس پار نہیں ہوتا؟

تُرک سرحد سے ملحقہ شام کا الرسولین قصبہ جس پر حال ہی میں مزاحمت کاروں نے کنٹرول حاصل کرلیا ہے مجرم بشار کے جہازوں کی جانب سے وحشیانہ بمباری کی زد میں ہے، کڑوی حقیقت یہ ہے کہ یہ قصبہ جو ظلم کا شکار ہے اس کا رقبہ ترکی کے شہر شانلی اور جیلان بینار کے کسی ایک محلے کے برابر ہے، جس کو ترک سرزمین سے بآسانی دیکھا جاسکتا ہے اور الرسولین قصبے کی ہر گلی سے مدد کے لیے اٹھنے والی چیخ پکار کی آوازوں کو ترکی سے بآسانی سنا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ٹی وی چینلز نے اپنے کیمروں کا رخ سرحد پار اس پڑوسی علاقے کی طرف کر رکھا ہے تاکہ وہاں رونما ہونے والے جرائم اور سرحد سے محض چند میٹر دور مسلسل کی جانے والی بمباری کے وِیڈیو بنانے اور نشر کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاسکیں۔

شام میں بشار کے خلاف انقلاب برپا ہونے سے پہلے بھی کیمرے اس علاقے میں گردش کرتے تھے مگر یہ کیمرے دکھاتے تھے کہ خوشی کے موقعوں پر رشتہ دار ایک دوسرے سے ملنے کے لیے سرحد کو عبور کر رہے ہیں۔ سرحد کے دونوں طرف خاندانوں کا وجود اور اس سرزمین میں معاشرتی تعلقات نے ترکی کے علاقے جیلان بینار اور شام کے علاقے الرسولین دونوں کو ایک ہی وجود بنادیا ہے جہاں ایک ہی صورت حال ہے، ان کی زبان ایک ہی ہے اور ان کا دین بھی ایک ہی ہے۔ قرابت کے رشتوں میں منسلک ان لوگوں کو ایک ہی چیز جدا کرتی ہے اور وہ چیز یہ خاردار تاریں ہیں جن کو لوزان معاہدے کے تحت لگایا گیا ہے۔ اسی طرح مسلمان ممالک کے درمیان یہ خیالی سرحدیں بھی قلم کے ذریعے ہی بنائی گئی ہیں۔ اور جس وقت علاقے کے لوگ کفار کی جانب سے اپنے درمیان کھینچی ہوئی اس لکیر کی حفاظت کے لیے لگائی گئی خاردار تار کو باآسانی ہٹارہے ہیں اُسی وقت یہی خاردار تار تُرک حکمرانوں کی نظر میں ایسی چیز ہے جس کو عبور نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ ان حکمرانوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ وہ اپنے مغربی آقا کی طرف سے مقرر کی گئی حدود سے تجاوز نہیں کریں گے اور وہ مسلمانوں کے درمیان کھینچی گئی ان مصنوعی سرحدوں کی حفاظت کے بدلے اپنے لیے حکمرانی کی کرسی پر خوش ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسی صحیح اور مضبوط ارادے کے اظہار سے عاجز ہیں۔ جس وقت بین الاقوامی سمندر کے اوپر معمول کے پرواز کے دوران بشار کے اینٹی ائرکرافٹ میزائل نے ترکی کے جہاز کو مار گرایا تو اردگان صرف یہ کہہ کر لاتعلق ہو گیا کہ ترک فوج کے لیے ''لڑائی کے قواعد بدل گئے ہیں، چنانچہ شامی حکومت کے تابع کوئی بھی عسکری ہدف ہماری سرحدوں کے قریب بھی آیا تو اسے دھمکی سمجھا جائے گا''۔ پھر اردگان نے ہمارے لوگوں پر بشار کے جنگی جہازوں کی بمباری اور سرحدوں کی خلاف ورزی کو نظر انداز کر رہا ہے، وزیر دفاع یہ کہہ کر دھوکہ دیتا ہے کہ ''اگر ہماری سرحدوں کی خلاف ورزی کی گئی تو ہم حرکت میں آئیں گے''۔ ہم اس وزیراعظم سے یہ کہتے ہیں جس کے گفتار اور کردار میں ہمیشہ تضاد ہوتا ہے کہ

اے وزیراعظم: کیا تم نہیں سمجھتے ہو کہ تمہیں چاہیے کہ تم اپنے رب کو راضی کرو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ اللہ کے حکم کی پابندی ہے؟ مسلمانوں نے تاریخ میں ہمیشہ موت کی پرواہ کیے بغیر اپنے اُن قائدین کا ساتھ دیا جنھوں نے جہاد کیا، جیسا کہ سلطان الب ارسلان، بلکہ مسلمان اللہ کی راہ میں موت کو اپنے لیے شرف سمجھتے ہوئے اپنی مجاہد فوج کے شانہ بہ شانہ لڑتے رہے۔ تمہارا یہ ہے حال ہے کہ تم نے خود اس بات کا اعتراف اور اقرار کیا کہ تم نے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لیے انہی کے وسائل کو استعمال کیا تھا جس کے لیے تمہیں کفار کی حمایت حاصل تھی؟ جبکہ تمہارے آباؤاجداد ایمان اور اپنے بھائیوں کی دعاؤں سے مسلح ہو کر کفار سے لڑتے تھے! کیا تم نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے لیے نمونہ (مثال) کہہ کر سیکولرازم اور جمہوریت کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا؟ جبکہ تمہارے آباو اجداد دعوت اور جہاد کے ذریعے اسلام کو پھیلاتے تھے! کیا تم کفار کے سازشوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انہی کے ہاتھوں ایک کھلونا نہیں بنے ہو؟ تم شامی قومی کونسل اور انقلاب کے لیے شامی اپوزیشن کے اتحاد کے نام سے ایک ایسے ٹولے کی حمایت کر رہے ہو جو کفار کے ہاتھوں میں ایک کٹھ پتلی ہے، جبکہ تمہارے آباواجداد مظلوم کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے اور ظالم کا ہاتھ کاٹتے تھے۔

اے ترک وزیراعظم: کیا تم نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالی نے جو ذمہ داری تمہارے کندھوں پر ڈالی ہے وہ سرحد پار مسلمانوں کے بارے میں بھی ہے؟ کیا تمہیں اپنے رب کا وہ فرمان یاد نہیں جو اللہ ایک حکمران ہونے کی بنا پر تمہیں حکم دیتا ہے؟ اللہ نے اپنے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے ﴿**و ما لکم لا تقاتلون فی سبیل الله والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من هذه القریة الظالم اهلها واجعل لنا من لدنک ولیا وجعل لنا من لدنک نصیرا**﴾ (النساء75) ''تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں قتال نہیں کرتے ہو حالانکہ ستائے ہوئے مرد، عورتیں اور بچے کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے رب اس ظالم بستی سے ہمیں نکال اور اپنی طرف سے ہمارے لیے کوئی حمایتی اور مددگار دے''۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے پاس اس ظلم کو روکنے کے لیے جو وسائل ہیں ان کے بارے میں حساب کے دن اللہ تم سے نہیں پوچھے گا؟ اللہ کی قسم! یہ ہلاک کرنے والی غلطی اور تباہ کن غفلت ہے، اس نے تم سے پہلے بھی تم جیسوں کو جہنم پہنچایا تو کیا تم عبرت نہیں پکڑتے۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی ہے، ہم نے پوچھا کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمانوں کے حکمرانوں اور عام لوگوں کے ساتھ۔

29 ذی الحجہ 1433	**حزب التحریر**
14 نومبر 2012	**ولایہ ترکی**

روس نے اللہ کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکا دی ہے اور حزب التحریر کے شباب کو گرفتار کر لیا ہے

روسی وزارت داخلہ نے ایک بیان جاری کیا جس میں کہا گیا کہ ''پیر 12 نومبر 2012 کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے اراکین برائے وزارت عمومی اختیارات نے وفاقی اداروں کے ساتھ مل کر مذہبی جماعت حزب التحریر ،جس کو سپریم کورٹ نے ایک دہشت گرد جماعت ہونے کی بناء پر روس میں کالعدم قرار دیا ہے، کے ایک گروپ کو ختم کرنے کے لیے ایک مشترکہ آپریشن کیا۔تنظیم کے چھ اراکین کی گرفتاری کے بعد ان کے گھروں کی تلاشی کے دوران نو عدد گرنیڈز،ہتھیار،اسلحہ اوراس کے علاوہ انتہاپسندی اور نئے لوگوں کو کس طرح تنظیم میں شامل کیا جائے پر مبنی کتابیں بھی برآمد ہوئیں''۔ یہ تمام الزامات کہ اسلحہ اور بم برآمد ہوئے ہیں ایک گھڑی ہوئی کہانی ہے۔روس کے حکمران یہ جانتے ہیں کہ یہ کہانی ایک جھوٹ ہے سوائے اس صورت کے کہ اگر اسلامی کتب کو ''اسلحہ کی بڑی مقدار'' مان لیا جائے جس کی برآمدگی کا وہ دعوی کرتے ہیں!قاتلھم اللہ انی یوفکون ''اللہ ان سے لڑتا ہے کیونکہ وہ جھوٹ گھڑتے ہیں''۔

روسی حکام نے نہ صرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹ گھڑا ہے بلکہ انھوں نے اپنی شیطانی حرکات کا نشانہ ان لوگوں کو بنا لیا ہے جو اسلام کی دعوت دیتے ہیں خصوصاً حزب التحریر ۔لہذا روسی حکام کے ہاتھوں اسلام سے عداوت پر مبنی واقعات کا ایک تسلسل واضع ہونا ایک لازمی امر ہے۔چیچنیا میں ہمارے بھائیوں کے قتل عام کے بعد ان لوگوں کے خلاف جو اخلاص سے اسلام کی دعوت دیتے ہیں مظالم کا ایک سلسلہ شروع کر دیا گیا جس میں گرفتاری،قتل اور زبردستی مال لے لینا شامل ہے۔وہ ایسے ایسے قابل مذمت کام کرتے ہیں جسے کوئی ہوش مند انسان نہیں کر سکتا۔ یہ ظالم شباب کی بیویوں، بہنوں اور ماؤں کا پیچھا کرتے ہیں تا کہ اسلام کے مخلص داعی اپنے کام سے رک جائیں۔لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا!

سٹالن کے نظام کی شیطانیت بغیر کسی وقفے کے جاری وساری ہے اور ہمیں مظالم کی وہ صورتیں بھی نظر آتی ہیں جو فرانس، بیلجیم اور دوسرے ممالک نے اختیار کر رکھی ہیں جیسے سکارف پر پابندی یا مساجد پر چھاپے۔روس کے جنوب میں واقع سٹاوروپول (Stavropol) میں اسکولوں میں سکارف پہننے پر پابندی عائد کردی گئی اور پھر 17 اکتوبر کو کازان میں واقع ایک مسجد الاخلاص پر روسی فورسز نے چھاپہ مارا۔اس کے علاوہ امام مسجد کے گھر کی تلاشی بھی لی گئی اوراس پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ حزب التحریر کے لیڈروں سے تعلق رکھتا ہے۔ان جرائم کی طویل فہرست میں تازہ اضافہ حزب التحریر سے تعلق رکھنے والے بیس افراد کی گرفتاری ہے جن میں سے چھ افراد پر اس الزام کے تحت مقدمہ چلایا جا رہا ہے کہ وہ دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہیں اوران سے اسلحہ اور گولہ بارود برآمد ہوا ہے۔ یہ بات ایک کھلی حقیقت ہے یہاں تک کہ روسی حکومت بھی یہ جانتی ہے کہ حزب التحریر نبوت کے طریقے کے مطابق خلافت کے دوبارہ قیام کے ذریعے اسلامی طرز زندگی کے دوبارہ احیاً کے اپنے ہدف کو حاصل کرنے کے لیے تشدد کا رستہ اختیار نہیں کرتی۔روس خلافت کی واپسی کو کسی صورت بھی روک نہیں سکتا۔

یہ ہے روس کے دھوکہ دہی پر مبنی نظام کی حقیقت جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹ اور انتقام سے بھرپور ہے۔روس اسلام کے جھنڈے کو دوبارہ بلند اور مسلمانوں کو متحد ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ایسا لگتا ہے کہ اللہ اوراس کے دین کے خلاف ان کی نفرت ان کے لبوں پر ہے لیکن ان کے دل اس سے بھی کہیں زیادہ نفرت سے بھرے ہوئے ہیں اسی لیے مکر و فریب اور ایک کے بعد دوسرا جھوٹ بولا جاتا ہے اس امید پر کہ چند لوگوں کو بے وقوف بنا کر انتہاپسندی کے خلاف جنگ کے نعرے پر اپنا ہم نوا اور ہم خیال بنا لیا جائے۔اس نعرے کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ جھوٹ کا ایک ایسا نقاب ہے جس کے پیچھے رہ کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ظالمانہ پالیسیاں نافذ کی جاتی ہیں۔

روس کا موجودہ نظام سابقہ سویت یونین سے قطعاً مختلف نہیں۔اس نے اپنی مملکت میں موجود کمزور اور غیر محفوظ لوگوں کو قابو میں رکھنے کے لیے وہی پرانا ناانصافی ،مظالم اور جبر کا طریقہ کار اختیار کر رکھا ہے جو اس کو سویت یونین سے ورثے میں ملا ہے۔لہذا یہ ایک قدرتی امر ہے کہ سویت یونین جیسا نظام تیزی سے گر جائے کیونکہ لوگ ظلم اور جبر کی وجہ سے موقع ملتے ہی اس نظام کو خیر باد کہنے کے لیے تیار ہوتے ہیں تا کہ خود کو اس جبر سے آزاد کرواسکیں۔اور اب ہم مسلم ممالک کو یہ مشورہ دیں گے جنھیں براہ راست یا بلواسطہ اس نظام کے ذریعے قابو میں رکھا جاتا ہے کہ وہ اٹھیں اور خود کو اس دہشت گرد ملک کے اثر سے باہر نکالیں،روسی زار کی باقیات کو اکھاڑ پھینکیں تا کہ اللہ کے حکم سے جلد قائم ہونے والی خلافت کا حصہ بن سکیں۔

ان مسلمانوں کے لیے جو روس کے ظالمانہ نظام کے تحت زندگی گزار رہے ہیں!

روس کے نظام نے تمھارے رب اور تمھارے دین کی دشمنی مول لی ہے اور اس پر اسے کوئی شرم نہیں۔ یہ نظام ظلم ،جبر،گرفتاریوں اور ناانصافی پر مبنی قوانین سے بنا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی حل نہیں کہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کی پیروی کی جائے اور ظلم اور جبر کا سامنا مضبوطی اور استقامت کے ساتھ کیا جائے۔حق کی راہ پر بغیر کسی خوف اور ہچکچاہٹ کے مخلص اور باہمت حزب التحریر میں موجود اپنے بھائیوں کے ساتھ چل پڑو جو مسلم ممالک میں خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اور تمام بزدل آمروں کو اکھاڑ پھینکنے کے ہدف کو حاصل کرلو۔ اسلامی ریاست خلافت لوگوں کو غلامی کی زنجیروں سے نجات دلائی گی اور معصوم لوگوں کی عزت کو بحال کرے گی اور انصاف اور سچائی اور بغیر رنگ ونسل اور مذہب کے امتیاز کے حکومت کرے گی۔

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ

بغض ان کے منہ سے ٹپکتا ہے اور جو کچھ ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے (آل عمران:118)۔

عثمان بخاش

ڈائریکٹر مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر







روس میں حزب التحریر کے اراکین کی گرفتاریوں کے خلاف حزب التحریر کے ملک گیر مظاہرے

حزب التحریر ولایہ پاکستان نے کراچی میں روسی قونصلیٹ کے سامنے اور ملک بھر میں روس میں حزب التحریر کے اراکین کی گرفتاریوں کے خلاف مظاہرے کیے۔کراچی میں روسی قونصلیٹ کو احتجاجی مراسلہ بھی دیا گیا۔ مظاہرین نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر تحریر تھا:''روسی حکام ! سٹالن کے نظام! گرفتاریاں اور تشدد خلافت کے قیام کو روک نہیں سکتے''۔اے پوٹن! خلافت آرہی ہے اور تمہارے جرائم کا جواب دیا جائے گا''۔یہ مظاہرے 12 نومبر 2012 کو روس میں بیس اراکین حزب التحریر کی گرفتاریوں کے خلاف کیے گئے۔مظاہرین روس میں مسلمانوں اور حزب التحریر کے اراکین کے خلاف روسی حکام کی دھمکیوں، گھروں اور مساجد پر چھاپوں، گرفتاریوں، ان کو چھوٹے مقدمات میں ملوث کرنے اور انھیں قتل کرنے پر روسی حکومت کی مذمت کر رہے تھے۔مظاہرین روس اور اس کے حکمران کو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن قرار دے رہے تھے کیونکہ امریکہ اور یورپ کی طرح روس بھی اللہ اور اس کے دین اسلام سے شدید نفرت کرتا ہے، چیچنیا میں مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے، اسکولوں میں مسلمان بچیوں کو سکارف پہننے سے روک رہا ہے اور انتہاپسندی کا شوشہ کھڑا کر کے مساجد پر چھاپے مار رہا ہے۔ مظاہرین روسی صدر پوٹن کو خبردار کر رہے تھے کہ جلد ہی قائم ہونے والی خلافت مسلمانوں اور اسلام کے خلاف جرائم پر اس کا کڑا احتساب کرے گی۔مظاہرین نے روسی مسلمانوں سے یک جہتی کا اظہار کیا۔مظاہرین نے امت مسلمہ سے مطالبہ کیا کہ وہ حق کی راہ پر بغیر کسی خوف اور ہچکچاہٹ کے مخلص اور باہمت حزب التحریر میں موجود اپنے بھائیوں کے ساتھ چل پڑیں جو مسلم ممالک میں خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اور تمام بزدل آمروں

کو اکھاڑ پھینکیں اور ریاست خلافت کو قائم کریں جو نہ صرف اسلامی ریاست میں موجود مسلمانوں کا دفاع کرے گی بلکہ کافر ممالک میں موجود اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی کفار کے ظلم وستم سے نجات دلائے گی۔

میڈیا آفس حزب التحریر ولایہ پاکستان

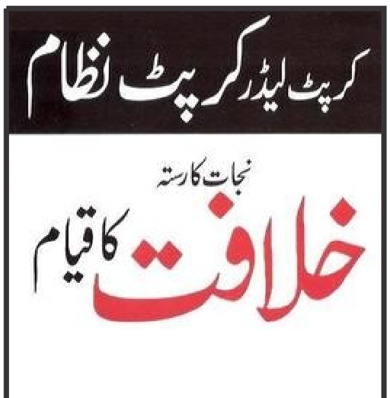


لاہور۔حزب التحریر ولایہ پاکستان کے ممبران روس میں اپنے بھائیوں کی گرفتاری کے خلاف مظاہرہ کر رہے ہیں

بقیہ: کرپٹ لیڈر کرپٹ نظام

اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ اگر یہی لیڈر اور نظام برقرار رہا تو یہ مسائل کبھی حل ہو پائیں گے۔ آنے والے انتخابات محض ایک ڈرامہ ہوں گے جس میں پرانے چہروں کے ساتھ ساتھ کچھ نئے چہرے متعارف کرائے جائیں گے،لیکن موجودہ جمہوری سرمایہ دارانہ نظام جو کہ اس ذلت اور بدحالی کی بنیادی وجہ ہے اپنی جگہ پر اسی مضبوطی سے قائم رہے گا۔ جمہوریت کی حقیقت یہی ہے کہ آمریت کی طرح یہ بھی بذاتِ خود کرپشن، بدحالی اور ذلت کو جنم دیتی ہے۔ کیونکہ آمریت کی طرح جمہوریت میں بھی قانون بنانے کا اختیار اللہ خالقِ کائنات کا نہیں بلکہ انسان کے ہاتھ میں ہے اور انسان جس چیز کو چاہے جائز یا ناجائز قرار دے سکتا ہے۔ لہٰذا وہ افراد، کہ جن کا مقصد محض اپنے ذاتی مفادات کو پورا کرنا ہے، اس بات کو جانتے ہیں کہ اگر وہ جمہوری نظام میں منتخب ہو گئے تو ان کے پاس یہ اختیار ہوگا کہ وہ ایسے قوانین بنائیں جن سے ان کے ذاتی مفادات پورے ہوسکیں۔ چنانچہ کرپٹ افراد انتخابات میں کروڑوں روپے کی ''سرمایہ کاری'' کر کے' عوامی نمائندے' بنتے ہیں۔ ان کرپٹ لوگوں کے لیے یہ عقلمندانہ سرمایہ کاری ہے کیونکہ اس کے عوض میں زبردست ''منافع'' حاصل ہوتا ہے۔ پس جمہوریت میں اسمبلیوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ وہ عوام کے مفادات کی نگہبانی کریں بلکہ ان اسمبلیوں کے ذریعے کرپٹ لوگ اپنے اور اُن استعماری طاقتوں کے مفاد کا تحفظ کرتے ہیں جو ان کا چناؤ کرتی ہیں اور حکمرانی تک پہنچنے کے لیے ان کی تربیت کرتی ہیں۔

اور جمہوریت ہی استعماری طاقتوں کو ہمارے ممالک میں داخل ہونے کے لیے چور دروازہ مہیا کرتی ہے تاکہ وہ اپنے مفادات کا تحفظ کریں اور ہمارے مفادات کو نقصان پہنچا سکیں۔ چونکہ جمہوریت میں قانون سازی کا اختیار اسمبلیوں کے پاس ہوتا ہے لہٰذا استعماری طاقتیں ان اسمبلیوں کے ذریعے پورے نظام کو کنٹرول کرتی ہیں اور ملک اور اس کے وسائل کا استحصال کرتی ہیں۔ آمریت میں استعماری طاقتوں کو صرف ایک آمر اور اس کے چند ساتھیوں کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے تاکہ ایسے قوانین اور پالیسیاں بنائی جائیں جو ان طاقتوں کے مفادات کو پورا کریں، جبکہ جمہوریت میں اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے استعماری طاقتیں چند سیاست دانوں کو خرید لیتی ہیں۔ یوں جمہوریت کے ذریعے استعماری پالیسیوں کو قانونی تحفظ فراہم ہو جاتا ہے چاہے ان کا تعلق ہماری معیشت سے ہو یا خارجہ پالیسی یا تعلیم



یا کسی بھی اور مسئلے سے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ سترہویں آئینی ترمیم کا مقصد مسلمانوں کے خلاف جنگ میں امریکہ کے ساتھ اتحاد کو قانونی جواز فراہم کرنا تھا، اور N.R.O کا مقصد امریکی ایجنٹ حکمرانوں کو ان کے پچھلے گناہوں سے ''پاک صاف'' کرنا تھا تاکہ وہ دوبارہ اقتدار حاصل کر کے مزید جرائم سرانجام دے سکیں، جبکہ بیسویں ترمیم کا مقصد تمام پارٹی ممبران کو ان کی پارٹیوں میں موجود امریکی ایجنٹوں کی مسلسل حمایت کرتے رہنے پر مجبور کرنا تھا۔ استعمار کی خاطر کی جانے والی قانون سازی کی لمبی فہرست میں سے یہ محض چند مثالیں ہیں۔ یہ ہے وہ طریقہ جس کے ذریعے کیانی، زرداری اور ان کے ساتھیوں کا ٹولہ، ماضی میں، مسلسل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غداری کو قانونی لبادہ پہناتے رہے ہیں۔ اور جہاں تک مستقبل کی بات ہے تو اس جمہوری نظام میں شاید چند چہرے تو تبدیل ہو جائیں لیکن بدعنوانی اور کرپشن اسی طرح قائم و دائم رہے گی۔

اے پاکستان کے مسلمانو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ)) ''مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا'' (بخاری)۔ اس جمہوری نظام میں ہزاروں بار بھی انتخابات کروادیے جائیں پھر بھی آپ کی تذلیل اور ابتر صورتِ حال میں تبدیلی نہیں آئے گی، ایک ایسا نظام کہ جس میں منتخب حکمرانوں اور اسمبلیوں کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ ایسی اَن گنت پالیسیاں اور قوانین جاری کریں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کی کھلم کھلا خلاف ورزی پر مبنی ہوں۔ ہمیں اس کرپٹ جمہوری نظام سے اسی طرح منہ موڑ لینا ہوگا جیسے ہم نے آمریت سے منہ موڑ لیا ہے کیونکہ جمہوریت بھی کرپٹ حکمرانوں اور کرپٹ قوانین کو جنم دینے کی ایک فیکٹری ہے۔ جمہوریت میں چند غدار، عوام کو اپنے اور اپنے استعماری آقاؤں کے مفادات اور خواہشات کا غلام بنا لیتے ہیں اور کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسلام کے احکامات کو نافذ کرنے کی بجائے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرنے، سے خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ م بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ ''اور یہ کہ آپ ﷺ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق ہی حکمرانی کریں اور ان کی خواہشات کی پیروی ہرگز نہ کیجیے گا۔ اور ان سے محتاط رہیں کہ کہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ بعض (احکامات) کے بارے میں آپ ﷺ کو فتنے میں نہ ڈال دیں'' (المائدہ: 49)۔ ہم اسی صورت میں خوشحالی اور تحفظ حاصل کر سکتے ہیں جب ہم جمہوریت کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیں اور اسلام کے نظامِ حکومت یعنی ''خلافت'' کے ذریعے اسلام کو مکمل طور پر نافذ کر دیں۔ کیونکہ صرف خلافت ہی اس چور دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کرے گی جس کے ذریعے استعماری طاقتیں اور ان کے ایجنٹ ہمارے ملک اور ہمارے معاملات میں مداخلت کرتے ہیں کیونکہ خلافت میں آئین اور قوانین صرف اور

صرف قرآن اور سنت رسول ﷺ سے اخذ کیے جاتے ہیں۔ اورخلافت میں مجلسِ امت میں موجودمنتخب مرد اور خواتین کوقانون سازی کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہوتا بلکہ ان کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ اسلام کی بنیاد پرحکمرانوں کا محاسبہ کریں اورانہیں نصیحت کریں کیونکہ خلافت میں حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے خاص ہے اور خلیفہ کواس بات کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ اللہ کے نازل کردہ قوانین کے علاوہ کوئی بھی دوسرا قانون نافذ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشادفرمایا:﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ ''اور جواللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے ذریعے حکمرانی نہ کرے تو ایسےلوگ ہی فاسق ہیں''(المائدہ: 47)۔

صرف خلافت ہی ہمیں کرپشن،بدحالی اور ذلت کی صورتحال سے نجات دلوائے گی۔ خلافت میں حکمران قوانین ایجادنہیں کرتے بلکہ حکمران بھی عام شہریوں ہی کی طرح اللہ کے قوانین کی اتباع کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ خلافت میں والیوں(گورنروں) کو نامزد کرتے وقت ان کی ذاتی دولت کوشمار کیا جائے گااور جب ان کی حکمرانی کی مدت کا خاتمہ ہوگا تو جوبھی دولت اصولی حساب سے زائد ہوگی اسے ضبط کر کے بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا،جیسا کہ عمرؓ نے اپنے دورِخلافت میں کیااور باقی صحابہؓ نے اس سے اتفاق کیا،کیونکہ حکمرانی کے دوران حکمران کی دولت میں بے پناہ اضافہ کرپشن کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔ اسلام کے نظامِ معیشت کا نفاذ،ہمیں بجلی،گیس،ڈیزل اور پیٹرول کی ناقابلِ برداشت مہنگائی کے عذاب سے نجات دلوائے گا۔ یہ اس لیےممکن ہوگا کیونکہ نظامِ خلافت میں تیل،گیس اور توانائی کے وسائل جیسے عوامی اثاثوں کوکسی بھی صورت پرائیویٹ کمپنیوں کی ملکیت میں نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی حکمران انہیں سرکاری ملکیت بنا سکتا ہے بلکہ عوام ہی ان اثاثوں کے اصل مالک ہوتے ہیں اور ریاست صرف امت کی طرف سے دیے گئے اختیار کی بنا پر ان وسائل کے معاملات کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ لہٰذا ریاستِ خلافت کبھی بھی ان عوامی اثاثوں کو اپنے منافع کے لیے استعمال نہیں کرتی بلکہ وہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ ان عوامی اثاثوں سے پورا معاشرہ فائدہ اٹھائے۔ خلافت موجودہ نظام میں نافذ ظالمانہ ٹیکسوں اور غیر ملکی قرضوں سے نجات دلائے گی اور ایک نئے ٹیکس نظام کو متعارف کروائے گی جس میں غریب عوام پر ٹیکسوں کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اتنے وسائل دستیاب ہوتے ہیں کہ جس سے امت کے معاملات کی نگہبانی کی جاسکے۔ اسلام کے نظام میں اللہ کا قانون ہی اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ کون سا ٹیکس منصفانہ ہےاور کون اس کوادا کرنے کی استعداد رکھتا ہے،جبکہ اسلام میں غریبوں پرٹیکس لگانا حرام ہے۔ اسلام کا اپنا ایک منفرد محصولات کا نظام ہے جس میں عوامی اثاثوں ،جیسے تیل،گیس،تانبہ،سونا وغیرہ سے حاصل ہونے والی آمدن،زراعت کے شعبہ سے حاصل ہونے والا عشر اور خراج اور صنعتی شعبے کی پیداوار پر لگنے والی زکوۃ وغیرہ شامل ہیں۔ اور جہاں تک خارجہ پالیسی کا تعلق ہے،تو خلافت مسلمانوں پر کفار کے غلبے کی جڑ ہی کاٹ دے گی اور وہ تمام حربی کفار سے تعلق توڑ لے گی،ان کے سفارت خانے،اڈے اوران کی نجی عسکری تنظیموں کی رہائش گاہوں کو بند کردے گی،اوران کے کسی بھی فوجی اور سیاسی عہدیدار کے ریاستِ خلافت میں موجود رابطوں اور تعلقات کو کاٹ دے گی۔ ریاستِ خلافت کو طاقتور اور عزت دار بنانے کے لیے کفار کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا بلکہ خلافت مسلمان علاقوں کو یکجا کرنے کے لیے کام کرے گی تاکہ تمام مسلم علاقوں کوضم کر کے ایک ریاست کی شکل دے سکے۔ خلافت غیرحربی کفار ممالک سے تعلقات استوار کرے گی تاکہ ان تک اسلام کی دعوت کو پہنچایا جاسکے اور مسلمانوں کے خلاف صف آرا کافر حربی ریاستوں کو تنہا کیا جائے۔ یہ اُن اقدامات میں سے چند ہیں جو حزب التحریر نے نفاذ کے لیے تیار کرر کھے ہیں،جنہیں اللہ کے اذن سے ریاستِ خلافت کے قیام کے فوراًبعد نافذ کیا جائے گا۔

ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہم اپنی تمام تر توانائی اپنی ریاست،اپنے نظامِ حکومت یعنی خلافت کے قیام کے لیےمختص کردیں۔ ہم سب کو پوری دنیا میں موجوداپنے اُن بھائیوں اور بہنوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوناچاہیے جو حزب التحریر میں موجود ہیں اور خلافت کے قیام کے لیے سنجیدگی سے مصروفِ عمل ہیں۔ ہمیں اپنی خاموشی کوتوڑنا ہوگا اوراپنے امور کا خود مالک بنناہو گا،نہ کہ ہم محض اپنی تباہی و بربادی کوکھڑے دیکھتے رہیں۔ اُٹھیں اور خلافت کی پکار کو ہر گلی،ہر محلے،ہر بازاراور ہرمسجد کی پکار بنادیں۔

اے افواجِ پاکستان کے افسران! کیانی اور اس کا ساتھ دینے والے غدارٹولے کے آقا امریکہ کا دماغ ماؤف ہورہا ہے۔ وہ اسلام اوراس کی ریاست خلافت کی یقینی واپسی کوٹالنے کی ہرممکن مگرناکام کوشش کررہا ہے،خواہ یہ کوشش اس کرپٹ جمہوری نظام میں انتخابات کروانا ہو یا آپ کے درمیان موجوداُن افسران کے خلاف کاروائیاں کرنا ہوجوخلافت کا قیام چاہتے ہیں۔ امریکہ آپ سے خوفزدہ ہے کہ کہیں آپ سب سے پہلے پاکستان سے خلافت کا آغاز نہ کردیں یاپھر آپ شام،مصریا کسی اورمسلم ملک میں خلافت قائم ہونے پر پاکستان کواس خلافت کا حصہ نہ بنادیں۔پس آپ امریکہ کی ان کوششوں کوناکام بناتے ہوئے خلافت کے قیام کے لیے نصرۃ دے کرخود کوآج کا انصار ثابت کریں اوراس عزت وشرف کوحاصل کرلیں جو مدینے میں پہلی اسلامی ریاست قائم کرنے والے انصارکوحاصل ہوئی تھی۔ حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کروتاکہ امت اپنی ریاستِ خلافت کے قیام کے نتیجے میں کفار کے ہاتھوں اپنی اس طویل غلامی سے نجات پرخوشیاں منائے۔

﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ o بِنَصْرِ اللَّهِ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾
''اس روزمسلمان شادمان ہوں گے،اللہ کی مدد پر۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ وہی غالب اور مہربان ہے''(الروم:4-5)

15صفر1434 **حزب التحریر**
28دسمبر2012 **ولایہ پاکستان**

دنیا بھر سے خبریں

یوروزون معیشت خطرناک رفتار سے خسارے کی طرف جا رہی ہے

یوروزون معیشت مسلسل تیزی سے خسارے کی طرف رواں دواں ہے، اعداد و شمار کے مطابق 17 ممالک کی مجموعی معیشت 2009 کے وسط سے انتہائی پست مقام پر کھڑی ہے۔ پچھلے 15 میں سے 14 مہینوں میں معاشی سرگرمیاں رک کر رہ گئی ہے سوائے جنوری کے جس دوران تھوڑا سا اضافہ دیکھنے کو ملا۔ مارکٹ (Markit) کے چیف اکانومسٹ کا کہنا ہے کہ یوروزون معیشت خطرناک رفتار سے گر رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سرکاری Official سطح پے تو تیسری سہ ماہی میں معیشت معمولی سی پیچھے کی طرف (recession) کی طرف گئی ہے اور GDP میں صرف 0.1% کمی واقع ہوئی ہے مگر دراصل PMI انڈیکس یہ اشارہ کر رہا ہے کہ چوتھی سہ ماہی میں مندی میں اضافہ تیزی سے بڑھنا شروع ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ سال کے آخری تین ماہ میں 0.5% تک کمی واقع ہوسکتی ہے۔ صنعتی اور سہولیات کے سیکٹرز کی پیداوار میں تیزی سے کمی واقع ہوئی ہے۔ اول الذکر میں سکڑنے کی شرح میں تھوڑی کمی ہوئی ہے مگر آخر الذکر میں کاروباری سرگرمی میں کمی جولائی سے اب تک نہیں ہوئی۔ پیداوار میں مسلسل کمی کی وجہ سے نئے کاروبار بری طرح متاثر ہوئے ہیں اور وسط ۲۰۰۹ سے اب تک ان میں ریکارڈ کمی ہوئی ہے۔

□□□□

ایران کے ساتھ جنگ کی قیمت

واشنگٹن کے ایک تھنک ٹینک کے مطابق ایران کے ساتھ ایک مکمل امریکی جنگ جس میں امریکی فوجیوں کا حملہ بھی شامل ہو، اسکی کل قیمت جو کہ عالمی معیشت کو ادا کرنی پڑے گی، پہلے تین ماہ میں ۲ ٹریلین ڈالر کے قریب ہے جو کہ ۳ ٹریلین تک پہنچ سکتی ہے۔ فیڈریشن آف امریکن سائنٹسٹس کے ۹ ماہرین کے ایک گروپ نے ایران پر امریکی حملے سے عالمی معیشت پر پڑنے والے اثرات کا تجزیہ کیا اور اس نتیجے تک پہنچے کہ ایران کے جوہری ہتھیاروں کے تلف کرنے کے لیے ایک Full Scale گراؤنڈ آپریشن بہت مشکل ہے۔ چارلس بلیئر جو کہ اس رپورٹ کا معاون مصنف ہے نے کہا کہ تیل کی قیمتوں میں اچانک اضافہ کے متعلق بات چیت ہوئی ہے اور اس متعلق بھی کہ ایران کے نیوکلیئر پروگرام کا کیا ہوگا؟ اور اس سے ایران کو خود کتنا نقصان ہوگا؟ مگر معلوم حقائق کی روشنی میں اس کا فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ عالمی سطح پر کیا نتائج مرتب ہوں گے۔

□□□□

NATO کا ترکی میں میزائل نصب کرنے پر غور:

نیٹو اتحاد، رکن ملک (ترکی) کی اپنی سرحد کو شام کی تنازعہ سے بچانے کے لیے زمین سے ہوا میں مار کرنے والے Patriot Missile نصب کرنے کی درخواست پر گفتگو کر رہا ہے۔ Nato نے کہا ہے کہ وہ رکن ملک ترکی کی شام کے ساتھ اپنی کشیدہ سرحد کو بچانے کے لیے Patriot Missile نصب کرنے کی درخواست پر غور کر رہا ہے۔ Anders Fogh Rasmussen جو کہ نیٹو کا سربراہ ہے نے بدھ کے دن جاری ہونے والے ایک بیان میں کہا کہ آلائنس بغیر کسی تاخیر کے اس درخواست پر غور کرے گی۔ ترکی کی زمین سے فضا سے مار کرنے والے میزائل حاصل کرنے کی درخواست کے بعد شام سے متصل ۹۰۰ کلومیٹر لمبی سرحد پر سے مارٹر گولے گرنے سے شام کے اندر ہونے والی خانہ جنگی کا ہمسایہ ممالک میں پھیل جانے کے خدشات میں اضافے کے ساتھ سیکیورٹی بڑھانے کے لیے نیٹو اتحادیوں سے گفت وشنید کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ راسموسن نے اس بیان میں کہا: میزائلوں کی تنصیب لوگوں اور ترک علاقے کے دفاع کے لیے ترکی کی ایئر ڈیفینس صلاحیت میں اضافہ کرے گی۔ یہ نیٹو کی جنوب مشرقی سرحد پر کشیدگی کم کرنے میں مدد کرے گی۔ نیٹو ترکی کی علاقائی سالمیت اور کسی بھی دوسرے خطرے سے نمٹنے کے لیے پوری طرح تیار ہے۔ ڈپلومیٹک ذرائع نے AFP نیوز ایجنسی کو بتایا کہ بدھ کو ہونے والی نیٹو سفیروں کی میٹنگ میں ترکی کی درخواست کی منظوری دے دی جائیگی۔ راسموسن نے کہا کہ اگلے ہفتے ایک ٹیم Patriot میزائلوں کی تنصیب کے لیے سائیٹ سروے کے لیے ترکی کا دورہ کرے گی۔ ترکی کے وزیر خارجہ احمد دوغلو نے منگل کے روز انقرہ میں کہا کہ Patriot میزائلوں کی تنصیب خصوصی طور پر دفاع کے لیے حفاظتی تدبیر کے طور پر کی جا رہی ہے۔ ترکی کے سرحدی گاؤں بشار الاسد کی افواج کی گولہ باری کی زد میں آ رہے ہیں جوان باغیوں سے لڑ رہی ہیں جو بشار الاسد کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جرمنی، ہالینڈ اور امریکہ ہی وہ تین نیٹو ممبران ہیں جن کے پاس درمیانی رینج کے میزائل ہیں۔

□□□□

پاکستان کے ساتھ تعلقات دہشتگردی کو شکست دینے کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں: امریکہ

افغانستان کے لیے نئے امریکی کمانڈر، جنرل جوزف ڈنفورڈ نے کانگرس میں سماعت کے دوران اس ضرورت پر زور دیا کہ یہ یقین دہانی کروائی جائے کہ امریکہ اس خطے سے ۲۰۱۴ء کے بعد بھی وابستہ رہے گا۔ امریکہ نے ۲۰۱۴ء تک افغانستان

سے اپنے زیادہ تر فوجی نکالنے کی منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔منگل کی رات Center for New American Security سے خطاب کرتے ہوئے سیکریٹری دفاع پنیٹا نے کہا کہ دوطرفہ تعلقات میں مشکلات ہونے کے باوجود ایک شعبہ ایسا بھی ہے جس میں امریکہ اور پاکستان کے ملکی مفادات ایک ہی ہیں اور وہ ہے، پاکستان کی سرزمین پر دہشت گردوں کو شکست دینا جو دونوں ممالک کو دھمکا رہے ہیں۔اس نے کہا: اور یہی وجہ ہے کہ ہم ان مشترکہ مفادات کے لیے دفاعی شعبے کے اندر تعاون میں یقین رکھتے ہیں۔پنیٹا نے متنبہ کیا کہ اپنے دشمن کو مار دینا، دہشتگردی کو شکست دینے کے لیے کافی نہ ہوگا۔اس لیے کہا کہ امریکہ کو دنیا کے ان تمام خطوں میں جہاں پر پرتشدد انتہا پسندی سرائیت کرچکی ہے، سفارت، ترقی، تعلیم اور تجارت کے ذریعے وابستہ رہنا ہوگا۔ امریکی افواج کی پریس سروس کے مطابق، پنیٹا نے القائدہ اور دیگر دہشتگرد گروہوں کو شکست دینے کے لیے دو نکات پر زور دیا: ساتھیوں کے ساتھ ملکر کام اور ان علاقوں سے جہاں پر پرتشدد انتہا پسندی سرائیت کر چکی ہے دیرپا تعلقات۔القائدہ اور اس کے اتحادیوں سے جنگ، افغانستان سے جنگ کا خاتمہ، جوہری پھیلاؤ کو روکنا اور سائبر سیکیوریٹی کو بہتر بنانا امریکہ کی دفاعی حکمت عملی کی اہم ترجیحات ہیں۔امریکی سیکرٹری دفاع نے کہا: مگر القائدہ جس نے 9/11 کو امریکہ پر حملہ کیا کو منتشر، بے وقعت، ختم اور حتمیٰ طور پر شکست دینا... یہ وہ ہدف ہے جو اب بھی امریکہ کی سب سے اہم ترجیح ہے۔ اس کا مزید یہ کہنا تھا کہ القاعدہ کو شکست دینے کے لیے سب سے پہلا ضروری قدم امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لیے افغانستان میں سے اس کام کو ختم کرنا ہے جو انہوں نے شروع کیا تھا۔پنیٹا نے کہا کہ اگرچہ افغانستان اور پاکستان میں کافی عرصے سے ہونے والے فوجی اور انٹیلیجنس کاروائیوں کے نتیجے میں القاعدہ کافی حد تک کمزور کوئی ہے مگر اس چیلنج کا خاتمہ ابھی کافی دور ہے۔القاعدہ کے مکمل خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان، یمن اور صومالیہ میں اس دباؤ برقرار دکھا جائے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان مشترکہ خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے، بشمول پاکستان تمام امریکی اتحادیوں کی صلاحیت بڑھانے کے لیے کام کیا جائے۔

❑❑❑❑

چین: بیجینگ کی رپورٹ کے مطابق چینی مسلمان شام کے اندر لڑ رہے ہیں

پیر کو ایک سرکاری اخبار میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق شمال مغربی خطے سنکیانگ سے تعلق رکھنے والے چینی مسلمان علیحدگی پسند القاعدہ اور دوسرے انتہا پسند گروہوں کے ساتھ شام کی حکومت سے لڑ رہے ہیں۔پیر کے دن گلوبل ٹائمز میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق مئی کے مہینے سے، چین کی ترک یوغر اقلیت میں Radical سوچ رکھنے والے افراد، سنکیانگ پر بیجنگ کی حکومت کی مخالفت کرنے والے گروہوں کی مدد سے شام میں ہونے والی لڑائی میں شامل ہونے جا رہے ہیں۔ایک نامعلوم انسداد دہشتگردی کے لیے قائم کی گئی اتھارٹی کا حوالہ دیتے ہوئے ، جریدے نے کہا کہ یہ گروہ منشیات، اسلحے کی سمگلنگ، اغوا، ڈکیتیوں اور سنکیانگ بھاگ کر آنے والے علیحدگی پسندوں، مجرموں اور دہشتگردوں کو ٹریننگ کے ذریعے ان سرگرمیوں کو فنڈ کر رہے ہیں۔۱۹ ماہ سے جاری شامی تنازعہ میں جس میں اب تک ۳۵۰۰۰ سے زائد لوگ مر چکے ہیں، میں غیر ملکی جہادی شامل ہو چکے ہیں مگر اس سے پہلے چینی جنگجوں کی موجودگی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔وزارت خارجہ نے کہا کہ اس نے یہ رپورٹ دیکھ لی ہے اور ان تنظیموں سے نمٹنے کے لیے پہلے سے زیادہ بین الاقوامی تعاون کا مطالبہ کیا ہے، جو سنکیانگ سے بیجنگ کی حکومت کا خاتمہ چاہتی ہیں۔

❑❑❑❑

بریزنسکی: امریکہ ایک بیوقوف خچر کی طرح اسرائیل کے پیچھے چلنا چھوڑ دے

امریکہ کے چوٹی کے حکمت عملی کے ماہر اور خارجہ پالیسی کے حقیقت پسند ماہرین کے مکتب فکر کے غیر سرکاری سربراہ، Zbigniew Brezezinsky نے امریکہ اور اسرائیل کے تعلقات کی غیر خوشامد پسند منظر کشی کی ہے۔ بریزنسکی نے قومی ایرانی امریکی کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''میرے خیال میں یہ کوئی تہہ شدہ فرض نہیں کہ اسرائیلی جو کچھ بھی کریں، امریکہ کو ایک بیوقوف خچر کی طرح ان کے پیچھے چلنا ہے۔اگر وہ صرف اس مفروضے پر جنگ شروع کر دیں کہ ہم تو لازمی طور پر اس جنگ میں کھچے چلے آئیں گے، تو میرے خیال میں دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ہمارے قومی فیصلے آپ نے نہیں کرنے ہیں۔میرے خیال میں امریکہ کو یہ حق ہونا چاہیے کہ ہم اپنی قومی سلامتی پالیسی خود بنائیں''۔کسی بھی ایسی ذمہ داری سے انکار کرکے جو امریکہ کو ایک بیوقوف خچر کی طرح اسرائیل کے پیچھے چلنے پر مجبور کرتا ہو، بریزنسکی نے ٹھیک طور پر یہ واضح کیا ہے کہ اب تک امریکہ یہی کچھ کرتا چلا آرہا ہے۔یہ موقف اختیار کرکے کہ امریکہ کا یہ حق ہے کہ اس کی اپنی ایک قومی سلامتی پالیسی ہونی چاہیے، سابق قومی سلامتی مشیر نے اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ جان ایف کینیڈی، جو اسرائیلی جوہری پروگرام کو ختم کرنے کی ایک ناکام کوشش میں بین غورین (سابق اسرئیلی وزیراعظم) کے ساتھ ایک پوشیدہ جنگ میں ملوث ہو گئے تھے، کے قتل کے بعد سے اب تک امریکہ اس حق سے محروم رہا ہے۔بریزنسکی کا یہ زور دینا کہ اسرائیل امریکہ کو ایک بیوقوف خچر کی طرح ناک سے پکڑ کے کھینچ رہا ہے، اپنی نوعیت کا ایک واضح ترین بیان ہے جو عوام کے سامنے کسی اعلیٰ سطح کے امریکی پالیسی ساز کی طرف سے آیا ہو۔بریزنسکی کے یہ تاثرات ان دلائل کی عکاسی کرتے ہیں جو چوٹی کے امریکی

سیاسی ماہرین Walt اور Mearsheimer نے اپنی کتاب The Israel Lobby میں پیش کیے۔

□□□□

مصر مشتبہ آئین کو اسلامی لبادے میں نافذ کر رہا ہے

مصر کی اسلام پسند پارلیمنٹ نے ایک عبوری آئین کی حمایت کر دی ہے جس میں ایسی اقدامات کیے گئے ہیں جس سے شریعت یعنی اسلامی قانون کو قانون سازی کے لیے بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔ اب یہ عبوری آئین صدر مرسی کو بھیجا جائے گا جو کہ متوقع طور پر اس معاملہ پر ریفرینڈم کروائیں گے۔ یہ قدم اس موقع پر اٹھایا گیا ہے جب آئینی عدالت نے کہا ہے کہ وہ اتوار کے روز پارلیمنٹ کو تحلیل کرنے کے بارے میں کوئی فیصلہ کرے گی۔ جب سے صدر نے اپنے لیے غیر معمولی نئی طاقت حاصل کی ہے مصر کی عدلیہ اور صدر آمنے سامنے آ کھڑے ہوئے ہیں۔ گزشتہ ہفتے اس اعلان کے سامنے آنے کے بعد سے مصر مظاہروں کی زد میں آ گیا ہے اور جمعہ کے دن مزید مظاہروں کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ مرسی کہتے ہیں کہ ان کا یہ فیصلہ کم سے کم مدت کے لیے ہے۔ آئینی اسمبلی کے لبرل، بائیں بازو اور عیسائی ممبران نے

ووٹ کا بائیکاٹ کیا اور یہ الزام لگایا کہ اسلام پسند اپنا تصور تھوپنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک مسلسل سیشن میں جو جمعرات کو شروع ہوا اور رات دیر تک جاری رہا، اسمبلی نے عبوری آئین کے تمام ۲۳۴ آرٹیکل کی حمایت کر دی۔ بی بی سی کے نمائندے جان لین (Jon Leyne) نے قاہرہ میں کہا کہ یہ تمام اقدامات یقینی طور پر عدالت کے کسی بھی ممکنہ فیصلے سے نمٹنے کے لیے کیے گئے ہیں جس کے مرسی اور اس کے حمایتی اخوان المسلمین کے ساتھ اختلافات ہیں۔ مصر کی سرکاری ٹیلی ویژن کے مطابق، منظور کی گئیں دفعات اس بات کو ضروری قرار دیتے ہیں کہ ریاست کا مذہب اسلام ہے اور شریعت کے اصول ہی قانون سازی کے لیے بنیادی ماخذ ہیں۔ ﴿**یہ حسنی مبارک کے پچھلے آئین سے بالکل بھی مختلف نہیں ہے جسکی حکومت کا تختہ پچھلے سال الٹ دیا گیا تھا۔**﴾ سلفی اور اخوان کے کچھ ممبران 'اصول' کو 'قوانین' سے تبدیل کرانے میں ناکام رہے۔ سرکاری ٹی وی نے اطلاع دی کہ عبوری آئین یہ بھی کہتا ہے کہ مصر کے یہودیوں اور عسائیوں کے لیے یہودیت اور عسائیت قانون سازی کا اصل ماخذ ہو گی۔ اسمبلی نے ایک نئی شق کی بھی تبنی کی ہے کہ جامعۃ الازہر کی سنی مسلم فقہ کی اتھارٹی سے شریعہ سے متعلق معاملات پر مشورہ لازم ہے۔ صدر کے لیے اپنے عہدے پر برقرار رہنے کے لیے مدت چار سال تک محدود ہو گی۔

□□□□

اقوام متحدہ میں فلسطینیوں نے ایک 'بے وجود' ریاست کا ووٹ جیت لیا:

فلسطینیوں نے جمعرات کے دن اقوام متحدہ میں اپنی حیثیت کو بڑھانے کے لیے 193 میں سے 138 حاصل کر کے ایک واضح فتح حاصل کر لی جس سے ایک خود مختار فلسطینی ریاست کے قیام کی طرف واضح اشارے ملتے ہیں۔ رائے شماری سے پہلے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے، بزرگ فلسطینی رہنما محمود عباس نے قرارداد کو فلسطینی ریاست کا 'پیدائشی سرٹیفکیٹ' قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ فلسطین کو امن کی اشد ضرورت ہے اور اس بات پر اصرار کیا کہ اقوام متحدہ کے قدم کا مقصد اسرائیل کے ساتھ امن کے لیے آخری فیصلہ کن سنجیدہ کوشش کی شروعات کرنا ہے۔ اس قرارداد سے اقوام متحدہ کے اندر فلسطینی وفد کی حیثیت ایک غیر ممبر مبصر entity سے بڑھ کر غیر ممبر مبصر ریاست کی ہو جائے گی۔ یہ اقوام متحدہ کی مکمل ممبر شپ کے برابر نہیں اور زیادہ تر تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ مستقبل قریب میں اس قرارداد سے فلسطین اور اسرائیل کے درمیان طاقت کے توازن میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ مگر فلسطینی سرکاری اہلکاروں کا کہنا ہے کہ اس سے فلسطین کو عالمی فوجداری عدالت اور دیگر اقوام متحدہ کی ایجنسیوں میں جانے کا موقع ملے گا اور اس عمل سے اسرائیل خبردار ہوا ہے اور اس سے فلسطینیوں کو مزید سیاسی آزادی ملی ہے۔ وہ امید کرتے ہیں کہ جمعرات کی رائے شماری سے اسرائیل کے ساتھ مزاکرات میں ان کی پوزیشن مستحکم ہو گی اور خود محمود عباس کی مسلسل کمزور ہوتی ہوئی ساکھ مضبوط ہو گی۔ برطانیہ کی طرف سے رائے شماری میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ، اسرائیل کے لیے ایک مثبت خوشخبری تھی جہاں فلسطینی موقف کی حمایت ایک مقبول عام رائے ہے۔ جمعرات کی رائے شماری برطانوی حکومت کے تابع فلسطین کو اقوام متحدہ کے تحت یہودی اور عرب ریاست میں تقسیم کرنے کی پینسٹھویں (۶۵) سالگرہ کے موقع پر کی گئی۔

□□□□

پنیٹا: ۲۰۱۴ء کے بعد کے افغان میں بہت کام کرنا ہوگا

جمعرات کے روز سیکریٹری دفاع لیون پنیٹا نے کہا: ۲۰۱۴ء میں امریکی افواج کے انخلا کے بعد القاعدہ کو افغانستان میں ایک محفوظ پناہ گاہ بنانے سے روکنے کے لیے، امریکہ افغانستان کے اندر انسداد دہشتگردی کی مہم کو جاری رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پنیٹا گان کی ایک نیوز کانفرنس سے بات کرتے ہوئے پنیٹا نے بتایا کہ افغانستان میں انسداد دہشتگردی کی کوشش اور افغان فورسز کی ٹریننگ اور مشاورت کے لیے امریکہ کی موجودگی ضروری ہے۔ پنیٹا نے کہا کہ اگرچہ امریکی قیادت میں ۲۰۰۱ء کے افغانستان پر حملے کے بعد سے القاعدہ کو کافی دھچکے لگے اور اب موجودہ اندازے کے مطابق پورے ملک میں اس کے سو کے لگ بھگ جنگجو رہ گئے ہیں مگر پھر بھی یہ افغانستان میں ایک مسلسل چیلنج ہے۔ پنیٹا نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ القاعدہ اب بھی مسلسل کاروائیاں کر رہی ہے اور انٹیلی جنس ذرائع کے مطابق اب القاعدہ افغانستان میں اپنی پوزیشن اور اثر بڑھانے کے لیے نئے راستے تلاش کر رہی ہے۔ گزشتہ ہفتے پنیٹا نے کہا تھا کہ القاعدہ اور پاکستان میں اس سے منسلک

دہشت گرد گروہ، شمال مشرقی افغانستان کے دشوار گزار علاقے اور خصوصی طور پر کنڑ اور نورستان کے صوبوں کو اپنے لیے محفوظ پناہ گاہیں تصور کرتے ہیں۔ پنیٹا نے اس عزم کا اظہار کیا کہ القاعدہ کو یہ پناہ گاہیں واپس حاصل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ جمعرات کے اپنے تاثرات میں پنیٹا نے یہ بتانے سے گریز کیا کہ انسداد دہشتگردی کے اس مشن کے حصول کے لیے کتنے امریکی فوجی اور وقت درکار ہو گا۔ اس نے کہا کہ counter terrorism فورس کی تعداد ابھی زیر بحث ہے۔ افغانستان میں امریکی افواج کی موجودہ تعداد ٦٦٠٠٠ کے قریب ہے۔ اوبامہ انتظامیہ اس بات پر غور کر رہی ہے کہ ۲۰۱۴ء کے بعد ان میں سے کتنے فوجی پیچھے رہنے چاہییں، کچھ اہلکار دس ہزار فوجیوں کی موجودگی کے حق میں نظر آتے ہیں۔

❑❑❑❑

بقیہ: سعد جگرانوی، کوٹ لکھپت جیل میں

کے سربراہ سعد جگرانوی کے خلاف دہشت گردی اور بغاوت کے مقدمات درج کیے گئے ہیں۔ اب سعد جگرانوی کو ان الزامات کی بنا پر کوٹ لکھپت جیل، لاہور منتقل کر دیا گیا ہے۔ یہ وہی جیل ہے جہاں ایک امریکی جاسوس اور تین پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو بھی چند دنوں کے لیے رکھا گیا تھا۔ لیکن سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار زرداری اور کیانی نے ریمنڈ ڈیوس کو مقدمہ ختم کروا کر بحفاظت ملک سے باہر بھجوا دیا تھا جبکہ خلافت کے قیام کے لیے نبوت ﷺ کے طریقے پر چلتے ہوئے پرامن سیاسی جدوجہد کرنے والے سعد جگرانوی پر چار بے بنیاد اور جھوٹے مقدمات ڈال دیے گئے ہیں تاکہ وہ ایک لمبے عرصے تک جیل سے باہر نہ نکل سکے۔ ریمنڈ ڈیوس کو مختصر قید کے دوران فائیو سٹار ہوٹلوں والی سہولیات فراہم کی گئیں جبکہ اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کرنے والے سعد جگرانوی کو دوران تفتیش ذہنی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ زرداری، کیانی اور ان کے ساتھی غداروں کا ٹولہ یہ جان لے کہ انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن امریکہ کی غلامی اور چاکری قبول کر کے دنیا اور آخرت کی بربادی کو اپنے لیے مقدر بنا لیا ہے۔ بن علی، قذافی اور حسنی مبارک دنیا میں امت کے غم و غصہ کا نشانہ بن چکے ہیں اور جلد ہی تم شام کے کذاب بشار کے خاتمے کی خبر سنوں گے۔ زرداری، کیانی اور ان کے ساتھی غدار یہ جان لیں کہ ان کی مہلت کا بھی جلد ہی خاتمہ ہونے والا ہے اور اس حقیقت کو ان کا آقا امریکہ بھی اچھی طرح جانتا ہے۔ تمھارا حزب التحریر کے شباب کا پیچھا کرنا، انھیں گرفتار کرنا، انھیں تشدد کا نشانہ بنانا کسی صورت خلافت کے قیام کو روک نہیں سکتا کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وعدہ ہے۔ **حزب التحریر** افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ کشمیر، فلسطین، افغانستان اور خصوصاً شامی مسلمانوں کے عزم و استقلال سے تحریک حاصل کریں اور آگے بڑھیں، سیاسی و فوجی قیادت میں موجود امریکی ایجنٹوں اور امت کے غداروں کو اکھاڑ پھینکیں، خلافت کے قیام کے لیے **حزب التحریر** کو نصرۃ فراہم کریں اور دنیا و آخرت کی عزت اور سربلندی کو اپنے نام کر لیں۔

شہزاد شیخ

پاکستان میں حزب التحریر کے ڈپٹی ترجمان

❑❑❑❑

بقیہ: طالبان مذاکرات

1۔ واحد سیاسی ہدف صرف خلافت راشدہ کا قیام ہونا چاہیے جس کے تحت خلیفہ کو اس بات پر بیعت دی جائے گی کہ وہ قرآن، سنت، اجماع الصحابہ اور قیاس کی بنیاد پر حکومت کرے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی قسم کا سیاسی حل جو اس مقصد سے عاری ہو وہ غیر شرعی ہے۔

2۔ زندگی کے تمام شعبوں میں یعنی معیشت، سیاست، معاشرت اور خارجہ امور میں، صرف اسلام کا مکمل نفاذ ہونا چاہیے۔ اسلام کا جزوی نفاذ کسی بھی شکل و صورت میں مسترد کر دینا چاہیے۔

3۔ افغان حکومت کے کسی بھی عہدہ دار سے کسی بھی سمجھوتے کے لیے کسی قسم کے مذاکرات حق کو باطل کے ساتھ خلط ملت کرتا ہے، کیونکہ یہ افغانستان میں امریکہ کی ایجنٹ حکومت کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ حق سے پیچھے ہٹنے اور باطل کی جانب پیروی کا پہلا قدم ہے، خواہ یہ پیرس میں "تحقیقی کانفرنس" میں شرکت کے پردے میں ہی کیوں نہ ہو جس میں افغان حکام اور طالبان کے نمائندے شرکت کر رہے ہیں۔ اس قسم کی کانفرنسیں ہی خطرناک سیاسی گڑھے میں گرنے کی جانب پہلا قدم ہوتی ہیں......

مذکورہ تجاویز کی پیروی کر کے طالبان بیک وقت دو پیغام دے سکتے ہیں:

پہلا: دنیا کو یہ پیغام جائے گا کہ طالبان حق پر ثابت قدم ہیں، وہ حق کے مقابلے میں کسی چیز پر راضی نہیں ہوں گے۔ دنیا یہ بھی جان لے گی کہ استعماری کفار کے منصوبوں سے طالبان کو دھوکہ دینا ممکن نہیں۔

دوسرا: امت مسلمہ کو یہ پیغام جائے گا کہ طالبان خلافت کے لیے کام کر رہے ہیں تاکہ اسلام اور مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کیا جائے۔

﴿هَـٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾

"یہ لوگوں کے لیے واضح پیغام ہے اس سے ان کو ڈرنا چاہیے اور ان کو جاننا چاہیے کہ وہی اکیلا معبود ہے اور عقل والوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہیے"۔ (ابراھیم: 52)

عثمان بخاش

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے ڈائریکٹر

❑❑❑❑

نوید بٹ کے اغوا کو چھ ماہ گزرنے پر دنیا بھر میں مظاہرے



سوڈان: نوید بٹ کے اغوا کو چھ ماہ گزرنے پر حزب التحریر ولایہ سوڈان کی طرف سے پاکستان کی حکومت کے خلاف مظاہرہ کیا گیا



انڈونیشیا: نوید بٹ کے اغوا کے خلاف انڈونیشیا میں حزب التحریر کے ممبران کا مظاہرہ

نوید بٹ کے اغوا کو چھ ماہ گزرنے پر پاکستان بھر میں مظاہرے



لاہور: حزب التحریر کے ممبران نوید بٹ کے اغوا کے خلاف مظاہرے میں شریک



کراچی: نوید بٹ کا اغوا خلافت کے قیام کو روک نہیں سکتا۔ حزب التحریر کے ممبران کا پاکستان کی حکومت کو پیغام

حزب التحریر بین الاقوامی خواتین کانفرنس کا انعقاد کر رہی ہے

''خلافت: خواتین کا غربت اور بے سہارگی سے تحفظ''

حزب التحریر کا مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر انڈونیشیا کے اشتراک سے ہفتہ 22 دسمبر 2012 کو جکارتہ، انڈونیشیا میں ایک یادگار خواتین کانفرنس منعقد کر رہا ہے۔ اس کانفرنس کا عنوان ہے: ''**خلافت: خواتین کا غربت اور بے سہارگی سے تحفظ**''۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر سے پندرہ سو بااثر اور مقرر خواتین شرکت کریں گی اور مسلم دنیا میں اور عالمی سطح پر خواتین کو درپیش قابل مذمت غربت اور ان کے معاشی استحصال پر گفتگو کریں گی۔ اس کے علاوہ خلافت کے نظام کو ایک ایسے حکومتی ماڈل کے طور پر پیش کیا جائے گا جو دنیا بھر کی خواتین کے مسائل کو حل کر سکتا ہے۔ یہ کانفرنس حزب التحریر کی جانب سے پچھلے چند ہفتوں سے اس مسئلہ پر جاری عالمی مہم کا نقطہ عروج ہو گی۔

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی خاتون نمائندہ ڈاکٹر نظرین نواز نے کہا کہ ''پوری مسلم دنیا میں کروڑوں خواتین روزانہ معاشی بقاء کی جنگ لڑتی ہیں۔ بے انتہا غربت نے کئی خواتین کو بیرون ملک ملازمت کی تلاش پر مجبور کر دیا ہے اور اس دوران اکثر انھیں انتہائی برے سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اپنا اور اپنے خاندان کا پیٹ بھرنے اور سڑکوں پر بھیک مانگنے سے بچنے کے لیے اکثر خواتین کو ایسی ملازمتیں کرنی پڑتی ہیں جس میں ان کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ دراصل یہ ایک خود ساختہ غربت ہے۔ یہ خواتین مسلم دنیا کی بدعنوان اور نااہل حکومتوں کے ظلم کا شکار ہیں جنھوں نے اپنی ذاتی دولت میں اضافہ مسلم دنیا کے وسائل کو لوٹ کر کیا ہے۔ یہ خواتین اس خراب اور ظالم سرمایہ دارانہ نظام کا شکار ہیں جنھیں یہ حکمران اپنے ملکوں میں نافذ کرتے ہیں''۔

انھوں نے کہا کہ ''اس زہریلے سرمایہ دارانہ نظام نے، جس کی بنیاد آزاد منڈیوں کی معیشت اور سود پر مبنی مالیاتی نظام پر ہے، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کو بے تحاشا فروغ دیا ہے جس کی وجہ سے دنیا بھر کی خواتین، جس میں مغربی ممالک میں رہنے والی کروڑوں خواتین اور زیادہ شرح پیداوار کو حاصل کرنے والے ممالک جیسے چین، بھارت، ترکی اور برازیل کی خواتین بھی شامل ہیں، غربت اور معاشی غلامی کا شکار ہو گئیں ہیں۔ مسلم دنیا میں مغربی ممالک نے گلوبلائزیشن، آزاد معیشت اور آئی۔ ایم۔ ایف اور عالمی بینک سے قرضوں کی سرمایہ دارانہ استعماری پالیسیاں تھوپی ہیں اور مسلم دنیا کی معیشتوں کو مغربی ممالک اور ملٹی نیشنلز کے مفادات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا ہے جس کے نتیجے میں عام آدمی بے حال، مقامی منڈیاں تباہ اور لوگوں سے ان کی دولت اور وسائل کو چھینا گیا ہے''۔

ڈاکٹر نظرین نواز نے کہا کہ ''اس کے ساتھ ساتھ اس تباہ کن مادی سرمایہ دارانہ نظریہ حیات نے، جو زندگی میں دولت کو تمام دوسری اقدار پر فوقیت دیتا ہے، خواتین کے ملازمت کرنے کے حق کو اس طرح پیش کیا ہے کہ جیسے ماں ہونے کی ذمے داری اور مرد اور ریاست کی جانب سے عورت کی معاشی سرپرستی اور نگہبانی کا تصور ایک فرسودہ سوچ ہے۔ اس طرح یہ سرمایہ دارانہ نظام خواتین کو کام کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اس صورتحال نے خواتین پر ایک معاشرتی دباؤ کو جنم دیا ہے کہ وہ بھی ملازمت تلاش کریں تا کہ انھیں اپنی قدر و قیمت کا احساس ہو اور اس ظلم کو قبول کر لیں جس میں ایک ہی وقت میں وہ پیسہ کمانے اور گھر چلانے کی ذمہ دار ہوں اور اس کے نتیجے میں اپنے لازمی اور انتہائی ضروری ماں کے کردار کو فراموش کر دیں جس کے تحت انھوں نے مستقبل کی نسلوں کی پرورش اور کردار سازی کرنی ہوتی ہے۔ اس نظام نے خواتین کو غیر انسانی کردار اپنانے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ صرف ایک معاشی ضرورت کی چیز ہیں جس کے ذریعے ریاستیں معاشی فوائد حاصل کرتی ہیں اور جو خواتین یہ نہیں کر پاتیں انھیں اور ان کے بچوں کو بے آسرا چھوڑ دیا جاتا ہے''۔

انھوں نے مزید کہا کہ ''یہ یادگار کانفرنس پوری دنیا سے خواتین کو اکٹھا کرے گی تا کہ خلافت کے حکومتی نظام کو ایک ایسے نظام کے طور پر پیش کیا جائے جو ناقابل مذمت معاشی مشکلات اور استحصال کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ اس نظام کی اس خوبی کو واضح کیا جائے گا کہ یہ انسانوں کی ضروریات کو معاشی فوائد پر فوقیت دیتا ہے اور خواتین کو ایک قابل عزت انسان کے طور پر دیکھتا ہے جنھیں ہمیشہ ان کے مرد رشتہ داروں یا ریاست کی جانب سے مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ نظام انھیں دولت پیدا کرنے کی مشین کے طور پر نہیں دیکھتا لیکن اس کے ساتھ ہی انھیں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی پسند کی ملازمت اختیار کر سکتی ہیں۔ اس کانفرنس میں خلافت کی زبردست اور منفرد اسلامی معاشی پالیسیاں بھی پیش کی جائیں گی جو کہ غربت کے خاتمے اور معاشی تحفظ کی فراہمی کے لحاظ سے ثابت شدہ ہیں۔ یہ ایک ایسی ریاست ہو گی کہ جسے دنیا بھر کی خواتین ایک ایسے ماڈل کے طور پر دیکھ سکیں گی جہاں وہ خود کو غربت اور استحصال سے محفوظ رکھ سکیں گی۔ ہم ان تمام خواتین کو اس اہم کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں جو ایک ایسے حقیقی حل کی تلاش میں ہیں جو موجودہ معاشی جبر اور استحصال کا خاتمہ کر سکے''۔

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

''کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو'' (الملک: 14)

ڈاکٹر نظرین نواز
مرکزی میڈیا آفس کی خاتون نمائندہ

امریکہ اور روس وسطی ایشیا میں براہ راست لڑائی سے بچتے ہوئے بالواسطہ لڑ رہے ہیں اور اس لڑائی میں دونوں کا اپنا اپنا حصہ ہے

Rossiyskaya Gazeta.1 اخبار نے 21 ستمبر 2012 کو یہ رپورٹ شائع کی کہ 20 ستمبر 2012 کو صدر ولادی میر پیوٹن کا دورہ جمہوریہ کرغیزستان کامیاب رہا۔ روسی صدر ولادی میر پیوٹن اور کرغیزستان کے صدر المازبیک اتامبایوف نے ایک پریس کانفرنس کی، جس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ان کی بات چیت مفید رہی اور اس کے نتیجے میں عسکری ،سیاسی اور اقتصادی میدانوں میں کافی سارے معاہدوں پر دستخط ہوئے ہیں۔ AFP نیوز ایجنسی نے 20 ستمبر 2012 کی نشریات میں روسی اخبار کی رپورٹ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ معاہدات سابق سوویت ری پبلک میں روسی عسکری موجودگی کے معاہدے کی توسیع پر مشتمل ہے اور ان معاہدات کے ذریعے کرغیزستان کے ان قرضوں کو منسوخ کیا گیا جو 500 ملین ڈالر کے لگ بھگ ہیں۔ اسی طرح روسی وزیر دفاع اناتولی سردیوکوف ،جو اس دورے میں صدر پیوٹن کے ہمراہ رہا، نے بھی اپنے کرغیزی ہم منصب کے ساتھ " کرغیزستان میں موجود روسی فوجی اڈے کی حیثیت اور کام کرنے کے طریقہ کار" کے حوالے سے ایک معاہدے پر دستخط کیے۔ کریملین نے اس معاہدے پر دستخط سے تھوڑی دیر قبل اعلان کیا تھا کہ یہ معاہدہ کرغیزستان میں روس کی 15 سالہ عسکری موجودگی کو منظم کرے گا، جس کا آغاز 2017 سے ہوگا اور اس میں پانچ سال مزید توسیع ممکن ہے۔

2 روسی اخبار" کومیر سانت" (Kommersant) نے اس سے پہلے مورخہ 23 اگست 2012 کے شمارے میں اس طرف اشارہ کیا تھا کہ واشنگٹن نے ماسکو کے ساتھ پھر کھیل شروع کر دیا ہے اور یہ واضح کیا کہ وسطی ایشیائی خطے میں امریکہ اور روس کے درمیان مقابلہ بڑھ گیا ہے۔ اس اخبار کے مطابق روس نے اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کرغیزستان کے ساتھ ایسے وقت میں روابط بڑھانے کی کوشش کی ہے جبکہ امریکہ ازبکستان کے ساتھ فوجی اڈوں کے موضوع پر بات چیت کرنے میں مشغول ہے۔ اخبار نے مزید کہا کہ امریکی اور ازبک حکام کے درمیان یہ گفتگو ازبکستان میں "مرکز برائے تعاون" کے قیام اور اس کی فوری ازبکستان منتقلی کے متعلق ہے اور یہ توقع کی جاتی ہے کہ یہ مرکز کچھ عرصے بعد ازبکستان میں امریکی فوجی اڈے میں تبدیل ہو جائیگا اور یہی مرکز 2014 میں افغانستان سے امریکی مسلح افواج کے بڑے حصے کے انخلاء کے بعد خطے میں باہم مربوط کاروائیوں کو سرانجام دینے کا کام کرے گا۔ نیز اس مرکز کو افغانستان میں موجود نیٹو افواج کے زیر استعمال تکنیکی ساز وسامان ،لوازمات اور افغانستان چھوڑنے والی نیٹو فورسز کے اسلحہ سے مزین کیا جائے گا اور بعد میں یہ ساز وسامان اور اسلحہ ازبکستان کو تحفے میں دے دیا جائے گا۔ اس طرح ازبکستان امریکہ کے ساتھ مکمل اسٹریٹجک پارٹنرشپ کے مرحلہ میں داخل ہو گیا ہے۔

3 .امریکہ ازبکستان تعلقات ، بش اور کریموف کے درمیان مارچ 2002 میں اسٹریٹجک پارٹنرشپ کے اعلان کے بعد بالخصوص بتدریج ارتقاء کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ 2009 میں ازبکستان کے ساتھ امریکہ کے تعاون کے معاہدے پر دستخط کے بعد تعلقات کے ارتقاء کی سطح اور بھی بلند ہوگئی اس معاہدے میں دونوں ملکوں کے درمیان ملٹری ایجوکیشنل پروگرام اور تعلیمی امتحان کے سیشنز بھی شامل ہیں۔ 2009 میں ہونے والے اس اعلیٰ سطحی معاہدہ کے بعد روس نے کرغیزستان اور ازبکستان کے درمیان دھوکے سے ایک تنازع ایجاد کیا ،تاکہ امریکہ اور ازبکستان کے تعلقات میں روکاوٹ ڈالے ،کیونکہ روس سے کریموف کی بغاوت اور امریکہ کی طرف اس کے جھکاؤ نے اس کو بہت بے چین کر دیا، خاص کر اس حقیقت کے تناظر میں کہ روس نے اندیجان کے واقعات میں اس کے ساتھ تعاون کیا تھا۔ لیکن امریکہ کی اقتصادی اور فوجی ترغیبات (لالچ) نے اس کو امریکہ کی طرف مسلسل بڑھنے اور روس سے واضح دوری پر مجبور کیا ،جس کا اظہار اس وقت ہوا جب تیز رفتاری سے کارگزاری دکھانے والی فورس Rapid Deployment Forces کے قیام کیلئے خطے کے بعض ممالک کے ساتھ روسی معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ کرغیزستان نے ماسکو میں 14 جون 2012 کو اس معاہدے پر دستخط کیے اور ازبکستان نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کیا بلکہ ازبکستان نے 26 اگست 2009 کو اجتماعی تحفظ کی تنظیم کے تحت ہونے والی مشقوں میں حصہ لیا، یہ مشقیں 15 اکتوبر 2009 تک جاری رہیں۔

4 روس اس بات پر مجبور ہوا کہ وہ کریموف کی امریکہ کے ساتھ قربت کو ختم کرے، چنانچہ روس نے ازبکستان کیلئے مشکلات پیدا کرنا شروع کیں اور کرغیزستان سے ازبک اقلیت کی بڑی تعداد کو واپس ازبکستان ہجرت پر مجبور کیا تاکہ روس اس مسئلہ کو حل کرنے کے بہانے ازبکستان میں اجتماعی امن تنظیم (Collective Security Organization) کے تحت مداخلت کر سکے جبکہ ازبکستان کی اس تنظیم کی تکنیت کچھ عرصے سے معطل ہے۔ روس یہ سمجھتا تھا کہ جب اس مسئلے میں شدت پیدا ہوگی تو اس مسئلہ کے حل کے لیے ازبکستان کو اجتماعی امن تنظیم سے رجوع کرنا پڑے گا اور چونکہ اس تنظیم کی سربراہی روس کے ہاتھوں

میں ہے ،اس لیے ازبکستان روس کی اطاعت اورامریکہ سے دوری اختیارکرنے پر اپنے آپ کومجبور پائے گا۔

چنانچہ روس نے کرغیزستان کی عبوری حکومت اور اس کے قریبی ساتھیوں کوجوکرغیزستان کے شرفاء کے علاوہ ہیں،ازبک آبادی پرحملوں،قتل کرنے اوران کےگھروں کوگرانے پراکسایا،یہاں تک کہ وہ بھاگ کرازبکستان کے حدود میں چلے جائیں، یہ منصوبہ تقریباً کامیاب ہونے ہی والاتھا اور ازبکستان اجتماعی امن تنظیم میں شرکت اوراس مسئلے کےحل کیلئے روس کی سرکردگی میں اپنی فورسز بھیجنے پرآمادہ ہوجاتا ، اگرتاشقند میں متعین امریکی سفیرامریکی حکومت کی ترجمانی کرتے ہوئے مداخلت نہ کرتا،جس نے ازبک حکومت کے ساتھ رابطہ کرکے اس کواجتماعی امن تنظیم کی فوجوں کے ساتھ تعاون سے نہ کرنے پرراضی کرلیا۔ازبک حکومت نے امریکہ کی بات مانتے ہوئے ازبک تارکین وطن کے لئے اپنی سرحدیں بند کردیں جبکہ اس سے پہلےسرحدکوکھول دیا گیا تھااور ایک لاکھ کےقریب بےگھر ہونے والے تارکین وطن بارازبکستان پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ روس ازبکستان کواجتماعی امن تنظیم اور Rapid Action Forces میں کھینچنے میں ناکام ہوگیا۔

5. دوسری جانب امریکہ نےمختلف ذریعوں سےازبکستان کےساتھ اپنے تعلقات مستحکم کرنے کیلئے کوشش کی اور اس مقصد کیلئے اس نے ازبکستان کومسلسل مالیاتی تعاون فراہم کیااورایسا لگتا ہے کہ امریکہ بالآخراپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا ۔ اگست 2012 میں منعقد ہونے والے ازبک امریکن بزنس فورم کے دوران ازبک اورامریکی کمپنیوں کے درمیان 2.8 بلین ڈالر کے معاہدے پردستخط ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک کے درمیان خارجی تجارت کا حجم جو 2011 کے پہلے نصف میں 127 ملین ڈالر تھا، سے تجاوز کرکے 249.9 ملین ڈالرتک پہنچ گیا۔اس امریکی تعاون کی وجہ سے ہی ازبکستان نے مشترکہ تعاون میں داخل ہوکرامریکہ کےقریب ہونے کا واضح اشارہ دیا۔ اس کے ساتھ ہی Dan Burton کی سرکردگی میں امریکی ایوان نمائندگان کے ایک گروپ نے جولائی 2012 میں ازبکستان کا دورہ کیا ،جہاں ازبکستان کی وزارت خارجہ کے ساتھ حکومت ازبکستان اور ازبک پارلیمنٹ کے تحت بات چیت ہوئی۔ اس کے بعد اسلام کریموف کی طرف سے صدارتی محل ’’ آکسرائے ‘‘(Akasraa) میں امریکی وفد کا استقبال کیا گیا اور دوران گفتگو کریموف نے یہ واضح کیا کہ’’ امریکی ایوان نمائندہ گان کے اس اعلی سطحی گروپ کادورہ ازبکستان اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ازبک امریکی تعلقات آگے بڑھ رہے ہیں،اوراس دورے نے قومی امن اوراستحکام کے مسئلے کے حوالے سے تبادلہ خیال کا موقع فراہم کیاہے،جس کی دلیل حالیہ دوطرفہ تعلقات اورنقطہ ہائے نظرہیں‘‘۔ [www.usakgundem.com/07. Temmuz 2012]

6. اس کے ساتھ جون 2012 میں ازبکستان نے ایک خط کے ذریعے اجتماعی تحفظ تنظیم کے جنرل سیکرٹریٹ، جوشین ناٹو کے نام سے مشہور ہے، کواطلاع دی کہ تنظیم میں اس کی رکنیت معطل کردی جائے ۔ اخبار’’کومیر سانت‘‘ (Kommersant) نے یہ رپورٹ دی کہ تاشقند نے اس تنظیم سےعلیحدگی اس لیے اختیارکی تاکہ امریکہ کے ساتھ عسکری تعاون بڑھانے کیلئے راہ ہموار ہوسکے اور تاکہ ازبکستان تنظیم کے اس آخری قرارداد سے چھٹکارا حاصل کرے،جس کی رو سے تنظیم کا کوئی بھی رکن ملک، جب تنظیم سے باہر کسی ملک کو اپنی زمین پرعسکری بیس تعمیر کرنیکی اجازت دینا چاہے تواس کیلئے تنظیم سے منظوری کروانالازمی ہوگا۔اس طرح ازبکستان تنظیم سے علیحدہ ہوکر اس قرارداد کی ذمہ داری سے نکل گیا اوراسے امریکہ کے ساتھ عسکری بات چیت میں آزادی مل گئی ۔ ایسے خبریں بھی آرہی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ازبکستان اپنی سرزمین پر امریکہ کوفوجی اڈہ بنانے کی اجازت دینے والا ہے ،جوافغانستان سے 2014 کے بعد نکلنے والی تمام فورسز کا مرکز ہوگا ۔ یہ وہ حقائق ہیں جوماسکوفاونڈیشن برائے نظریات Moscow Foundation for Ideas (PIR-Center) کے ماہر’’وادیم کوزی لین‘‘نے 29 جون 2012 کواخبار’’کومیر سانت‘‘کودئے گئےاپنے بیان میں پیش کئے،اس نے کہا’’ایسامعلوم ہوتاہے کہ ازبکستان کافوجی اڈے کی تعمیر کے حوالے سے امریکہ کے ساتھ اتفاق ہوگیاہے، لہٰذااگراجتماعی تحفظ تنظیم میں اس کی رکنیت بدستور باقی رہتی توتاشقند کیلئےتنظیم کے باقی ارکان کے ساتھ اس موضوع پر بات چیت کرنا لازمی ہوتاپڑتی لیکن اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔

7. ازبکستان کےساتھ امریکی سرگرمیوں کی وجہ سے روس کا ردعمل شدید ہوگیاہے،جیسا کہ روسی وزارت خارجہ کے ایک ذمہ دار نے اخبار’’کومیر سانت‘‘ کےساتھ گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ’’ہمارےازبک ساتھیوں کو اچھی طرح ان تمام ممکنہ نتائج کوسمجھنا چاہئے جوامریکہ کےساتھ تعلقات بڑھانے کے وجہ سےظہور پذیر ہوسکتے ہیں،اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے نتیجے میں خطے میں 2014 کے بعدکشیدگی واقع ہو،تب ازبکستان اس حقیقت کوجان لےگا کہ اس کامکمل تحفظ امریکہ کے ذریعے سے نہیں بلکہ اجتماعی تنظیم کے رکن ممالک کے ذریعےممکن ہے "[www.zaman.com.tr/23.A?ustos [2012۔ روس نے امریکہ پربھی شدید تنقید کی ،جب وائس آف رشیا نے 3 ستمبر 2012 کواپنے ریڈیوسٹیشن سے ایک مضمون نشرکیا ،جس میں وسطی ایشیائی خطے اورآذربیجان کے ساتھ امریکہ کے تعقات پرشدید تنقید کی گئی ۔خبرنامے میں امریکہ اورمغرب پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ وہ خطے میں آمریتوں اورمطلق العنان حکومتوں کی پشت پناہی اور ان کو مالی تعاون فراہم کررہے ہیں ۔ریڈیو نے ’’امریکہ اورمطلق العنان حکومتوں کی حمائت‘‘ کےعنوان کے تحت مزید کہا کہ یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ کی اکثرخواہش ہوتی ہے کہ وہ دنیامیں جمہوریت پھیلانے کی مہم پر بات چیت کرے،جبکہ اس کے برعکس واقعہ یہ ہے کہ امریکہ

ہی ان آمرانہ حکومتوں کی پشت پناہی کا اصل سرچشمہ سمجھا جاتا ہے ۔لہذاوہ واضح طور پر دنیا کودوگروہوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے،ایک جو ''ہمارے اتحادی'' ہیں اوردوسراوہ جو''ہمارے اتحادی نہیں ہیں''یہ واضح حقیقت ہے۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ کاان آمریت پسند حکمرانوں کے بارے میں موقف، نیکاراگوواکے آمرحکمران کے متعلق امریکی صدرفرینکلن روزویلٹ کے اس مشہورمقولے سے مشابہت رکھتا ہے ،اس نے کہاتھا''وہ اگرچہ ناجائز بیٹا ہے ،لیکن بہرحال وہ ہمارابیٹا ہے''۔

8.روس نےصرف ردعمل پراکتفاءنہیں کیابلکہ اس نے ازبک امریکن تعلقات کے خلاف کرغیزستان کے ساتھ تعلقات بڑھانے کیلئے متحرک ہونے میں جلدی کی ،چنانچہ کرغیزی صدر المازبک اتام بایوف اور روس کے وزیراعظم کے پہلے معاون ایکورشوالیوف پرمشتمل ایک پینل نے مؤخرالذکر کی سرپرستی میں کرغیزستان میں عسکری شعبوں اور توانائی کے ذرائع کے حوالے سے دوطرفہ تعاون کے پروٹوکول پر دستخط کئے اور اس پروٹوکول میں''کانت'' کےعسکری اڈے میں روس کی سرگرمیوں میں 15 سال کی توسیع کا اعلان بھی ہوا۔ یوں''کانت'' کےعسکری اڈے کےمتعلق اس معاہدے میں توسیع کی تکمیل کی گئی ،جوشیڈول کے مطابق2017 میں ختم ہونا تھااور اب مزید 20 سال کیلئے اس میں توسیع کی گئی،اس طرح روس نے اپنے دیگر پارٹنرکی ہمراہی میں مستقبل میں متوقع امریکی سرگرمیوں کامقابلہ کرنے کیلئے طاقت کےتوازن کوبرابرکیا۔

9.اس طرح امریکہ نے اپنے منصوبوں کارخ ازبکستان کی طرف کردیا اور اس کے مقابلے میں روس نے کرغیزستان کی طرف کیا۔ افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ دونوں ممالک مسلم ممالک ہیں اورانکے وسائل پر قبضے کے لیے استعماری کفرآپس میں لڑ جھگڑ کررہے ہیں ۔جہاں تک دشمنِ اسلام ازبکستان کے صدر کریموف کی بات ہے ،جواپنی مسلمان قوم پرظلم ڈھاتا ہے، اورانہیں صرف اس ''جرم'' کی پاداش میں قتل کررہا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارارب اللہ ہے اوران پرسزاؤں کے مختلف اسالیب کے تجربات کررہاہے ،تو یہ ظالم، ازبک لوگوں کی گردنوں پر مسلط ہوکراپنے ڈکٹیٹرشپ کے بقاء کے بدلے اپنے کفارآقاؤں کے ہاتھوں اپنی زمینوں اور اپنے لوگوں کو بیچنے میں کسی پس وپیش سے کام نہیں لیتا۔ یہ صورتحال دوسری طرف امریکہ کی اس منافقت کوبھی بےنقاب کرتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو دنیامیں جمہوریت پسند کےطور پرمتعارف کرواتا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ سے کوئی بعیدنہیں کہ وہ فتح سے (مسلمانوں) کونوازے یااپنی طرف سے کوئی حکم بھیج دے ، جس کے نتیجے میں امریکہ روس اور یہودی کریموف پیٹھ دکھا کر بھاگیں گے،اور یہ اللہ کیلئے بالکل مشکل نہیں۔

❑❑❑❑

بقیہ: شام کے حوالے سے اقوام متحدہ کی رپورٹ

کاتعلق اللہ کے نازل کردہ کے مطابق حکومت کرنے سے ہے۔ اس کاتعلق ایک ایسے فاسد حکمران کے وجود اور اس سے چھٹکارہ پانے کے ساتھ ہے جس نے انسانی نسل اور شجروحجر کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کاتعلق ہراس مجرم کے احتساب کےساتھ ہے جس نے قتلِ عام میں اس سفاک کی معاونت کی، چاہے اس کاتعلق کسی بھی دین یافرقے کے ساتھ ہو حتی کہ وہ مسلمان بھی ہو۔ ہاں یہ احتساب عام لوگوں (عوام) کی طرف سے نہیں ہوسکتا بلکہ یہ محکمے کا کام ہے، کسی بھی فرقے کے مجرم افراد خواہ ان کی تعداد کتنی بھی ہو ، کے بدلے میں پورے فرقے کو اجتماعی سزانہیں دی جاسکتی، نہ اس فرقے کے حکمران کی سزا سب کودی جاسکتی ہے ، چاہے وہ حکمران کتنا ہی ظالم کیوں نہ ہو،ہاں اگروہ فرقہ پورا کاپورااس حکمران کے ساتھ کھڑاہوتوالگ بات ہے۔

اے اللہ اور رسول ﷺ کی خاطر غضبناک ہونے والےشام کے مسلمانو:

مغرب ہی اسلام کا کھلا دشمن ہے اس سے ہوشیاررہو،اس کی طرف سے شر کے علاوہ کچھ نہیں آسکتا ،لہٰذا اس کے لیے دروازے ہمیشہ کے لیے بند کردو۔ اس کومت پکارنا وہ تمہارے خلاف سازش ہی کرے گا۔ اب تو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اس نے سفاک بشار کے مقابلے کے دوران تمہارے ساتھ کیسا دھوکہ کیا اور تمہارے خلاف اس کے تمام جرائم پر پردہ ڈال دیا،سلامتی کونسل کوتمہارے اوپرظلم کا آلہ بنادیا۔ اب وہ اقلیتوں کے حقوق کے بہانے اسلامی سرزمین پر شام کے مبارک انقلاب کی کامیابی سے قبل اپنے ناپاک قدم رکھنا چاہتا ہے۔ اس کوایسا کرنے مت دو، یادرکھو کہ اگرتم نے امریکہ اورقومی اتحاد اور عسکری کونسل میں موجوداس کے ایجنٹوں کو قدم جمانے کا موقع دیا توتم بھی ہمارے عراقی اور فلسطینی بھائیوں کی طرح مصائب میں پستے رہوگے، بلکہ ان سے بھی شدید حالات کا شکار ہوجاؤ گے۔ جان لو کہ اگرتم ڈٹے رہے اورصبر کیا اورخلیفہ کے ہاتھ کے علاوہ اپنی طرف بڑھنے والے ہر ہاتھ کو جھٹک دیا اورصرف خلیفہ سے ہاتھ ملایا اور اللہ کے نازل کردہ کے مطابق حکومت کرنے کے لیے اس کی بلا تاخیرفوراً بیعت کرلی تب ہی اللہ کے اذن سے کامیابی تمہارے قدم چھومے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿یآ ایھا الذین آمنوا کونوا **قوّامین للّٰہ شھداء با لقسط و لا یجرمنکم شنآن قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقو اللّٰـہ ان اللّٰہ خبیر بما تعملون**﴾''اے ایمان والوسیدھے راستے پررہو انصاف کے ساتھ اللہ کی گواہی دو،کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کے خلاف نا انصافی پرآمادہ نہ کرے ،عدل کرو یہی تقوی کے زیادہ قریب ہے اللہ سے ڈرو بےشک جوکچھ تم کرتے ہواللہ اس سے باخبر ہے''(المائدہ:8)۔

7صفر1434 **حزب التحریر**

21/12/2012 **ولایہ شام**

بجلی کے بحران کے حوالے سے پالیسی

ربیع الاول 1434، بمطابق جنوری 2013

ولایہ پاکستان نے ملک میں جاری بدترین بجلی کے بحران کے حوالے سے ایک پالیسی دستاویز "Publicized Policy Position" جاری کی ہے۔ اس بحران نے جہاں ملک کی صنعت اور زراعت کے شعبے کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے وہیں روزمرہ کی زندگی کو بھی شدید متاثر کیا ہے۔

ا) مقدمہ: جمہوریت سرمایہ دارانہ نظام میں نجکاری کے تصور کی حفاظت کرتی ہے جس کی بنا پر بجلی ناپید اور مہنگی ہوگئی ہے۔

پاکستان میں حکومت بجلی کے بحران کی ذمہ دار ہے کیونکہ وہ جمہوریت کے ذریعے سرمایہ دارانہ نظام کو نافذ کر رہی ہے۔ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام نجکاری کے ذریعے اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ بجلی پیدا کرنے کے وسائل سے صرف چند مقامی اور غیر ملکی لوگ فائدہ اٹھائیں جبکہ عوام اس سے محروم رہیں۔ نجکاری کے نتیجے میں بجلی کی قیمت بڑھا دی جاتی ہے تاکہ نجی مالکان اپنے منافع میں بے تحاشا اضافہ کر سکیں۔ مثال کے طور پر ورلڈ بنک نے بجلی کی قیمتوں میں سال 2000 سے 2004 تک اپنی نگرانی میں اضافہ کروایا اور جس میں آج کے دن تک مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کے نتیجے میں لوگ اب سردیوں کے دنوں میں بجلی کا جتنا بل دیتے ہیں اتنا بل بڑے پیمانے پر بجلی کے کارخانوں کی نجکاری سے پہلے گرمیوں کے اُن دنوں میں جمع کرایا کرتے تھے جن دنوں میں بجلی کا استعمال سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرف نجی کمپنیاں بجلی کے پیداواری یونٹس کی مالک ہونے کی بنا پر اپنی دولت میں بے تحاشا اضافہ کرتی ہیں وہیں باقی معاشرہ مسلسل مہنگی ہوتی بجلی کی بنا پر اقتصادی بدحالی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک بجلی کی کمی کا تعلق ہے تو حکومت خود چند لوگوں کے فائدے کے لیے اربوں روپے کے قرضوں کی دلدل میں جا گری ہے۔ اس لیے نجی کمپنیاں اپنے منافع کی شرح کو برقرار رکھنے کے لیے بجلی کی پیداوار میں کمی کر دیتی ہیں کیونکہ انھیں اتنی رقم نہیں دی جاتی جتنا کہ انھیں دینے کے معاہدے کیے گئے ہیں۔ ''گردشی قرضے'' (circular debt) کی وجہ سے بجلی کی پیداوار دس ہزار میگاواٹ یا اس سے بھی کم رہ جاتی ہے جبکہ بجلی کی پیداوار کی گنجائش تقریباً بیس ہزار میگاواٹ ہے جو پانی کی کمی کی صورت میں تقریباً پندرہ ہزار میگاواٹ ہو جاتی ہے۔ یہ پیداواری صلاحیت ہماری طلب کو پورا کرنے کے لیے کافی ہے کیونکہ سردیوں میں بجلی کی طلب تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار جبکہ گرمیوں میں ساڑھے سترہ ہزار میگاواٹ ہوتی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گرمیوں میں آٹھ سے بارہ گھنٹوں جبکہ سردیوں میں چھ گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ کی اصل وجہ استعداد سے کم بجلی پیدا کرنا ہے۔ یہ تمام صورتحال صرف اس وجہ سے ہے کہ بجلی کو عوام کا حق قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس کو کاروبار کرنے کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔

ب) سیاسی اہمیت: سرمایہ دارانہ نظام کا بجلی کے پیداواری یونٹس پر کنٹرول کا فائدہ صرف استعماری طاقتوں اور موجودہ حکمرانوں کو حاصل ہوتا ہے جبکہ عوام اس سے محروم رہتے ہیں

ب1۔ پاکستان میں بجلی 65 فیصد تھرمل ذرائع یعنی فرنس آئل اور گیس سے، 33 فیصد ہائیڈل یعنی پانی کے ڈیموں کے ذریعے اور 2 فیصد نیوکلیئر یعنی ایٹمی ری ایکٹروں کے ذریعے پیدا ہوتی ہے۔ پاکستان کی بجلی کی پیداواری صلاحیت اتنی ہے کہ پورا سال بجلی کی موجودہ طلب کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

ب2۔ جہاں تک تھرمل ذرائع سے بجلی پیدا کرنے کا تعلق ہے تو مسلم امہ دنیا کے 50 فیصد سے زائد تیل اور 45 فیصد گیس کے ذخائر کی مالک ہے۔ پاکستان میں دنیا کے چند بڑے کوئلے کے ذخائر میں سے ایک ذخیرہ تھر میں واقع ہے۔

ب3۔ جہاں تک مستقبل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دوسرے ذرائع سے بجلی پیدا کرنے کا تعلق ہے جیسا کہ سورج کی روشنی، ہوا اور پانی کی لہریں، تو امت میں ایسے بے شمار بیٹے اور بیٹیاں ہیں جو ان وسائل کو استعمال میں لا کر امت کی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ب4۔ ان عظیم ذخائر کی نجکاری کے ذریعے مقامی اور غیر ملکی استعماری کمپنیاں بھرپور فائدہ اٹھاتیں ہیں۔ یہ کمپنیاں یا تو حکمرانوں کی حمائت سے کام کرتی ہیں یا براہ راست حکمرانوں کے لیے کام کرتیں ہیں۔

ب5۔ لوگوں کا معاشی بدحالی میں مبتلا ہو جانا موجودہ حکمرانوں اور ان کے استعماری آقاؤں کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں لوگوں میں کرپٹ حکمرانوں کے ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور انھیں اکھاڑ پھینکنے کی صلاحیت میں کمی ہو جاتی ہے۔

د) قانونی ممانعت: عوام کے مفاد میں توانائی کے ذخائر سے حاصل ہونے والے فوائد کا تحفظ

د1۔ خلافت سرمایہ دارانہ معاشی نظام کا خاتمہ کرے گی اور اسلام کے معاشی نظام کو نافذ کرے گی۔ اسلام کا نظام دولت کی تقسیم کو یقینی بناتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کا ایک طریقہ بجلی کے پیداواری یونٹس کے ساتھ ساتھ کوئلہ، تیل اور گیس کو عوامی اثاثہ قرار دینا ہے۔ یہ اثاثے نہ تو نجی ملکیت میں جاسکتے ہیں اور نہ ہی ریاستی ملکیت میں۔ ان اثاثوں کا انتظام ریاست سنبھالتی ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنائے کہ ان کے فوائد، بلا امتیاز رنگ، نسل، مسلک اور مذہب کے، ریاست کے تمام شہریوں تک پہنچیں۔

حزب التحریر نے پاکستان کے لیے منشور 2013 میں اعلان کیا ہے کہ ''اسلام توانائی کے وسائل کو عوامی اثاثہ قرار دیتا ہے۔ نہ ریاست اور نہ ہی کوئی نجی کمپنی ان سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ بلکہ اسلام اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تمام لوگ اس دولت سے فائدہ اٹھائیں۔ لہٰذا خلافت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ لوگ توانائی کے ان وسائل سے فائدہ اٹھائیں اور زراعت، صنعت اور عام شہریوں کو انتہائی کم نرخوں پر بجلی فراہم ہو''۔

د2۔ خلافت بجلی، پیٹرول اور گیس پر ٹیکسز کا خاتمہ کر دے گی جس کے نتیجے میں ان کی قیمت میں مزید کمی ہو جائے گی۔ ان چیزوں کی صرف اس قدر قیمت لی جائے گی جس کے ذریعے ان کی پیداوار اور انھیں عوام تک پہنچانے پر اٹھنے والی لاگت آئی ہو گی۔ غیر مسلم غیر حربی ممالک کو ان وسائل کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدن کو لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے گا۔

حزب التحریر نے پاکستان کے لیے منشور 2013 میں اعلان کیا ہے کہ ''سرمایہ دارانہ نظام کے تحت عوام ظالمانہ ٹیکسوں کے بوجھ تلے پس رہے ہیں۔ انکم ٹیکس ان کی تنخواہیں کھا لیتا ہے، جنرل سیلز ٹیکس کھانے پینے اور ادویات جیسی ضروری اشیا کی خریداری کو مشکل بنا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ایندھن اور توانائی کے ذرائع پر بھاری ٹیکس نے پاکستان کی صنعتی اور زرعی پیداوار کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ اسلام کا ایک اپنا منفرد محصولاتی نظام ہے۔ اس میں عوامی اثاثوں جیسے گیس سے حاصل ہونے والی آمدنی، زرعی پیداوار پر خراج اور صنعتوں کے ذریعے پیدا ہونے والی اشیأ پر زکوۃ شامل ہے۔ لہٰذا خلافت اس قابل ہوگی جہاں زبردست معاشی ترقی کے اہداف کو حاصل کر سکے وہیں بہت بڑی تعداد میں ریاست کے لیے آمدن کا ذریعہ بھی پیدا کر سکے گی''۔

د3۔ اسلام کی بجلی کی پالیسی خلافت کے زیر سایہ پاکستان میں زبردست صنعتی ترقی کا باعث بنے گی۔

حزب التحریر نے پاکستان کے لیے منشور 2013 میں اعلان کیا ہے کہ'' اول: وہ فیکٹریاں جو عوامی اثاثہ جات سے متعلق ہیں مثلاً گیس اور تیل صاف کرنے والے پلانٹ۔ چونکہ عوامی اثاثہ جات تمام عوام کی اجتماعی ملکیت ہوتے ہیں اس لیے یہ پلانٹ بھی عوام کی مشترکہ ملکیت ہوں گے اور ریاست عوام کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ان کا بندوبست کرے گی۔ دوم: وہ کارخانے جن کا تعلق بھاری صنعتوں اور اسلحہ سازی سے ہے۔ ریاست کا کوئی شہری بھی بھاری صنعتوں سے متعلق کارخانہ لگا سکتا ہے، لیکن چونکہ ایسے کارخانوں کے قیام کے لیے کثیر سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا خلافت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ ان کے لیے بھاری سرمایہ کاری کرے۔ صرف بھاری صنعتوں کی موجودگی میں ہی ایک فوج مضبوط اور طاقتور ہو سکتی ہے جو انجن سازی اور مشین سازی کی قابلیت رکھتے ہوں''۔

نوٹ: خلافت کے قیام کے فوراً بعد اس پالیسی کو نافذ کیا جائے گا۔ اس پالیسی کے قرآن و سنت سے تفصیلی دلائل جاننے کے لیے حزب التحریر کی جانب سے جاری کیے گئے ریاستِ خلافت کے دستور کی دفعات 137,138,139,140 سے رجوع کریں۔

ج) پالیسی: دنیا کی صف اول کی ریاست، خلافت کو قائم کرنے کی جدوجہد

ج1۔ تیل، گیس، کوئلہ اور بجلی کے یونٹس کو عوامی اثاثہ قرار دے دیا جائے گا جس کے نتیجے میں سستی بجلی میسر ہوگی۔

ج2۔ سستی بجلی کی فراہمی مضبوط بنیادوں پر صنعتی شعبے کو قائم کرنے کے لیے ضروری ہے بلکہ ایک ریاست کو دنیا کی صف اول کی ریاست بنانے کے لیے بھی انتہائی اہم ہے۔

ج3۔ توانائی کے حوالے سے اسلام کی منفرد پالیسی سرمایہ دارانہ نظام سے تنگ آئی ہوئی دنیا کے لیے ایک روشن مثال ہوگی۔